صدائے جاہ و جلال

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسُول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مِثال، فقیرِ مُحمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

واجہ شاہ مُحمدؐ افضل

چشتی (صابری نظامی)، قلندری

وف افضل رحمۃ اللہ علیہ سرکار

Marfat.com

فی سبیل اللہ

NOT FOR SALE

Marfat.com

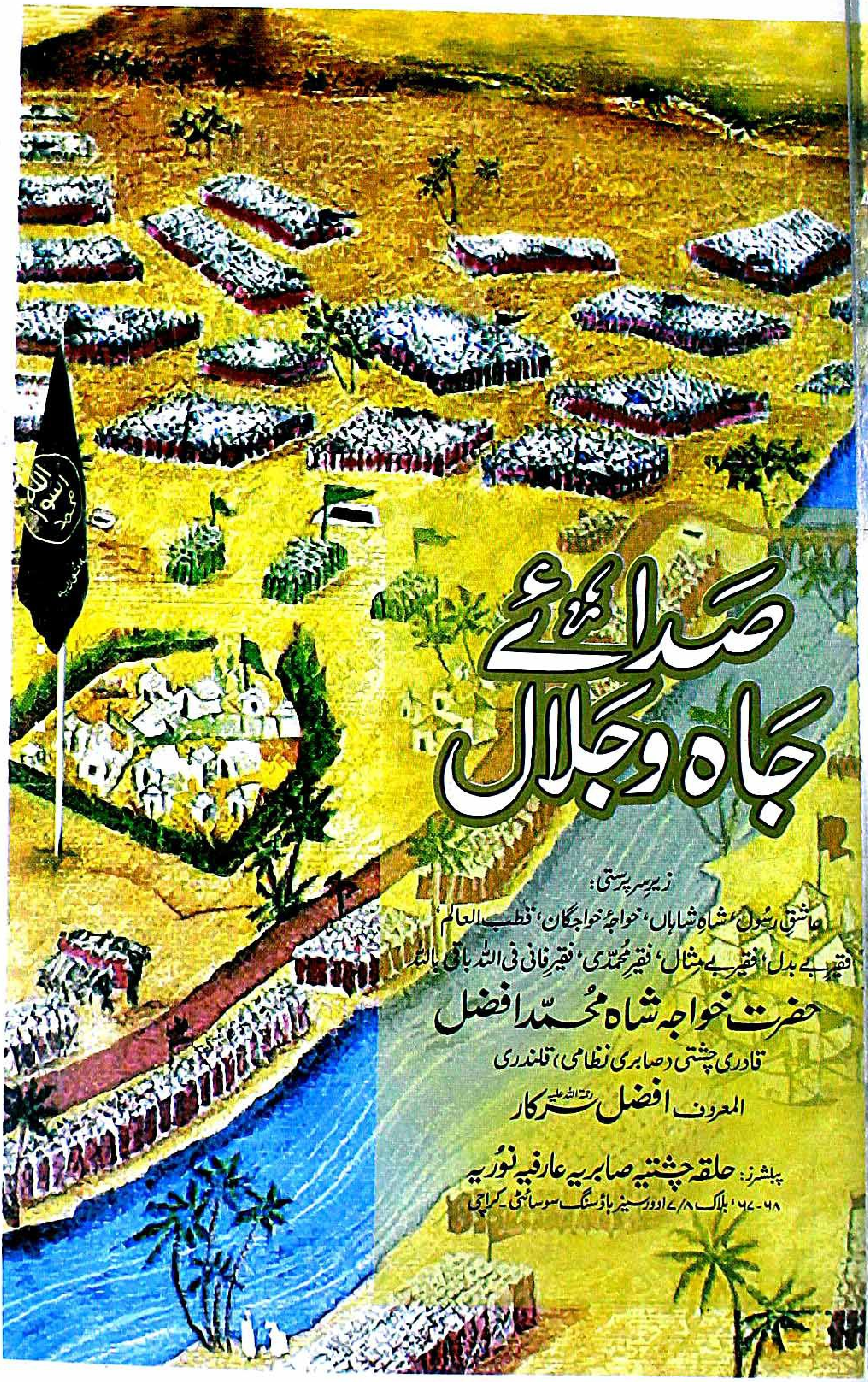

صدائے جاہ و جلال

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسولؐ، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ نوریہ
۶۸-۶۷، بلاک ۷/۸، اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی

Marfat.com

نام کتاب ـــــــــــــــــ صدائے جاہ وجلال

ترتیب وپیشکش ـــــــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ـــــــــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تعداد	تاریخِ اشاعت
۵۰۰۰	جمادی الاوّل ۱۴۳۲ھ اپریل ۲۰۱۱ء

۲۹۷۶۶۷
314
۹۶۶۲۰

E-mail: arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، توُ نے ہماری پُکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ' اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ توُ کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلٰی کُلِّ شَیٔ ءٍ قَدِیۡرٌ اور کُنۡ فَیَکُوۡن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے "صدائے جاہ وجلال" کے عنوان سے اس موضوع پر اپنے مُرشد شاہِ شاہاں' خواجۂ خواجگان' قطب العالم' فقیرِ بے بدل' فقیرِ بے مثال' فقیرِ محمّدی' فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ' حضرت خواجہ شاہ محُمّد افضل قادری' چشتی (صابری' نظامی)، قلندری المعروف "افضل سرکار" رحمتہ اللہ علیہ کے زیرِ سرپرستی یہ کتاب پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں ، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کرلے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صَلّی اللہ عَلیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صَلّی اللہ عَلیہ وآلہٖ وسلّم) اُس سے راضی ہوجائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلاتے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

29766
۱۱/۱ ص

گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

فہرست

باب ۱۰۸ ، ۲۔اپریل ۲۰۱۰ء ـــــــ 9
باب ۱۰۹ ، ۹۔اپریل ۲۰۱۰ء ـــــــ 29
باب ۱۱۰ ، ۱۶۔اپریل ۲۰۱۰ء ـــــــ 54
باب ۱۱۱ ، ۲۳۔اپریل ۲۰۱۰ء ـــــــ 73
باب ۱۱۲ ، ۳۰۔اپریل ۲۰۱۰ء ـــــــ 88
باب ۱۱۳ ، ۷۔مئی ۲۰۱۰ء ـــــــ 104
باب ۱۱۴ ، ۱۴۔مئی ۲۰۱۰ء ـــــــ 118
باب ۱۱۵ ، ۲۱۔مئی ۲۰۱۰ء ـــــــ 131
باب ۱۱۶ ، ۲۸۔مئی ۲۰۱۰ء ـــــــ 146
باب ۱۱۷ ، ۴۔جون ۲۰۱۰ء ـــــــ 162
باب ۱۱۸ ، ۱۱۔جون ۲۰۱۰ء ـــــــ 177
باب ۱۱۹ ، ۱۸۔جون ۲۰۱۰ء ـــــــ 192
باب ۱۲۰ ، ۲۵۔جون ۲۰۱۰ء ـــــــ 214
باب ۱۲۱ ، ۲۔جولائی ۲۰۱۰ء ـــــــ 234

Marfat.com

باب ۱۲۲ ، ۹ جولائی ۲۰۱۰ء ______ 257
باب ۱۲۳ ، ۱۶ جولائی ۲۰۱۰ء ______ 278
باب ۱۲۴ ، ۲۳ جولائی ۲۰۱۰ء ______ 299
باب ۱۲۵ ، ۲۶ جولائی ۲۰۱۰ء ______ 320
باب ۱۲۶ ، ۲۹ جولائی ۲۰۱۰ء ______ 337
باب ۱۲۷ ، ۳۰ جولائی ۲۰۱۰ء ______ 356
باب ۱۲۸ ، ۶ اگست ۲۰۱۰ء ______ 374
باب ۱۲۹ ، ۱۳ اگست ۲۰۱۰ء ______ 391
باب ۱۳۰ ، ۲۰ اگست ۲۰۱۰ء ______ 410
باب ۱۳۱ ، ۲۷ اگست ۲۰۱۰ء ______ 426

Marfat.com

۲ - اپریل ۲۰۱۰ء

باب (۱۰۸)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو نہایت کرم والا، اور انتہائی رحم والا ہے۔ وہ جس نے ارض وسما کو پیدا کیا جس نے چمکدار کہکشاؤں کو اور جو کچھ ان میں ہے، اُن سب کو تخلیق فرمایا۔ یہ سب کچھ اس نے اپنے حبیب، اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے پیدا کیا جو اس کے محبوبِ عظیم ہیں۔

درود وسلام اُن پر جن کا دل سب سے زیادہ معصوم ہے، جو شب وروز اپنی اُمت کے لئے دُعاگو ہیں، اور جو اللہ کے سب سے زیادہ برگزیدہ بندے ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے۔ اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی اُن سب کے لئے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم اور ان کی رحمت کے زیرِ سایہ

Marfat.com

ہیں ۔ اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی ایک سے بھی ناواقف نہیں ہیں ۔

کیا آپ نے کبھی اس پر غور کیا ہے کہ انسان کو کس طرح بنایا گیا؟ کیا آپ اللہ کے ہاتھوں اپنی تخلیق کاری کے عمل کو دیکھ سکتے ہیں؟ خون کا ایک لوتھڑا جو حقیر ہے، جس کی اپنی کوئی قوت نہیں ہے۔ وہ خود کو شکمِ مادر میں (بیج کی طرح) بو دیتا ہے۔ بویا ہوا خون کا یہ لوتھڑا ماں کے خون سے اپنی غذا حاصل کرتا ہے، یہ خون پھر ہڈیوں اور پٹھوں میں تبدیل ہوتا ہے، اور پھر ان ہڈیوں اور پٹھوں سے چہرہ اور انسانی جسم کے تمام اعضاء بن جاتے ہیں۔

سورۂ مومنین میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"اور بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر اس کو پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں۔ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا۔ پھر خون کے پھٹک کو گوشت کی بوٹی۔ پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اُسے اور

Marfat.com

صورت میں اٹھان دی۔ تو بڑی برکت والا
ہے اللہ، سب سے بہتر بنانے والا۔''

ایک مخلوق جس کی اصل اتنا ادنیٰ اور عاجزانہ ہو، اس کا طرزِ عمل اس کی اصل سے بالکل مختلف ہے۔ جیسے ہی وہ بڑے ہو جاتے ہیں اور اپنے بازوؤں میں طاقت محسوس کرتے ہیں، تو وہ یہ سوچنا شروع کرتے ہیں کہ وہ ہی اس دنیا کے مالک ہیں، اور جو کچھ بھی چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔

وہ ہر ایک پر اور ہر چیز پر سوال اٹھانا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ دوسروں کی بات آخر کیوں سُنیں۔ کیا وہ خود کوئی سوچ نہیں رکھتے؛ اور جب آپ کے بازوؤں میں قوت ہے، تو آپ اس قوت سے کسی بھی طرح دولت کما سکتے ہیں۔ تو پھر آپ کو دوسروں کا خیال رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

یہ غرور اور گھمنڈ انسان کی ذات میں موجود اس کے مثبت پہلو کو تباہ کرتے ہیں۔ اسے خود غرض اور تنگ نظر بناتے ہیں۔ ایک انسان کی عاجزانہ اصلیت اُسے

Marfat.com

عاجزانہ انجام تک پہنچاتی ہے۔ جب انسان کو عدم سے پیدا کیا گیا تھا، تو اسے دوبارہ بھی عدم سے پیدا کیا جا سکتا ہے۔

ہر ایک انسان جو پیدا ہوا ہے، وہ دوبارہ پیدا ہوگا۔ وہ مٹی سے بنایا گیا اور مرنے کے بعد مٹی میں بدل جائے گا۔ اور وہ دوبارہ مٹی سے ہی پیدا ہوگا بھلا اللہ کو ان تمام چیزوں کو دوبارہ بنانے سے کون روک سکتا ہے؟ جو اس زمین پر آئی تھیں؟ کیا اللہ ان چہروں کو ایک بار پھر سے نہیں بنا سکتا، جو مٹ کر خاک ہو چکے ہیں؟ کیا وہ ان کو دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں کر سکتا جو کبھی ٹنوں مٹی تلے بے حس و حرکت پڑے تھے؟ کیا وہ ان کی بے نور آنکھوں کو دوبارہ روشنی عطا نہیں کر سکتا، یا اُن زبانوں کو گویائی عطا نہیں کر سکتا جو عرصے سے بند تھیں اور ان اعضاء کو دوبارہ طاقت نہیں بخش سکتا جو اپنی قبروں میں بے بس پڑے ہوئے تھے؟

اللہ تعالیٰ کے پاس تمام طاقتیں ہیں۔ وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ کیا ایسا کوئی ہے جو اُسے وہ کچھ نہ کرنے دے جو وہ کرنا چاہتا ہو؟ یہ حقیقت اس کی جملہ

Marfat.com

مخلوقات کو معلوم ہے سوائے اس بدنصیب شخص کے ، جسے اس دنیا میں نائب بنایا گیا تھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

وہ سمجھتا ہے کہ جو اس کے جی میں آئے، وہ کر سکتا ہے۔ اُسے کوئی دیکھ نہیں سکتا، اس کا خیال ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے، اسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ شخص خود کو سب سے بڑا اور سب سے طاقت ور سمجھتا ہے۔ اسے اللہ کے کسی احکام کو ماننے کی ضرورت نہیں۔

اگر اس کے پاس طاقت ہے تو وہ چرا سکتا ہے۔ جھوٹ بول سکتا ہے، دوسروں کا مال کھا سکتا ہے۔ وہ یہاں اپنے قوانین تھوپ سکتا ہے۔ وہ اپنے قوانین خود بناتا ہے۔ اسے یہ سب کچھ کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ مگر ایسی ایک ذات ہے جو یہ سب کچھ دیکھ رہی ہے۔ وہ ان تمام چیزوں پر بڑی خاموشی سے نظر رکھے ہوئے ہے۔

وہ ہر ایک انسان کے ہر ایک عمل پر کڑی نگاہ

Marfat.com

رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہر ایک آدمی کے مُنہ سے نکلنے
والے ہر لفظ کو سُن رہا ہے۔ وہ ہر ایک انسان کے
دل میں چھُپی ہوئی ہر نیت کی جانچ کر رہا ہے۔ پھر ان
ساری چیزوں کو اللہ کے بندے، یعنی اس کے فرشتے
سمیٹ کر اس دن کے لئے اٹھا رکھتے ہیں جب میزان کی
بات ہوگی۔

وہ دن جو جوانوں کو چند لمحوں میں بوڑھا بنا دے
گا۔ وہ دن جب اللہ کے انصاف سے کوئی نہیں
بچ سکے گا۔ کوئی بھی اس سے نہیں بچ سکتا سوائے ان
لوگوں کے جنہیں اللہ استثنیٰ بخشے۔

آج انسان یہ بھول گیا ہے کہ اُسے مرنا بھی ہے۔
وہ یہ بھول گیا ہے کہ اسے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ وہ
یہ بھول گیا ہے کہ اس سے باز پرس ہوگی۔ سوال یہ ہے کہ
جب آپ کی گردنوں پہ اتنا بوجھ ہے، تو پھر آپ فکر
مند کیوں نہیں ہیں؟ آپ اپنے بستروں پر خاموشی سے
کیوں پڑے ہوئے اپنا وقت برباد کر رہے ہیں؟ آپ
آخر جاگتے کیوں نہیں ہیں؟

کیا آپ کے خیال میں آپ کی یہ زندگی ہمیشہ کے

Marfat.com

لئے ہے؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے، کبھی مریں گے نہیں؟ اور اگر آپ مر بھی جائیں تو کیا آپ کو دوبارہ کبھی زندہ نہیں کیا جائے گا؟

ذرا اپنی تاریخ کی کتابیں تو کھولئے۔ آپ کو نظر آئے گا کہ ماضی میں آپ سے زیادہ شان و شوکت والے لوگ بہت زیادہ طاقت ور اور مضبوط لوگ یہاں موجود تھے۔ بھلا بتائیے کہ ان میں سے کتنے موت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے ہیں؟ کتنے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دھوکہ دے سکے؟ اور خود کو قبر کی تاریکیوں سے بچا سکے؟

کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ انبیاء کرام اور اللہ کے خاص الخاص نے بھی موت کا مزہ چکھ لیا ہے۔ کوئی بھی اپنی مقررہ زندگی سے ایک لمحہ بھی زیادہ اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔ کوئی بھی خود کو حضرت عزرائیل علیہ السلام کے پنجوں سے نہیں بچا سکا ہے۔ اس کے باوجود انسان نے اس سے سبق نہیں سیکھا۔ وہ اب بھی اس پُر فریب دنیا میں مگن ہے، اپنے عیش و آرام میں اور اس دنیا کو حسین تر بنانے میں۔

Marfat.com

یہ بتائیے کہ کیا آپ نے کبھی پانی کا کوئی بلبلہ دیکھا ہے؟ جب روشنی کی کوئی کرن اُس بلبلے سے گزرتی ہے، تو اس میں سے خوبصورت رنگ بکھرتے ہیں۔ وہ چمکتا ہے، وہ جگمگاتا ہے۔ اگر کوئی آپ سے یہ کہے کہ مجھے ایک ہزار روپے دینے کے بدلے اس بلبلے کو خریدیں، تو آپ میں سے کتنے اس سودے پر رضامند ہوں گے؟

بے شک کوئی بھی اسے خریدنے پر آمادہ نہیں ہو گا چاہے وہ بلبلہ دیکھنے میں کتنا ہی دل کش اور خوب صورت کیوں نہ ہو۔ ایسا صرف اس لئے کہ بلبلے کی زندگی چند لمحات یا ثانیوں تک کے لئے ہوتی ہے۔ کوئی بھی اپنے پسینہ کی کمائی کو ایسی ناپائیدار چیز پر خرچ کرنا نہیں چاہے گا۔

اس زمین پر انسان کی زندگی بھی اسی طرح ہے۔ اتنی ہی مختصر اور اتنی ہی ناپائیدار۔ اس کی ہر سانس اللہ کی طرف سے اس کے لئے ایک تحفہ ہے۔ اس کے نصیب میں کتنی سانسیں ہیں کوئی نہیں جانتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آج اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہنستا اور سرگوشیاں کر رہا ہو، یا وہ گھر والوں کے ساتھ بیٹھے آئندہ

Marfat.com

کئی سالوں کی منصوبہ بندیاں کر رہا ہو، لیکن دوسرے لمحے اس کی سانس رُک جاتی ہے۔

وہ چاہے دوسری سانس لینے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے۔ لیکن اگر اس کی سانسیں گنی جا چکی ہیں، تو وہ ایک بھی اضافی سانس نہیں لے سکتا۔ کوئی بھی ہائی ٹیک طبی امداد اسے موت سے نہیں بچا سکتی۔ جب اس کا وقت ختم ہو چکا ہو، تو کوئی بھی رقم اسے اضافی سانس نہیں دلا سکتی۔ تمام کھیل ختم ہو جاتے ہیں، تمام منصوبے ہوا میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

تیری کشتی میں ہیں سوراخ کتنے
چلا جاتا ہے جن سے تہہ میں پانی
بہت کمزور ہے مستول اس کا
ہیں اس کی رسّیاں کتنی پرانی
خُدا کی ناخدائی کی بدولت
اُتر جائے گی دریا کی روانی

Marfat.com

پھر فرمایا:

سمندر میں اُسے جس وقت ڈالے
سفینہ رنگ و روغن سے سجالے
کوئی سوراخ رہ نہ جائے باقی
پرانی رسیّوں کو آزما لے!
کنارا دُور اور گہرا سمندر
تیری کشتی ہے طوفاں کے حوالے
تجھے درپیش ایک لمبا سفر ہے!
سفر کے قابل تو اس کو بنالے

•

زندگی بے شک ایک سفر ہے۔ بہت سخت اور مُشکل۔ انسان کی زندگی کے دراصل دو سفر ہیں: ایک میں اس کی مرضی شامل ہے، اسے مواقع عطا کئے جاتے ہیں اور وہ جس طرح چاہے سفر کرسکتا ہے۔ یہ اس دنیا کا سفر ہے۔ اس کے پاس اختیار ہے کہ وہ اپنی زندگی کس طرح گزارے۔

اس کے پاس دوسرے سفر کے لئے زادِ راہ جمع کرنے کے تمام تر مواقع ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ سفر دشوار

Marfat.com

ہے۔ کیوں کہ اس میں اسے ہر وقت اپنے دشمن کا سامنا کرنا ہے، جو ایک بھنور کی طرح ہے۔ اگر آپ اس (گرداب) میں سے گزرتے وقت احتیاط سے کام نہیں لیتے، تو آپ کی کشتی یقیناً اُلٹ کر ڈوب جائے گی۔

لیکن اللہ نے آپ کو دشمن سے بچنے کے لئے اچھی طرح سکھلا دیا ہے کہ اس زندگی کی کشتی کو کس طرح اس بھنور سے بچایا جائے۔ اب اس کے باوجود اگر آپ خود کو اس تباہی سے نہیں بچا سکتے تو اس کے لئے کس کو موردِ الزام ٹھہرایا جائے؟

دوسرا سفر آخرت ہے۔ جس کا انحصار زیادہ تر اس پر ہے کہ آپ نے اپنے پہلے سفر میں اپنا وقت کس طرح گزارا ہے۔ اگر آپ خود کو دشمن سے بچ بچانے میں بہت محتاط رہے تھے۔ اگر آپ نے وہ سیدھا راستہ اختیار کیا تھا جو اللہ نے آپ کو دکھایا تھا اور اپنے لئے اچھا خاصا زادِ راہ جمع کیا تھا، تو آپ کا یہ دوسرا سفر یقیناً بھونچال اور طوفانوں سے محفوظ ہوگا۔

یہ دونوں سفر مختصر دورانیہ کے ہوتے ہیں۔ یہ مشکل بھی ہیں اور ان کا ایک خاتمہ بھی ہے۔ یہ دونوں سفر آپ

Marfat.com

کو آپ کی حقیقی منزل کی طرف لے جاتے ہیں۔ یعنی اس جگہ جہاں آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ اللہ کے عاشق، حضرت شاہ عبدالطیف رحمتہ اللہ علیہ نے کیا فرمایا ہے:

"سب انسان دراصل ایسی کشتیوں میں سفر کر رہے ہیں جو نہایت کمزور ہیں۔ بلاشبہ یہ آپ کے جسم ہیں جو زود اثر لینے والے اور کمزور ہیں۔ جب آپ کا سفر شروع ہوگا، تو ہو سکتا ہے کہ تیز ہوائیں اور طوفان ان کشتیوں کے لئے خطرے کا باعث ہوں۔ یہ آزمائشیں اللہ کی طرف سے ہیں، جو آدمی کو سہنی چاہئیں۔ یہ آزمائشیں نہ صرف آپ کو یہ سکھاتی ہیں کہ کشتی کو کس طرح چلایا جائے، بلکہ آپ کو زیادہ مضبوط بنا دیتی ہیں۔ یہ سختیاں آپ کو یہ احساس دلاتی ہیں کہ فقط ایک ہی واحد طاقت ہے جو سب پر حکمران ہے۔

پھر اس سفر میں ایسے بھنور ہیں جو شیطان نے بنا رکھے ہیں، جو آسانی سے آپ کی کشتی کو ہڑپ کر سکتے ہیں۔ یہ بھنور دراصل آپ کے ایمان پر ایک وار ہیں۔ کیوں کہ جب ایک آدمی اپنا ایمان کھو بیٹھتا ہے،

Marfat.com

تو بلاشبہ اس کا وجود ہی بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ شیطان تصوّرات بھی پیدا کرتا ہے، زمین کے تصوّرات جو جعلی ہوتے ہیں اور آپ کو ایسا لگتا ہے جیسے آپ اپنی منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ اس طرح یہ آپ کو زندگی کی بے معنی لذتوں میں مبتلا کرتا ہے۔

جیسا کہ کہا جا چکا ہے، وہ آپ کے پانچوں حواس پر قبضہ کرتا ہے، اور انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ ایک بار اگر آدمی اپنے قلب کو سُننا بند کر دے اور خود کو شیطان کے حوالے کر دے، تو اس کی آنکھوں کے آگے وہ نقوش اور رنگ ناچنے لگتے ہیں، جو انسان نے اپنی تفریح کے لئے بنا رکھے ہیں۔

اس کے کان دوسروں کی سرگوشیاں اور غیبت سُننا شروع کر دیتے ہیں اور ان سے لطف اٹھاتے ہیں۔ اس کی زبان جھوٹ اور بے معنی باتوں کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس کی لمس کو آسائش کی طلب ہوگی اور اس کی زبان دنیا کی عیاشیوں کی باتیں کرتے نہیں تھکتی۔

ایک بار اگر آپ کے حواس شیطان کے قابو میں آ گئے، تو پھر آپ دن رات انہی خرافات کے پیچھے بھاگیں

Marfat.com

گے۔ ایک بار آپ کی توجہ آپ کے سفر سے ہٹ گئی اور جیسے ہی آپ اپنے حواس کو مطمئن کرنا شروع کریں گے، تو یہ امکان قوی ہے کہ آپ آسانی سے اپنی راہ سے بھٹک جائیں گے۔

آپ نہ صرف سیدھی راہ پر چلنا بھول جائیں گے، بلکہ ایک غلط سمت میں بھی مُڑ سکتے ہیں۔ اور آپ اس بھنور میں پھنس سکتے ہیں جو شیطان نے آپ کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ اور اس طرح آپ اپنی پوری متاعِ حیات کھو سکتے ہیں۔ اگر آپ اس سفر میں بھٹک گئے جو آپ کی دنیاوی زندگی کا سفر ہے، تو یوں سمجھئے کہ دراصل آپ نے اپنا سب کچھ کھو دیا۔

پھر آپ کے دوسرے سفر کا دورانیہ غم و پشیمانیوں سے پُر ہوگا۔ اور آپ کا وہ آخری ٹھکانا، جہاں آپ کو ہمیشہ رہنا ہے وہ آپ کے لئے ایک ابدی درد و عذاب بن جائے گا۔ اللہ آپ سب کو اس سے بچائے رکھے۔

اے اُمّتِ محمدی! اس بیان کی نصیحت یہ ہے کہ خدارا جاگ اُٹھیے، اور اپنی آنکھوں کو خوب اچھی طرح کھولئے۔ شیطان کی طرف سے ہونے والے وار پر نظر

Marfat.com

رکھئے، اور اپنے اللہ سے اس کے لئے پناہ مانگئے۔ اس قیمتی وقت کو ضائع نہ کیجئے۔ یہ وقت ایک بار جو ہاتھ سے نکل گیا، تو پھر واپس کبھی نہیں آئے گا ؎

دو پل کی اندھی جوانی نادانی سے بھر پور پائی
عمر بھلا کیوں بیتے ساری، رو رو کر بتانے میں

اے اُمّتِ محمدی! گیا وقت کبھی واپس نہیں آتا۔ جو آج بویا ہے وہی کل کاٹنا ہوگا۔ اگر آج اپنے لئے کانٹے بوئے ہیں، تو کل یہ کانٹے پھل اور پھول بن کر نہیں مل سکتے۔

اے اُمّتِ محمدی! آپ بہترین محفلوں میں سے ایک میں موجود ہیں۔ یہ محفل اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے عاشقوں کی محفل ہے، تو اس میں کیا کمی ہو سکتی ہے۔ یہ محفل آپ کے نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن کے اہلِ بیت کی اور اُن کے عاشقوں کی محفل ہے۔

بس اپنی جھولی پھیلائیے اور اس میں اللہ کی برکت اور اس کے محبوب کی رحمت سمیٹئے۔ جو بھی ان محفلوں میں شریک ہوتا ہے وہ اللہ کی رضا سے ہوتا ہے۔ اور جسے جانے کے لئے کہا جاتا ہے، وہ اللہ کی رضا سے

Marfat.com

جاتا ہے۔ کوئی بھی فردِ واحد اس محفل میں نہیں آسکتا اگر اللہ اُس کی یہاں موجودگی نہ چاہتا ہو۔

اللہ نہایت ہی قدرت والا اور رحیم ہے وہ عیبوں کو چھپانے والا اور نہایت ہی مہربان ہے۔ یہ محفلیں نُورِ ہدایت پھیلاتی ہیں۔ یہ دلوں کو منوّر اور حسین بناتی ہیں۔ یہ اللہ کے ان عاشقوں کی مثالیں پیش کرتی ہیں، جنہوں نے اپنی زندگیاں حق اور سچائی میں گزاری ہیں۔

آیئے آج ہم ایک ایسے حسین شخص کی بات کریں، جو اپنے اللہ کے راز و نیاز کا حصہ تھے۔ ان کی آنکھیں ایسی تھیں جو آدمی کے جسم سے پار جاسکتی تھیں۔ جن کا دل ہر وقت ذکرِ اللہ کی تال پر دھڑکتا تھا۔ ایک پُروقار اور خود دار انسان، لیکن اس کے ساتھ ہی عجز و انکساری سے بھرپور انسان۔ ایک ایسا انسان جنہوں نے اپنی اصلیت کو کبھی فراموش نہیں کیا اور اپنی کشتی کو ہمیشہ راہِ حق پر چلایا۔

آج ہم گفتگو کریں گے قطبِ سالکین، حضرت شاہ محمد غزن قادری سروری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں، جو ہمارے مرشد حضرت شاہ محمد افضل' المعروف

Marfat.com

"افضل سرکار" رحمتہ اللہ علیہ کے والدِ گرامی اور بڑی اہمیت کے حامل انسان تھے۔

جیسے جیسے دنیا اپنے خاتمہ کی جانب بڑھ رہی ہے، راہِ حق پر قائم رہنا بہت مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ یہ دریا کے بہاؤ کے خلاف تیرنے کی کوشش کے مترادف ہے۔ لیکن اس جی دار مومن نے یہی کیا۔ انہوں نے پانی کے بہاؤ کے خلاف تیر کر دکھایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا آرام اور اپنی آسائشوں کو قربان کیا، مگر ایک کوڑی بھی ایسی قبول نہ کی جو حلال نہ ہو۔

جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ اس دنیا سے رخصت ہوئیں، تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دوسری شادی نہیں کی، تاکہ آپ اپنی پوری توجہ اپنے بچوں کی تربیت پر مرکوز رکھ سکیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مقولہ تھا کہ "کھلاؤ سونے کا نوالہ مگر دیکھو شیر کی آنکھ سے"۔

اور یہی ہے وہ طریقہ جس سے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بچوں کی تربیت فرمائی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا عشقِ الہٰی اور عشقِ مصطفےٰ اپنے ایک ایک بچے میں منتقل کیا۔ اس طرح آپ نے اپنے بچوں کو ایسا مشعل بنایا

Marfat.com

جس سے ہزاروں مشعلیں روشن ہوئیں جنہوں نے زمانہ بھر کو منوّر کر دیا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک قادری سروری بزرگ تھے، جن کا ہاتھ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں اور حضرت غوث پاک، شیخ عبدالقادر گیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اپنے دن دنیاوی ذمہ داریوں کو نبھاتے گزرے اور آپ کی راتیں ربِ عظیم کی حضوری میں گزرتیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ رہتے تو اس دنیا میں ہی تھے، لیکن آپ کی نسبت دوسری دنیا سے تھی۔ یعنی اللہ کی دنیا سے۔ اپنی ۲۳ سالہ سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ اپنے حجرے میں مقیم ہو گئے۔ جہاں آپ بہ مشکل دو تین گھنٹے آرام فرماتے اور باقی سارا وقت یادِ الٰہی میں گزارتے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے اوراد و وظائف کے بیحد پابند تھے اور اپنے حجرہ میں کسی بھی ایسی چیز کو داخل ہونے نہیں دیتے تھے جو شریعت کے خلاف ہو۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ دوسروں کی ضروریات سے بے

Marfat.com

خبر رہتے۔ بہت سارے غربا ٔمساکین اور دوسرے لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے زیرِ کفالت رہتے تھے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ مہمان نوازی کے تقاضوں سے بخوبی آگاہ تھے۔ اور کئی دنوں تک درویش اور مرید آپ کے ہاں قیام کرتے اور آپ سے فیضیاب ہوتے تھے۔

حضرت شاہ عزن رحمتہ اللہ علیہ قادری سروری بزرگ تھے۔ اسی لئے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا مشن اپنایا اور اسی کے مطابق زندگی بسر کی۔ حتیٰ کہ جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ صاحبِ فراش تھے تو آپ گیارہ دن تک حالتِ استغراق میں رہے۔ پھر ۱۲ ربیع الثانی کو آپ رحمتہ اللہ علیہ واصلِ بہ حق ہو گئے۔ وہ دن جب اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ خود آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اس جہانِ فانی سے لینے تشریف لائے تھے۔

اے اُمتِ محمدی! جب آپ کے روابط ایسی حسین ہستیوں سے قائم ہو جاتے ہیں، تو پھر ان کی زندگیاں آپ سب کے لئے ایک سبق ہونی چاہئیں۔ یہ روشنی کے

Marfat.com

وہ مینار ہیں جو زندگی بھر آپ کے ساتھ رہیں گے پس اپنی کشتیاں روشنی کے انہی میناروں کی رہنمائی میں چلائیں۔
بس ان کی اتباع کریں، اور آپ اپنی حقیقی منزل تک پہنچ جائیں گے۔ یعنی ابدی راحت اور سکون والی جگہ پر۔
میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقین کی محبت اور نگاہِ کرم ہمیشہ آپ کے سروں پر سایہ فگن رہیں۔

آمین!

Marfat.com

۹ ر اپریل ۲۰۱۰ء

باب (۱۰۹)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو بہت محبّت کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ وہ واحد جو سب کچھ جانتا ہے، جو دلوں میں پوشیدہ ہے۔ وہ سب کچھ جسے انسان دوسروں پر ظاہر کرتا ہے، اور وہ سب جسے وہ چھپاتا ہے، اُن ساری نیّتوں کو جانتا ہے جو کبھی بھی اُس سے چھُپ نہیں سکتیں۔

درود و سلام اللہ کے محبوب پر، اُن پر جو اُس حساس دل کے مالک ہیں جو ہر ایک کے لئے کشادہ ہے اور جو اپنی اُمّت کے لئے دھڑکتا ہے۔

سلام، رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے، اور آپ کے گھرانوں کے لئے، سلامتی ہو اُن سب کے لئے جن کے دل اُن کے نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نرم ہیں اور جو ایسے دلوں کے معاملات پر بات کرنا پسند

Marfat.com

کرتے ہیں۔

یہ کتنا خوبصورت دن ہے، ایک بابرکت دن، اللہ کے محبوب ولی، حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، سلسلۂ چشتیہ کے انمول موتی و جواہرات کا دن۔ یہ انہیں یاد کرنے اور جشن منانے کا دن ہے۔ کیوں کہ یہ وہ دن تھا جب ایک محبوب اپنے محبوب سے ملے تھے اور اب وہ اُسی محبوب کے ساتھ ابد تک رہیں گے۔

یہ ہے طریقہ اللہ کا اپنے لوگوں، اپنے عاشقین کو نوازنے کا، بہترین محبت اور بہترین انعامات سے۔ اللہ کے اولیاء، اللہ کے ہیرے جواہرات ہیں، جن سے یہ دنیا منوّر ہے۔ جو نُور اُن سے پھُوٹتا ہے اس سے دُنیا روشن ہوتی ہے۔ اور رہنے کے لئے ایک بہتر جگہ بن جاتی ہے۔

اللہ کے اولیاء خاص قسم کی ہستیاں ہیں، جو اس پُرشور اور طوفانی دنیا میں جہازی لنگر کا کام کرتی ہیں۔ یہ مرد و خواتین جو ولی یا ولیہ کہلاتے ہیں۔ یہ اپنے محبوب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے براہِ راست نمائندے ہیں۔ یہ مختلف ذرائع سے علم حاصل کرتے ہیں، لیکن

Marfat.com

ان کا اصل معلم (استاد) اللہ ہی ہے۔ جس کی معرفت اِن میں بڑی کم عمری سے ہی موجود ہے۔

یہ دنیا کی ضرورت کے مطابق بھیجے جاتے ہیں جب لوگ اللہ کی تعلیمات سے دُور ہو جاتے ہیں۔ جب وہ شیطان کے ہاتھوں میں اسیر ہوتے ہیں۔ جب اُن کو دُرست کرنا مقصود ہوتا ہے، تو پھر ایک ولی کو بھیجا جاتا ہے۔

ماضی میں ولیوں کی تعداد زیادہ تھی، اور لوگ انبیاء اور اولیاء کے ذریعے روحانی دنیا سے اچھی طرح آگاہ تھے۔ لیکن جیسے جیسے دنیا اپنے وقت کے خاتمے کی طرف بڑھ رہی ہے، اولیاء اللہ کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ ایسا بھی نہیں کہ اللہ نے ان کے بھیجنے کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ اب وہ خود کو دنیا سے چھپاتے ہیں۔

فقط ان چند ہستیوں کو ظاہر کیا جاتا ہے جو اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے وہ بھی دنیا والوں کے ہاتھوں مشکلات اور سختیوں کا شکار ہیں۔ اس زمانے میں ولی ہونا آسان نہیں رہا۔ مگر اب جب

Marfat.com

کہ وقت اپنے خاتمے کے قریب ہے، یہ اور بھی مشکل ہو گیا ہے۔

اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ لوگ اسلامی تعلیمات سے بہت دُور ہوگئے ہیں۔ اور علم کی اسی کمی کے باعث شیطانوں کی ایک بڑی تعداد نے اس سے فائدہ اُٹھانا شروع کر دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ جعلی لوگ پیروں اور ولیوں کا لبادہ اوڑھ کر کئی لوگوں کی سادگی سے کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

وہ اپنی نام نہاد روحانیت اور کرامات کے بارے میں جھوٹی باتیں اس طرح پھیلاتے ہیں جیسے کہ تمام مسائل کا حل انہی کے ہاتھوں میں ہے۔ ظاہری بات ہے کہ یہ لوگ شیطان کے چیلے ہیں، اور یہ شیطان ہی ہے جو اُن کی رہنمائی کر رہا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی طاقت بھی ہے، تو ظاہر ہے وہ طاقت بھی تو شیطان ہی کی ہے۔ اور انہی شیطانی عملیات کے باعث وہ لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں۔

یہ لوگ ایک انسان کی جان کے لئے نہایت خطرناک ہیں، لیکن یہ شر سب سے زیادہ خطرناک،

Marfat.com

انسان کے ایمان کے لئے ہے ۔ کیوں کہ اگر یہ قیمتی اثاثہ برباد ہو جائے ، تو پھر سب کچھ تباہ ہو جاتا ہے ۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان لوگوں کے پاس تمام بیماریوں اور مسائل کا علاج اور حل موجود ہے ۔

پھر جب کوئی معصوم آدمی اُن کے جال میں پھنس جاتا ہے ، تو وہ اُس سے میٹھے انداز سے بات کرتے ہیں ۔ اور یہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس سے کتنے پیسے کمائے جا سکتے ہیں ۔ پھر ہو سکتا ہے کہ وہ اُسے اس شخص کے بارے میں بتاتے ہیں جس کو ابھی اس نے ظاہر نہ کیا ہو ۔ مثلاً وہ جعلی پیر اُسے یہ بھی بتا سکتا ہے کہ جب وہ اس (پیر) کی طرف آ رہا تھا ، تو وہ فلاں دکان پر رُک گیا تھا ۔

یا اُسے یہ بھی بتا سکتا ہے کہ کل آپ کے اتنے پیسے گُم ہو گئے تھے ۔ لیکن آپ کی وہ رقم دراصل آپ کی فلاں نیلی قمیض کی جیب میں پڑی ہے ۔ اس طرح وہ اُس شخص کا اعتماد حاصل کر لیتے ہیں ، جو اُسے ولی سمجھنا شروع کر دیتا ہے ۔

ایک بار جب یہ اعتماد قائم ہو جاتا ہے ، تو یہ

Marfat.com

معصوم آدمی اپنے ہر مسئلے کے لئے اُس کے پاس آنا شروع کر دیتا ہے۔ پھر یہ جعلی ولی اُس کے سینے میں بے یقینی کا زہر گھولنے لگتا ہے۔ اور اُسے باور کراتا ہے کہ ہر چیز اُس کی مرضی سے ہوتی ہے۔ یعنی اگر پیر راضی تو قسمت آپ کا ساتھ دے گی، اور اگر پیر راضی نہیں تو سارے کام بگڑ جائیں گے۔

تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ شخص اس پیر کے لئے کتنی محنت سے کام کرے گا۔ وہ نذرانہ پیش کرے گا، یعنی جتنی رقم پیر طلب کرے گا وہ اسے دے دے گا۔ اور وہ پیر کے کہنے پر کوئی بھی غیر شرعی کام کرے گا۔ ایسے لوگ اپنی بیماری کے علاج کے لئے درکار انسانی خون کے حصول کے لئے کسی بچّے یا کسی معصوم انسان کو قتل کرنے کا انتہائی اقدام سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

اگر وہ جعلی پیر اُس شخص کے گھرانے کے معصوم اراکین کو قابو کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، تو اس کے گھرانے کے معصوم اراکین بھی اُس شیطان کی گرفت میں آ جاتے ہیں۔ اس طرح آخر کار پورا گھرانہ اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے۔ جان، مال، عزت اور ایمان سب کچھ۔

Marfat.com

ایسے اکثر جعلی پیروں کے پاس شیطانی جنّ ہوتے ہیں جو نظر نہ آنے والی چیزوں کی خبر دیتے ہیں، جسے اُس جعلی پیر کی کرامت قرار دیا جاتا ہے۔ یہ جعلی پیر، کالا جادُو اور دوسرے کئی عملیات بھی جانتے ہیں۔ جن کے ذریعے وہ انسانیت کے خلاف کام کرتے ہیں۔ ان ذرائع سے وہ کبھی کبھار چھوٹے موٹے مسائل حل بھی کرتے ہیں۔ لیکن ایسا کرنے کے دوران وہ معصوم لوگوں کو بڑے مسائل سے دوچار کرلیتے ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہوں، لیکن درحقیقت وہ شیطان کے چیلے ہیں۔ اور اُن کی پیری بس دھوکہ اور فریب ہے۔

جیسے جیسے زماں (وقت) کا خاتمہ قریب آرہا ہے، ایسے لوگوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ کیوں کہ یہ وہ وقت ہے جب شیطان انتہائی مصروف ہے جھوٹ اور مکّاری کے اپنے جال کو پھیلانے کے کام میں۔

جب دنیا والے ان جعلی پیروں کے ایسے دل دہلانے والے واقعات کو سُنتے ہیں، تو وہ ہر ایک پر اعتماد کرنا چھوڑ دیتے ہیں، وہ یہ کہہ کر اسلام کے ہر

Marfat.com

قسم کے تبلیغی کاموں سے دُور بھاگنا شروع کرتے ہیں، کہ، ''کون جانے کون صحیح اور کون غلط ہے۔''

اس طرح شیطان نہ صرف معصوم گھرانوں کو پھانس لیتا ہے، بلکہ لوگوں کے دلوں میں بداعتمادی پیدا کرتا ہے۔ اللہ والے لوگ بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ کچھ ظاہر اور کچھ پوشیدہ۔ کچھ تبلیغ میں اور کچھ اللہ کے دیگر کاموں میں، وہ اپنے اللہ کے کاموں میں مسلسل مصروف رہتے ہیں۔

تو جب ہم ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جنہیں اللہ اپنا ملازم (یا کارندہ) کہتا ہے، تو ہمیں وہ کئی مختلف اقسام کے لوگ نظر آتے ہیں۔ وہ عالم ہو سکتے ہیں، وہ مجاہد ہو سکتے ہیں، حق کی دعوت دینے والے لوگ ہو سکتے ہیں۔ وہ روحانی کارندے، روحانی معالج وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ عام لوگ بھی ہیں جو قرآن وسُنّت کے مطابق زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور اپنی وہ ذمہ داریاں بھی پوری کر رہے ہیں جو اللہ نے اُن کے سپرد کی ہیں۔

یہ لوگ بھی اللہ کے کارندے کے رُتبے ہیں، کیونکہ یہ لوگ بھی دُنیا کو اللہ کے نائبین کی حیثیت سے چلا رہے ہیں۔ لیکن پھر سوال یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کی شناخت

Marfat.com

کس طرح کریں گے؟ اُن لوگوں کی جو لوگ اللہ کے عاشق ہیں، اُس کے دوست ہیں اور اُس کے ولی ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ نے فرمایا ہے، کہ: "اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم"۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اپنے اللہ پر مکمل بھروسہ ہے۔ چاہے کتنا ہی مشکل وقت ہو، اور مایوس کن حالات ہوں، اللہ کے اولیاء کو کوئی خوف یا کوئی غم نہیں ہوتا۔

جب اللہ انہیں نعمتیں عطا کرتا ہے، تو ان کی زبانیں شکر کہتے ہوئے نہیں تھکتیں۔ اور اگر اُن پر مصیبتیں آتی ہیں تو اُن کے صبر کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ اس دنیا میں رہنے کی کلید (چابی) صبر اور شکر ہیں۔ یہ وہ چابیاں ہیں جن سے انسان کی ہر مشکل کا تالا کھلتا ہے۔

ولی کے پاس ایک کرشمہ، ایک شعاع ہے، جو اُن کے جسم سے پھوٹتی ہے۔ یہ شعاع اطمینان اور سکینت کا ایک احساس دوسرے انسانوں کو دیتی ہے۔ ایسا واقعی ہوتا ہے۔ کیوں کہ اللہ نے تمام اولیاء کو نور کا ایک تحفہ دیا ہوا ہے۔ جو اُن کے جسموں سے نکل کر پھیلتا ہے۔

اب جیسے جیسے ولی زیادہ عبادتیں اور ریاضتیں کرتا ہے۔

Marfat.com

اور اللہ اپنے کرم سے اُسے زیادہ نوازتا ہے۔ تو اُس نُور میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

یہ نُور اس قدر زیادہ ہوجاتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس نُور کو اُن کے چہرے کے گرد دیکھ سکتے ہیں۔ دوسری چیز جو ولی کو زیادہ خوبصورت بناتی ہے ، وہ ہے اُن کا اخلاق۔ بات کرتے ہوئے اُن کی شخصیت مسرورکُن ہے۔ وہ ان لوگوں میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں، جو اُن کے اِردگرد ہوتے ہیں۔ وہ ہر ایک کا خیال کرتے ہیں۔ سب سے پیار کرتے ہیں۔ اور دلوں کی رکھوالی کرنا جانتے ہیں۔

وہ اپنا کام کرنا جانتے ہیں اور اُسے بڑے ذوق و شوق سے کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ اللہ کے کارندے ہیں اور خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہیں اپنا کام کس طرح کرنا ہے۔ اللہ کے ولی کی آنکھوں میں ہر وقت ایک چمک موجود رہتی ہے۔ وہ چمک جو، اُنے دیکھی دنیا کا حال بتاتی ہے۔

جب آپ اللہ کی محبت پانے لگتے ہیں، تو یہ چمک آنکھوں میں پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ چمک جو ایک

Marfat.com

ولی کو براہِ راست عطا کی جاتی ہے۔ ایک چیز جو یہ بتاتی ہے کہ حقیقی ولی کون ہے؟ وہ ہے علم و بصیرت، جو انہیں یا تو اُن کے مُرشد سے، اُن کی کتابوں سے، یا براہِ راست اُن کے نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ سے عطا ہوتی ہے۔ ان کے تمام گفتار و اعمال، قرآن و سُنّت کے دائرہ میں ہوتے ہیں۔ اور وہ اُن قواعد کو کسی کے لئے بھی نہیں چھوڑتے۔

حقیقی ولی کو تلاش کرنا اتنا مشکل نہیں ہے۔ بس اپنا دل کشادہ کریں اور اپنی آنکھیں کھُلی رکھیں اور اس نُور کو تلاش کریں جو اللہ کے عاشقوں سے بغیر رُکے ہر وقت پھُوٹتی رہتی ہے۔ بالکل اُس نُور کی طرح جو اللہ کے حسین محبوب، حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس سے ہر وقت پھُوٹتی تھی۔ اور بلاشبہ بڑی مقدار میں پھُوٹتی تھی۔

اللہ کے اولیاء کو کم عمری میں ہی معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ وہ عام لوگوں سے مختلف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا بچپن دوسروں سے مختلف ہوتا ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا بچپن نہایت خاص قسم کا بچپن تھا۔

Marfat.com

آپ بڑی کم عمری میں یتیم ہو گئے اور آپ کی پرورش بی بی زلیخہ رحمتہ اللہ علیہ نے کی جو خود بھی اللہ کی ایک حسین عاشق تھیں، جو اپنے وقت کی رابعہ بصری تھیں۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے والدِ گرامی حضرت سید احمد رحمتہ اللہ علیہ حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے مُرید اور خلیفہ تھے۔ والدِ محترم کے وصال کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا چھوٹا سا گھرانہ، ان کی والدہ، ان کی چھوٹی بہن اور ایک خادمہ پر مشتمل تھا۔ ان سب کی کفالت حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی والدۂ گرامی کو کرنی پڑتی جنہیں تھوڑی سی آمدنی کے لئے دن رات کام کرنا پڑتا تھا۔

یہ آمدنی اتنی قلیل تھی کہ اتنی محنت کرنے کے باوجود کبھی کبھی خاندان کے پاس کئی دنوں تک کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ جس دن گھر میں فاقہ ہوتا تو حضرت نظام الدین اولیاء کی والدہ فرماتیں: "بچہ نظام آج ہم سب اللہ کے مہمان ہیں"۔

جب آپ کی عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو آپ کو مولانا سعیدی مقری جو ایک صاحب کرامت بزرگ

Marfat.com

تھے۔ جن کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اگر کسی کو ایک سورۃ ہی پڑھا تے تو اس شخص کو ان کے روحانی فیض کے باعث پورا قرآن حفظ ہو جاتا تھا۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کے نور کو دس برس کی عمر میں حفظ کر کے جذب کر لیا۔ اس کے بعد آپ مولانا علاؤ الدین اسودی کے پاس گئے، جنہوں نے آپ کو کچھ اسلامی کتابوں کی تعلیم دی۔ انہوں نے آپ کی دستار بندی کئی بزرگوں کی موجودگی میں اس وقت کی، جب حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے امام قدوری کی فقہ پر لکھی ایک ضخیم کتاب ختم کی۔

اس کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھرانے کے ہمراہ مزید علوم کے حصول کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ سیّد الاولیاء میں لکھا ہے کہ اس مختصر سے قافلے کے ساتھ ایک بزرگ مولانا عوض بھی شریکِ سفر تھے۔ یہ پورے سفر کے دوران اچھے بھلے تھے، مگر وہ جب ایک جنگل میں داخل ہوئے تو مولانا صاحب درندوں اور ڈاکوؤں کے ممکنہ حملوں سے خوفزدہ

Marfat.com

ہو گئے۔

پوری رات کے دوران وہ ایک ہلکی سی آہٹ پر بھی پکار اُٹھتے کہ ”اے پیر تشریف لائیے!“ صبح ہونے پر جب قافلہ نے اپنا سفر دوبارہ شروع کیا تو حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا سے پوچھا کہ ”اے مولانا! وہ پیر کون ہیں جن کو آپ پکارتے تھے؟“ مولانا نے جواب دیا کہ ”شیخ فریدالدین گنج شکر، یہ انہی کی برکت ہے کہ ہم محفوظ ہیں۔“

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی بھی اس واقعہ کا تذکرہ کرتے تو ہمیشہ فرماتے کہ ”اگرچہ یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے بابا فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا تھا مگر اس نام نے میرے دل پر بڑا گہرا اثر ڈالا۔“

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں دو سال تک حضرت شمس الدین خاور زمانی رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت صحبت میں رہے۔ اور کئی علوم ان سے سیکھے۔ آپ کی دو سالہ شاندار کارکردگی نے آپ کے استاد کا دل جیت لیا۔ ایسا لگتا تھا کہ علم حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے ایک دریا کی طرح بہہ نکلتا

Marfat.com

تھا۔

اس کی وجہ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو لقب ملا۔ ”مولانا نظام بحث شکن“ اور ”محفل شکن“ بھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے علم کئی مردانِ جلیل سے حاصل کیا لیکن آپ کے دل کو خاموشی سے ایک درد چھو لیتا جب کبھی بھی آپ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کو یاد کرتے تھے۔

ان تمام سالوں کے دوران آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں مختلف لوگوں سے سُنا۔ ایک دن کسی نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے کہا۔ ”جب میں اجودھن گیا، تو ایسا لگا جیسے اجودھن کے در و دیوار سے نور پھوٹ رہا ہے۔ ایسے لگا جیسے بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت پورے ہندوستان پر چھا گئی ہے۔“

جب کبھی حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ بابا صاحب کا نام سُنتے تو ایسا لگتا کہ جیسے کسی غیبی قوت نے آپ کے دل و دماغ کو اپنے قبضے میں لے رکھا ہو۔ بدقسمتی سے اُن دنوں آپ کی والدہ بہت علیل ہو گئیں اور اُن کا وصال ہو گیا۔

Marfat.com

والدہ کی المناک رحلت اور بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی محبت نے حضرت نظام اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے اضطراب نے وحشت کی صورت اختیار کی۔ اور ایک دن بے قراری اتنی بڑھی کہ آپ رحمتہ اللہ اپنے استاد کی اجازت سے اجودھن کے لئے روانہ ہوئے۔

جس وقت آپ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کی محفل میں پہنچے تو اُس محفل کا عارفانہ رنگ دیکھ کر آپ گُنگ ہو گئے۔ اور جس وقت بابا صاحبؒ نے آپؒ کو خانقاہ کی دہلیز پر دیکھا تو آپ کی زبان پر یہ شعر آئے۔

اے آتشِ فراقت دل یا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت ہوں یا شراب کردہ

(تیرے فراق کی آگ نے دلوں کو کباب کر ڈالا اور تیرے شوق کے سیلاب نے جانوں کو برباد کر دیا۔)

اگرچہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ "محفل شکن" کے نام سے مشہور تھے۔ جس وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ "محفل شکن" کے نام سے مشہور تھے، لیکن اس دن الفاظ ان کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے علم باطنی

Marfat.com

اپنے شیخ سے حاصل کیا، اور یہ علم آپ کو نہ صرف کتابوں سے سکھایا گیا بلکہ مجاہدات کے ذریعے بھی، جن سے آپ کو ابدی سبق عطا ہوئے۔

ایک بار جب باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ، آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اور دوسرے طلباء کو حضرت شہاب الدین سہروردی کی کتاب "عوارف المعروف" سے ایک درس دے رہے تھے، تو اس وقت قدرے تذبذب میں مبتلا ہو گئے۔ جب آپ نے ایک سطر پڑھی اور وہ کتاب میں واضح نہ تھی۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ اپنی سادگی اور کم عمری کی وجہ سے خاموش نہ رہ سکے اور فوراً کہہ اُٹھے "میں نے شیخ نجیب الدین توکل کے پاس ایک اور نسخہ دیکھا ہے جو صحیح ہے"۔

اس پر بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا فقیر میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ غلط نسخے کو صحیح کر سکے؟ یہ کہہ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے انہی الفاظ کو مزید تین بار پڑھا۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہی الفاظ پڑھے تو کلاس میں مکمل خاموشی چھا گئی۔

Marfat.com

شروع میں تو حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ یہ سمجھ نہ سکے کہ کیا کہا جا رہا ہے، لیکن جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کو یہ احساس ہوا کہ آپ کا مرشد آپ سے ہی مخاطب ہیں، تو آپ رحمتہ اللہ علیہ بہت پریشان ہو گئے اور اپنا عمامہ اپنے سر سے اُتار کے اپنا سر اپنے مرشد کے آگے جُھکایا اور روتے ہوئے عرض کیا کہ " معاذ اللہ! میرا یہ مقصد نہیں تھا"، لیکن بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور کمرے سے باہر تشریف لے گئے۔

دوسرے روز حضرت نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ نے روتے ہوئے ایک مرتبہ پھر معافی مانگی، لیکن اب بھی بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ خاموش ہی رہے۔ یہ آپ کی زندگی کا سخت ترین دور تھا۔ اگر آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک دنیا دار آدمی ہوتے تو آپ کی انا یہ کہتی کہ میں نے ایسا کیا کہا کہ میرے مرشد اتنے ناراض ہیں، لیکن آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ طریقت میں ایک ادنیٰ لفظ کہنے کی بھی اجازت نہیں۔ طریقت میں ادب پہلا زینہ ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے

Marfat.com

مرشد سے محبت اور ادب کے باعث یہ گوارا نہ تھا کہ آپ کے مرشد آپ سے خفا ہوں۔ اسی وحشت کے عالم میں آپ رحمتہ اللہ علیہ جنگل کی طرف نکل گئے اور کئی دنوں تک روتے رہے اور اللہ سے معافی مانگتے رہے۔

یہ درحقیقت حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے عشق کا امتحان تھا کہ آیا دہلی کے محفل شکن کے پاس "انا" ہے یا نیازمندی۔ کافی دنوں کے بعد جب باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹے شیخ شہاب الدین نے ان کو اس حال میں پایا تو وہ اپنے والدِ گرامی کے پاس گئے اور حضرت نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے معافی طلب کی۔ اس پر باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "اے شہاب الدین! میں بھی اس کی جدائی میں مضطرب ہوں"۔

پس جب وقت حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ میں داخل ہوئے تو آپ اپنے مرشد کے قدموں میں گر پڑے اور اتنا روئے کہ وہاں پر موجود ہر ایک کی آنکھیں بھی اشکبار ہو گئیں۔ باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ: "ایک بار آگے آگئے، تو

Marfat.com

اب جہاں رہو گے ہمارے ہی رہو گے۔"

اس عجز اور عشق نے پہلے تو نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد کا محبوب بنا لیا، اور بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ "محبوبِ الٰہی" بن گئے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنی تعلیم مکمل کی تو آپ کو سلسلۂ چشتیہ کی خلافت تفویض کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اونچی آواز میں فرمایا کہ:

"ہم نے خلافت کے ساتھ نظام الدین کو ہندوستان کی ولایت بھی دے دی۔"

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اجودھن سے دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ لیکن درحقیقت آپ نے غیاث پور کو اپنا خاص مسکن بنایا۔ کیوں کہ یہ نسبتاً ایک خاموش جگہ تھی اور اس کی آبادی بھی کم تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی دن پھر فاقہ کشی اور مشکلات میں گزرے۔ لیکن اب آپ اکیلے نہیں تھے۔ آپ کے احباب اور آپ کے مرید آپ کے ساتھ تھے۔

Marfat.com

یہ وہ وقت تھا جب غیاث الدین بلبن دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ اور ایک طویل خونریزی کے بعد سلطان خلجی نے ہندوستان کی عنان سنبھال لی تھی اس نے حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے روحانی فیض کی شہرت کے بارے میں سن رکھا تھا۔ اس لئے اس نے کئی بار آپ رحمتہ اللہ علیہ کو نذرانہ یا جاگیر دینے کی پیشکش کی۔ لیکن حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے ہمیشہ انکار کیا، اور وہ سب کچھ لوٹا دیا جو اُن کے پاس بھیجا گیا تھا۔

آپ اپنے وقت کے سُلطانوں سے دُور رہے۔ آپ بھلا اُن کی عطاؤں کو کیوں قبول کرتے، جب کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو، خود ''شاہِ ہند'' کا خطاب ملا ہوا تھا۔

ایک دن حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی ایک عقیدت مند عورت نے ایک کلو آٹا نذر کے طور پر پیش کیا۔ جس کو حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں نے ایک مٹی کے برتن میں ڈالا، جو سب کے لئے پک رہا تھا۔ اس دوران

Marfat.com

اچانک ایک درویش آن پہنچا اور اُونچی آواز میں کھانے کا تقاضہ کرنا شروع کیا۔

اُس نے تقاضہ کیا کہ وہ کھانا صرف حضرت نظام الدین اولیاء کے ہاتھوں سے کھائیں گے۔ حضرت صاحب کے مُریدوں کو درویش کا یہ پُرشور تقاضہ پسند نہ آیا۔ لیکن تاہم حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے لمحہ بھر بھی پس و پیش نہ کیا، اور گرم برتن اٹھا کر درویش کے آگے رکھ دیا۔ درویش نے اپنے ہاتھ اُبلتے ہوئے برتن میں ڈالے اور ایک یا دو نوالے اُس میں سے کھائے اور پھر سب کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اُس نے اُس گرم برتن کو زمین پر دے مارا اور کہا:

"شیخ نظام الدین! تمہیں بابا فرید گنج شکر نے نعمتِ باطنی بخشی اور میں نے تمہاری فاقہ کشی کی دیگ کو توڑ دیا!"

اُس کے بعد درویش وہیں چلا گیا جہاں سے آیا تھا۔ یہ اللہ کی امدادِ غیبی تھی۔ اس واقعہ کے صرف ایک ہفتہ بعد ہر طرف سے نذرانے آنا شروع ہوئے، جنہیں فوراً ہی غرباء میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ ان

Marfat.com

سب کے باوجود حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ جَو کی ایک روٹی پانی سے تر کر کے کھاتے، اور گزارا کرتے تھے۔

جب ہم حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں بات کرتے ہیں، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اُن کے تُرک، اُن کے خُسرو، اُن کے سب سے زیادہ خوبصورت مرید کو بھلا سکتے ہیں۔ جن کا دل مکمل طور سے اپنے مُرشد کے دل سے جُڑا ہوا تھا، جن کے بارے میں محبوبِ الٰہی نے فرمایا تھا:

"اگر قیامت میں مجھ سے سوال کیا گیا کہ نظام الدین! تم دُنیا سے کیا لے کر آئے ہو۔ تو میں عرض کروں گا کہ تُرک کے سینے کا سوز لایا ہوں"۔

اگرچہ کسی کو بھی حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے حجرے میں جانے کی اجازت نہ تھی، مگر حضرت امیر خسرو کبھی کبھی داخل ہوتے تھے۔ اسی طرح کبھی کبھار اگر حضرت نظام الدین اولیاء کو گفتگو کرتے کرتے اُونگھ آ جاتی، تو حضرت امیر خسرو بھی اپنا سر

Marfat.com

اپنے مُرشد کے قدموں میں رکھ کر سو جاتے تھے۔
یہی وجہ ہے کہ اُنہوں نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے کہ:

"غریب خسرو اس حسرت میں کئی راتوں سے جاگ رہا ہے کہ حضور کے تلووں پر اپنی آنکھیں رکھ کر سوئے"۔

اور شاید اسی آرزو کی تکمیل میں اللہ نے انہیں ابدی آرام کے لئے بھی اُن کے مُرشد کے قدموں میں جگہ عطا فرمائی، یعنی اُن کے پیارے محبوبِ الٰہی کے قدموں میں جگہ عطا فرمائی۔ یعنی اُن کے پیارے محبوبِ الٰہی کے قدموں میں، جو اللہ کا محبوب ہے، وہ اس دنیا میں بھلا کس طرح کمتر ہو سکتا ہے۔

حضرت محبوبِ الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے دنیا میں اپنے اخلاق کے ذریعے حکومت کی اور اُس رُوحانیت کے ذریعے جو اللہ نے اتنی فیاضی سے اُن کو عطا کی تھی۔ اللہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دربار کو ایک اور فضیلت بھی بخشی۔ یعنی اُس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کے سلسلہ کو اس بابرکت جگہ سے شروع کیا۔

Marfat.com

بلا شبہ اللہ کے محبوب کا دربار ایک نہایت بُلند مقام ہے۔ وہ جگہ جسے اللہ نے بہت خاص مقام عطا کیا ہے، وہ جگہ جو کئی خوبصورت واقعات کا مشاہدہ کرے گی، نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے، بلکہ زماں (یعنی وقت) کے خاتمہ کی نسبت سے بھی۔

اے اُمّتِ محمدی! اُس محبّت سے سبق حاصل کریں جو حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ سے تھی، اور اُن سب کی محبت سے بھی جن کی نسبت اللہ سے ہے۔ اُس محبّت سے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ کی ہر ایک مخلوق سے تھی۔ اُس محبت سے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کو ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کے پاس لے جاتی تھی۔

یہ محبّت اور ادب کا ایک سبق ہے، اور یہ سبق آنے والے سارے زمانوں کے لئے ہے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک ایسا دل عطا کرے جو ایسی محبت اور ادب کے لائق ہو۔

آمین!

Marfat.com

۱۶۔ اپریل ۲۰۱۰ء

باب (۱۱۰)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو تمام دوستوں کا دوست ہے اور تمام دشمنوں کا دشمن ہے۔ جو اس کائنات کی جملہ خوبصورت چیزوں کا خالق ہے اور ان تمام چیزوں کا بھی خالق ہے جو اتنی حسین نہیں ہیں۔

درود وسلام اُن پر جو ہر وقت اپنے رب کی تسبیح کر رہے ہیں، اور ان کا یہ عمل ایک لمحے کے لئے بھی نہیں رُکتا۔ درود وسلام ان پر جن کے لئے ان کا رب ہر وقت درود بھیجتا ہے۔ اور درود بھیجنے کا یہ عمل ایک لمحے کے لئے بھی نہیں رُکتا۔

سلام، برکتیں ورحمتیں ہوں آپ سب کے لئے، آپ کے پیاروں کے لئے جو روشنی اور تاریکی کے فرق کو سمجھتے ہیں، اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ چاہے وہ شر ظاہر ہو یا پوشیدہ۔

Marfat.com

کیا آپ اسلام کی اصل روح کو بیان کر سکتے ہیں؟ کیا آپ اس کی تمام تعلیمات کو ایک لفظ میں سمیٹ کر بیان کر سکتے ہیں؟ کیا وہ سچائی یا ایمانداری ہیں؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ حقیقی لفظ، وہ لفظ جو اسلام کی تمام تعلیمات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے وہ بلاشبہ ''عشق'' ہے۔ اگر آپ سمجھنا چاہتے ہیں کہ آپ کا مذہب حقیقت میں کیا کہتا ہے تو پھر آپ کو عشق کے معنے سمجھنے ہوں گے۔

عشق پوری کائنات کی بنیاد ہے۔ یہ وہ قوت ہے جس نے فطرت کے تمام عناصر کو کشش ثقل کی طرح اکھٹے کئے رکھا ہے۔ ذرا سوچیئے تو اگر قوت کشش ختم ہو جائے تو کیا ہوگا؛ ہر چیز بکھر جائے گی، تمام چیزیں ٹوٹ پھوٹ جائیں گی۔ کیوں کہ ان کو آپس میں اکٹھا رکھنے والی قوت کشش ثقل ہے۔

بالکل یہ ہی سب ہوگا، اگر عشق آپ سے یا اس دنیا سے نکل جائے یا ختم ہو جائے۔ ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر بکھر جائے گی اور ایک انتشار پیدا ہو جائے گا۔ اگر عشق اس قدر طاقت ور ہے تو لوگ اس حقیقت سے آگاہ کیوں نہیں ہیں؟ وہ اپنے ارد گرد موجود عشق کو نہ

Marfat.com

چھیڑنے میں محتاط کیوں نہیں ہیں ؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ عشق انہیں دکھائی نہیں دیتا، اور جو کچھ عشق میں وہ اپنے اِردگرد محسوس کرتے ہیں، وہ اُسے طے شدہ امر سمجھتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ یہ ان کا حق ہے اور اللہ اسے ان کے لئے ہمیشہ برقرار رکھے گا۔

آیئے پہلے عشق کی تشریح کرتے ہیں، اس کے معنی کو سمجھتے ہیں عشق وہ قوت ہے جو آپ کی نگاہ کو آپ کی ذات سے ہٹاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں آپ کو یہ کسی اور کی موجودگی کا احساس دلاتا ہے۔ جو آپ کو اپنی ہستی کو جلانے پر اکساتا ہے، تاکہ آپ اس دوسری ہستی کو تلاش کر سکیں۔

عشق ایک دو طرفہ معاملہ ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ عشق یک طرفہ ہو جائے اور دوسری جانب اس عشق کی موجودگی کا ادراک ہی نہ ہو۔ سچا عشق ہمیشہ محسوس ہوتا ہے۔ اور اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ چاہے عاشق لفظوں میں اس کا اظہار نہ کرے، لیکن تاہم اس کا پیغام ہمیشہ دوسری جانب پہنچ جاتا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ عشق مستقل ہو جائے تو دوسری جانب سے بھی اسی

Marfat.com

ردِّ عمل کا اظہار ہونا چاہیئے۔

مثال کے طور پر جب کوئی بچہ پہلی بار اس دنیا میں آتا ہے تو شروع کے چند گھنٹوں کے دوران اسے صرف اپنے وجود کا احساس ہوتا ہے۔ اسے سردی محسوس ہو گی، اسے بھوک محسوس ہوگی اور وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتا ہے۔

اس دنیا میں اُسے اپنے وجود کا پہلا احساس تکلیف سے ہوتا ہے، جس کا اظہار وہ رو کر کرتا ہے لیکن کچھ دیر بعد اسے کپڑوں میں لپیٹ کر اس کی ماں کے حوالے کیا جاتا ہے، جو اسے اپنی باہوں میں لے کر سہلاتی ہے۔ وہ آہستگی سے اُسے چومتی ہے اور پھر اسے دُودھ پلاتی ہے۔ اس کی ماں کے اس پورے عمل سے عشق و محبت کے شدید جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ جن کو یہ بچّہ فوراً ہی جان لیتا ہے۔ اور پھر جس سے اسے قرار ملتا ہے۔

تو اس طرح اپنی ماں کی طرف کا ردِّ عمل بھی ایک طرح کا اظہارِ عشق ہے۔ جس میں یہ پیغام پوشیدہ ہے کہ جس انداز میں آپ میرا خیال کر رہی ہیں مجھے وہ پسند ہے۔ آپ کو مجھ سے پیار ہے اور مجھے بھی آپ سے محبّت

Marfat.com

ہے۔

تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ماں اور بچے کے درمیان کا جو عشق ہے وہ بھی دو طرفہ ہے۔ اور اگر کسی بھی وقت ایک طرف سے اس عشق میں کمی آجائے یا وہ اس کی پرواہ نہ کرے، تو پھر دھیرے دھیرے عشق کم ہونا شروع ہوتا ہے اور پھر دونوں کے درمیان کا رشتہ عدمِ توازن کا شکار ہو جاتا ہے۔

بدقسمتی سے بالغوں کی تین چوتھائی (۳/۴) کے مسائل اور الجھنوں کی جڑیں اِن کے بچپن میں پیوستہ ہیں۔ اگر والدین اپنے بچوں سے ان کے بچپن میں محبت اور شفقت کا برتاؤ کرتے ہیں تو ایسے بچے جب بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ جذباتی طور پر اچھی طرح متوازن اور خوش رہنے والے بالغ بن جاتے ہیں۔ ان میں زندگی کے ناموافق حالات سے نمٹنے کی ہر وقت قوت ہوتی ہے۔

لیکن اگر بچوں کے ساتھ والدین کا سلوک لاپرواہی اور بلا ضرورت سخت ہے اور وہ ان سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کرتے، تو یہ بچہ مسائل و مشکلات پیدا کرنے والے انسان بن جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے تمام رشتوں میں

Marfat.com

مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔ تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ عشق کسی بھی شخص کی زندگی پر ایک دیرپا اثر ڈالتا ہے۔

کسی کو عشق کی طاقت کا علم نہیں ہے۔ اس عشق کا تعلق صرف انسانوں سے ہی نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق ان سب سے ہے جن کی نسبت اللہ سے ہے۔ حتیٰ کہ وہ بھی عشق کی اس قوت سے واقف ہیں جن کا تعلق "تاریکی" سے ہے۔ "تاریکی" والے بھی عشق کرتے ہیں، اور یہ عشق بھی بہت مضبوط ہوتا ہے، لیکن یہ اس عشق سے بہت مختلف ہے جو اللہ کا عشق ہے۔ ابلیس اور اس کے چیلے بھی آپس میں عشق کرتے ہیں۔ اس عشق میں وہ خود ہی عاشق اور خود ہی معشوق ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ذات سے بڑی شدید اور گہری محبت کرتے ہیں اور اِن کے اور اِن کے عشق کے درمیان کوئی حائل نہیں ہو سکتا۔

ابلیس کی اللہ تعالیٰ سے نافرمانی کی وجہ یہ ہی تھی کہ بھلا وہ آدم علیہ السلام کو کیسے سجدہ کرتا، وہ کسی ایسے شخص کی فرمانبرداری کا حلف کیسے اٹھاتا جو (اس کے خیال میں) اس سے کمتر تھا اور جسے ایک ایسی چیز سے بنایا گیا تھا جو اس سے کمتر تھی۔ اس نے اپنی ذات سے

Marfat.com

محبت کی اور اب تک کر رہا ہے۔ دنیا میں اس نے جو تباہی مچائی ہے اس کی وجہ یہ ہی ہے۔ وہ سچے عشق کو کس طرح برداشت کر سکتا ہے، وہ عشق جو اللہ اور اس کی مخلوقات کے درمیان ہے، وہ عشق جو انسانوں کے اپنے درمیان ہے، وہ عشق جو انسانوں اور اللہ کی تخلیقات کے درمیان ہے۔ ابلیس کا عشق فقط اس کی اپنی ذات تک محدود ہے، اس کی محبت کا محور خود اس کی اپنی ذات ہے اور اس میں کسی دوسرے کے لئے برداشت قطعاً نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے بڑی کوشش کی اور اب بھی کر رہا ہے تاکہ وہ دنیا میں سے سچے عشق کو مٹا سکے۔ وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے کہ لوگ بس اپنی دُھن میں مست اور صرف اپنی ذات پر توجہ مرکوز رکھیں۔

ایک سچا عشق ہمیشہ دو یا دو سے زیادہ کے درمیان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر اس کے خیالات صرف اس کے اپنے گرد گھومتے ہیں، تو وہ دوسروں کی فکر کرنا چھوڑ دے گا اور یہ آخر کار اُسے دوسروں کے دُکھ درد سے غافل بنا دیتا ہے۔ اس کے اپنے فرائض اور ذمہ داریاں جو اسے اس دنیا میں ادا کرنے ہوتے ہیں، وہ ان سب

Marfat.com

کو بھی بھول بیٹھتا ہے۔ پھر اسے جو ایک ہی چیز یاد رہتی ہے وہ ہے اس کا اپنا سکون و چین اور آرام۔ اگر آپ دوسروں کا خیال رکھیں گے تو دوسرے بھی آپ کا خیال رکھیں گے۔

کئی ایسے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم چاہے کچھ بھی کریں یہ دنیا ہم سے یا ہمارے کام سے کبھی خوش نہیں رہتی۔ مجھے بدلہ میں کبھی وہ نہیں ملے گا، لوگ تو بس لینا جانتے ہیں دینا نہیں جانتے۔ لیکن اگر آپ کو ان سے کچھ نہیں ملتا جن کو آپ دے رہے ہیں، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کے لئے گھاٹے کا سودا ہے۔ اگر بدلہ انسانوں سے نہیں ملتا تو پھر یہ یقیناً آپ کو اللہ کی طرف سے ملے گا۔

ایک ہمدردانہ عمل، محبت کا ایک لفظ، خیرات میں دیئے گئے سکے سب اللہ کے پاس پہنچتے ہیں۔ اور یہ پلک جھپکنے سے پہلے ہی پہنچ جاتے ہیں۔ اور ان کا انعام آپ کے اللہ کے پاس محفوظ ہے۔ اس انعام سے بہتر انعام اور کون دے سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ آپ کو نوازتا ہے وہ انعام نہ صرف پوری زندگی آپ کے لئے محفوظ رہے

Marfat.com

گا۔ بلکہ آپ کو اس کا فیض اس دنیا میں بھی ملے گا۔ امن سکون اور خوشی و مسرت وہ خوبصورت انعامات ہیں جو آپ کو آپ کے اللہ سے ملیں گے۔

عشق وہ جذبہ ہے جو اس دنیا کو اکٹھا رکھے ہوئے ہے۔ پہاڑوں کو زمین میں اچھی طرح گاڑھ دیا گیا ہے۔ وہ اپنے اللہ سے محبت کرتے ہیں اور یہ محبت انہیں تابعداری اور تسلیم بخشتی ہے۔ اور یہ آسمان کو بغیر ستون یا سہاروں کے کھڑا کیا گیا ہے۔ یہ آسمان اپنے اللہ سے پیار کرتا ہے، اور یہ محبت اسے تابعداری اور تسلیم عطا کرتی ہے۔

مہاساگر اپنی حدود کے دائرہ میں رہتے ہیں۔ پانی کو معلوم ہے کہ کہاں چلنا ہے اور کہاں رکنا ہے۔ یہ سمندر اپنے اللہ سے محبت کرتا ہے اور یہ محبت اسے اطاعت اور تسکین دیتی ہے۔

تو فطرت میں موجود تمام عناصر کو اپنے اللہ سے محبت ہے۔ اور وہ محبت ان کی تابعداری اور تسلیم میں عیاں ہے۔ ہر ایک بندہ اپنے اللہ کو جانتا ہے، وہ اپنے عشق کا اظہار تابعداری اور اطاعت سے کرتا ہے۔

Marfat.com

ہر ایک، سوائے چند جنّوں اور انسانوں کے جو اپنی تابعداری و تسلیم کسی اور کو پیش کرتے ہیں۔ اور بے شک یہ وہ لوگ ہیں جو ابدی خسارے میں ہیں۔

عشق خوبصورت سبق سکھاتا ہے اور اس کے خوبصورت رنگ بھی ہیں۔ یہ رنگ جب کسی کے پاس پہنچتے ہیں اور اُسے چھُو لیتے ہیں تو پھر اس کی پوری شخصیت کو بدل دیتے ہیں۔ امن و سکون کا نیلا رنگ دل کو حسین بناتا ہے۔ جب نیلا رنگ کسی کو تر بتر کرتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دل پُرسکون اور تمام پریشانیاں تحلیل ہو گئی ہیں۔

عشق کے سفید رنگ کے معنی پاکی، اور وفاداری کے ہیں۔ تب وعدے کبھی بھی توڑے نہیں جائیں گے۔ اور زبان کی لاج رکھی جائے گی۔ خوبصورت ہلکا گلابی رنگ دوسری دنیا کے وعدوں کے ساتھ دل کے اندر اثر کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے اللہ کے ساتھ باوفا ہیں۔ یعنی آپ دنیا کی چوہے بلی کی دوڑ میں شامل نہیں، بلکہ آپ ایک ایسی زندگی بسر کر رہے ہیں جو سنجیدہ اور پُرسکون ہے۔ ایک ایسی زندگی جس کا صرف

Marfat.com

ایک ہی مقصد ہے، یعنی اپنے اللہ کو راضی کرنا۔ پھر ظاہر ہے کہ اس کے انعامات نہ فقط دل میں پیدا ہونے والی نیل گوں سکینت ہیں، بلکہ وہ نعمتیں بھی ہیں جو دوسری دنیا میں بھی آپ کی منتظر ہیں۔

اللہ کا عاشق ہمیشہ ایک خمار کی کیفیت میں ہوتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو کبھی ظاہراً پیتا ہے اور کبھی پوشیدہ۔ لیکن وہ ہمیشہ نشے کے عالم میں ہوتا ہے۔ یہ جام عشق میں سے پیتا ہے۔ پھر اس جام میں عشق کے مختلف رنگ ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر جام کا سرور مختلف اور الگ ہوتا ہے۔

جیسے کہ مولانا رُومی رحمتہ اللہ علیہ اس کو بیان فرماتے ہیں: "محبت کے ذریعہ وہ سب کچھ جو تلخ ہے وہ شیریں ہو جاتا ہے۔ محبت ہی کے ذریعہ وہ سب جو تانبا ہے سونا بن جاتا ہے۔ محبت ہی کے ذریعہ تلچھٹ بھی شراب بن جاتی ہے۔ محبت کے ذریعہ درد خود دوا بن جاتا ہے۔ محبت کے ذریعہ ہی تمام مُردہ زندہ ہو جاتے ہیں۔ محبت کے ہی ذریعہ بادشاہ غلام بن جاتا ہے۔

ایک شخص عشق کے جام کو الگ الگ طریقوں سے

Marfat.com

پیتا ہے۔ اس کے چھوٹے پیالے ہو سکتے ہیں۔ جس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے۔ جیسے کہ احسان مندی کے کام کرتے ہوئے آپ اپنے دل میں خوشی و مسرت محسوس کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ دوسرے پیالے ہیں، جن میں اطمینان دلانے والے جام ہیں۔ مثلاً آپ اپنے فرائض اچھے طریقے سے اور ذمہ داری سے نبھاتے ہوئے انجام دیتے ہیں۔ تو یہ جام آپ کے دل کو اطمینان بخشتا ہے۔ اور آپ کو خوشی اور اطمینان محسوس ہوگا۔

اس کے علاوہ ایک خاص جام بھی ہے جس میں ایک ایسی شراب ہے جو صرف چند لوگوں کے لئے مخصوص ہے۔ صرف ان لوگوں کے لئے جو راہِ طریقت میں ہیں۔ اس کو شرابِ عشق کہتے ہیں۔ جس کی رنگت ہلکی سنہری ہے۔ یہ میٹھی خوشبودار اور نشہ آور شراب ہے۔ یہ خاص جام مرشدانِ طریقت کا ہے۔ اور یہ انہی کی مرضی ہے کہ وہ یہ شرابِ عشق کس کو اور کتنی مقدار میں دیں۔

جب ایک مرید کسی مرشد کے خلیفۂ ارادت میں داخل ہوتا ہے تو پھر اسے اس حلقہ کے کچھ قواعد بھی سیکھنے ہوتے ہیں۔ پہلا قاعدہ مرید کی مرشد کی خدمت میں

Marfat.com

کامل سپردگی ہے۔ جو کچھ بھی مرشد ارشاد فرمائیں اس کی تعمیل کی جائے۔ ظاہری بات ہے کہ جب ایک مرید اپنی سپردگی اس حد تک کرے، تو پھر یہ مرید کا فرض ہے کہ وہ اس مرشد کی تلاش کرے جو ایک کامل ولی ہو، جو سچا ہو اور جو اپنے اللہ کے کرم کا حامل ہو۔

ایک بار جب مرید کو اس کے اللہ کی طرف سے ایسا مرشد عطا کیا جائے، تو مرید کا دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ خود کو اُن کے حوالے کر دے۔ اب جو کچھ بھی مرشد فرمائیں وہ اس کے لئے حرفِ آخر ہو۔ کوئی دلیل بازی نہیں حتیٰ کہ معمولی پس و پیش (یا مدافعت) یا دل میں کسی بھی قسم کا شک و شبہ نہیں ہونا چاہیئے۔

ولئ کامل تو اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ہے، اور اگر آپ کو کسی ایسی ہستی تک رسائی حاصل ہو گئی ہے تو یہ آپ پر آپ کے اللہ کا کرم ہے۔ یہ اس کی رحمت ہے آپ پر کہ اس نے اپنے عاشق کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔

مرشد پہلے مرید کو جانچتا ہے یا آزماتا ہے۔ اس کے دل کی کیفیت کو دیکھتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس

Marfat.com

کے دل کا نگہبان بن جاتا ہے۔ یہ مرشد کی پہلی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مرید کے دل کی صفائی کرے، اسے صاف کرے، اس کی رگڑائی کرے اور اسے پاک کر دے۔ اس پر لگے سیاہ دھبوں کو صاف کر دے۔ اور اس میں سے لفظ ''میں'' کو کھینچ نکالے۔ اللہ سے اس کی شیطان کے شر سے حفاظت کی دعا کرے۔

اب یہ سب اس وقت ممکن ہے جب مرید خود کو سپرد کرے۔ اگر اس نے ظاہری طور سے بیعت کرلی، لیکن اس نے خود کو دل سے حوالے نہیں کیا، تو وہ مرید حقیقت میں اس مرشد کا مرید نہیں ہے۔ چاہے وہ کتنی ہی دیر بیٹھے، یا کچھ بھی کرے۔ چاہے اس کا سر تسلیم خم ہی رہے لیکن وہ ان کا مرید نہیں ہے۔

مرشد کی دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے مرید کو راہِ حق دکھائے، اُسے اللہ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے بارے میں بتائے۔ اسے ایمانِ محمدی عطا کرے، تاکہ وہ ہر قسم کے حالات میں راہِ حق پر مستقیم رہے۔ مرشد کے ذریعے علم کا حصول بھی لازمی ہے۔ اور اس کے لئے مریدوں پر لازم ہے

Marfat.com

کہ وہ مرشد کی تمام محفلوں میں باقاعدگی سے شرکت کرے، اور جب کبھی ممکن ہو مرشد کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔

اگر آپ اپنی دنیا میں اس قدر مصروف ہیں کہ آپ مرشد کے لئے وقت نہیں نکال سکتے، تو پھر آپ کس طرح کی وفاداری دکھا رہے ہیں؛ یاد رکھئے! آپ کا بیعت ایک عہد ہے، اور ایک کامل ولی یا ولیہ کے ہاتھ پر کی ہوئی بیعت آپ کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اللہ کے ہاتھ پر کیا ہوا عہد ہے۔ آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جو اپنے رسولؐ اور اپنے اللہ کی شان میں گستاخی کی جرأت کر سکتے ہیں۔

یاد رکھئے کہ ایک کامل مرشد آپ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا نمائندہ ہے۔

اپنے مرشد کا احترام کریں اور یہ احترام اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے کریں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ احترام اس دنیا اور دوسری دنیا میں آپ کی عزت کا باعث بنے گا۔ اور آپ کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بھی نوازے گا۔ ایک بار

Marfat.com

اگر آپ کے مرشد آپ کے دل کی سچائی اور وفاداری کو اور عشق کے لئے آپ کے ذوق وشوق کو دیکھ لیں۔ تو پھر وہ آپ کو محبت کے جام کے لئے تیار کریں گے، یعنی جامِ عشق کے لئے۔ اور آپ کو اس جام کو چکھنے کے لئے فرمائیں گے جس کے سرور جیسا کوئی اور سرور نہیں۔ جو آپ پر ایک نشہ طاری کرے گا، جس سے آپ کبھی دوبارہ باہر نکلنا نہیں چاہیں گے۔

یہ نشہ جب طاری ہو جاتا ہے تو یہ آپ کو ایک نئی دنیا کی سیر کرائے گا۔ اس دنیا کی جو پوشیدہ تھی، جو نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود جو نہایت طاقتور اور حقیقی دُنیا ہے

یہ جام آپ کو اس نظم کو سمجھنے میں مدد دے گا:

"میں نے اپنے دوست کو دیکھا، گھر کے آس پاس منڈلاتے ہوئے۔

اس کے پاس ایک ساز تھا، جس سے وہ ایک سُر بجا رہا تھا۔

اس نے ایک خوبصورت سُر بجایا، جس میں زبردست شراب سے طاری ہونے والے نشے

Marfat.com

کی آگ کا اثر تھا۔

اس نے ساقی کو عراقی سُر میں پُکارا، لیکن وہ ایک بہانا تھا، اُسے شراب کی ضرورت تھی۔

چاند جیسے چہرے والا ساقی، ہاتھ میں صراحی لئے، کونے سے نکل کر عین درمیان میں آگیا۔

اس نے چمکتی ہوئی شراب سے پہلا جام بھرا۔ کیا آپ نے کبھی جلتی ہوئی زبانوں کو پانی سے اُچھلتے دیکھا ہے؟

اس نے اس کو عاشقوں کی طرح اپنے ہاتھ پر رکھا اور پھر وہ جُھکا اور مقدس چوکھٹ کو چُوما۔

میرے دوست نے جام اس کے ہاتھ سے لیا اور شراب کو غٹا غٹ پی لیا۔ اور اس کے چہرہ پر شعلوں کی لپٹیں ناچ رہی تھیں اور اس نے اپنے دمکتے ہوئے حسین چہرہ پر ایک مسکراہٹ پھیلاتے ہوئے نظرِ بد سے مخاطب ہو کے کہا:

"کوئی نہ تھا اس عہد اور اس زمین میں مجھ جیسا دوسرا کوئی نہ ہوگا۔"

اے اُمتِ محمدی! مرشدِ کامل کا آپ کے ہاتھ

Marfat.com

کو تھامنے کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں دے دیں۔

مگر جو ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں جاتا ہے، وہ ان لوگوں کے ہاتھ ہیں جو دل اور روح کے سچے ہوں۔ جو جب یہ کہتے ہیں کہ "مجھے آپ سے محبت ہے" تو وہ زبان کے سچے ہوتے ہیں۔

جب یہ بابرکت ہاتھ ان کے رسول کے ہاتھوں تک پہنچ جاتے ہیں، تو عشق کے اسباق میں شدت آ جاتی ہے۔ جام کا نشہ نئی بلندیوں کو چھُو لیتا ہے۔ اور خوشی اور انبساط کی کوئی حد نہیں رہتی۔

اس عشق، یعنی عشقِ محمدی کے رنگ خاص الخاص ہیں۔ وہ اس دنیا کے رنگ نہیں ہیں، وہ اس دُنیا میں موجود بھی نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ اللہ کے عاشقوں کو نظر آجاتے ہیں۔

اِن کو رنگِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے، اور یہ صرف ان کو نظر آتے ہیں جو اپنے مرشد، اپنے رسول اور اپنے اللہ سے باوفا رہے ہیں۔

Marfat.com

اے اُمّتِ محمدی! میری دُعا ہے کہ اللہ آپ سب کو ان رنگ ہائے محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ کرا دے۔ اور آپ سب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان رنگوں میں رنگے رہیں۔

آمین!

Marfat.com

۲۳ اپریل ۲۰۱۰ء

باب (۱۱۱)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس سے ہر ایک طلب کرتا ہے، چاہے وہ زمین کے ہوں یا آسمانوں کے۔ ہر ایک مخلوق جس کو ایک دن فنا ہونا ہے، سوائے آپ کے رب کے جو جلال و عظمت والا ہے۔ جو ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ": تو تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے" (سورہ رحمٰن)

درود و سلام اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اُن پر جنہیں جب کفر کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونے کا حکم ہوا، تو وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جو بلاشبہ تمام تابعداروں میں سب سے زیادہ تابعدار ہیں۔

سلام، رحمت اور برکت آپ سب کیلئے۔ اور آپ کے پیاروں کیلئے سلامتی ہو اُن سب کیلئے جو اگرچہ اس دنیا میں ہیں لیکن جو حقیقت میں دوسری دنیا کے لوگ ہیں۔ اس دنیا کے

Marfat.com

جو محفوظ اور خوبصورت ہے۔ اور جو ابدی ہے۔

رہنے کے لئے یہ دنیا سخت اور مشکل ہے۔ یہ فقط

اس وقت قابلِ برداشت ہو جاتی ہے، جب اس میں

اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور جب آپ اللہ کا کام کرتے ہیں۔

مولانا رومی فرماتے ہیں :۔

"مجھے تو صرف تمہارا جمال نظر آتا ہے

جب میں اپنی آنکھیں کھولتا ہوں۔

میں تو صرف تمہارا جام پیتا ہوں

جب میں اپنے لب کھولتا ہوں

میں عام لوگوں سے بات کرتا ہوں

جو مجھے گناہ جیسا لگتا ہے

(لیکن) جب میں تمہارے بارے میں بات کرتا ہوں

تو یہ طویل ہو جاتی ہے،

اتنی لمبی ہے میری داستان!

میں اس وقت لنگڑا ہوں

جب وہ مجھے گلیوں اور سڑکوں پر گھسیٹتے ہیں

(لیکن) تمہارے کوچے کی طرف میں دوڑتا ہوا جاتا ہوں۔

خوشی و مسرت سے سرشار!

Marfat.com

میری روشنی چاند و سورج کی روشنی سے بہت بڑھ
جاتی ہے،
جب میں اپنا رُخ سجیلے اور دلکش بادشاہ کی
طرف موڑتا ہوں''۔

یہ سچ ہے کہ اس دنیا کی کہانیاں دُکھ بھری اور دل شکن ہیں۔ کوئی بھی اخبار اٹھائیں، اس دُکھ میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ ہر طرف قتل، ظلم، سازشیں، بغاوتیں، دھوکہ اور فریب کا بازار گرم ہے۔ اور پھر اس میں اُن تمام ''ضروریات'' یعنی آسائشوں کی تصویریں بھی چھپی ہوئی ہیں، جو آپ کو حاصل ہونی چاہئیں۔

اگر آپ اُن لوگوں میں سے نہیں ہیں جو ان نام نہاد آسائشوں کے متحمل ہوں، تو آپ کا دُکھ اور گہرا ہو جاتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ نے جب یہ دنیا بنائی تھی، تو کیا اس نے اس میں قتل، ظلم، سازشیں، بغاوتیں، دھوکہ اور فریب ڈال دیئے تھے؟ کیا اس نے یہ کہا کہ یہ ضروریات یا آسائشیں جس کی ہر طرف تشہیر کی جا رہی ہے، آپ کی زندگی کیلئے ضروری ہیں؟ کیا یہ کہیں لکھا ہے کہ اگر آپ ''نوکیا'' کا جدید ترین 4 میگا پکسل کیمرہ والا موبائل حاصل نہیں کریں

Marfat.com

گے تو جنت میں داخل نہیں ہوں گے"؛

یا کیا کہیں لکھا ہے کہ اگر آپ جدید ترین برانڈ کا لباس زیب تن نہیں کریں گے، تو آپ کے اعمال نامہ میں مثبت اعمال شامل نہیں کیے جائیں گے اور آخرت کی زندگی میں آپ کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا؛

وہ قدریں جو آج کے لوگوں نے اپنا رکھی ہیں، ان میں اکثر خود ساختہ ہیں جنہیں یہ لوگ عقیدے کے طور پر مانتے ہیں۔ ان میں سے کئی قدریں اسلامی تعلیمات سے مختلف اور متصادم ہیں۔ چونکہ یہ قدریں طویل عرصے سے یہاں موجود ہیں اور ان کی پیروی لوگوں کے باپ دادا نے بھی کی ہے، اس لئے یہ اب ان کی زندگیوں کا حصہ بن چکی ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ مسلم سماج میں ان قدروں کی پیروی ایک شخص کی زندگی کے چند اہم مواقع پر کس طرح کی جاتی ہے۔ جب کوئی لڑکی شادی کی عمر کو پہنچ جائے تو والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کے لئے کسی مناسب رشتے کی تلاش کریں۔

لیکن کبھی کبھی یہ پورا عمل لڑکی اور اس کے گھرانے کے

Marfat.com

لئے بہت تکلیف دہ بن جاتا ہے۔ وہ گھرانے جن میں شادی کے لائق بیٹے ہوتے ہیں، جب لڑکی والوں کے گھر آتے ہیں تو اُنکی ترجیحات اسلامی قدروں سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔ پہلے وہ لڑکی کے چہرے کو دیکھتے ہیں، لیعنی اس کے چہرے کی رنگت اور حسُن کو دیکھتے ہیں۔ اگر وہ ان کی پسند کے مطابق ہوتی ہے، تو وہ اس کو فوراً قبول کرتے ہیں۔ اور اگر لڑکی عام شکل وصورت کی ہے، تو جو چیز انہیں شادی پر مائل کرے گی، وہ ہے مالی اعتبار سے اس کی حیثیت۔ اگر لڑکی کے والدین کھاتے پیتے لوگ ہیں، تو پھر لڑکی کو قبول کرنے کے مضبوط چانس ہیں۔

لیکن اگر لڑکی عام شکل وصورت کی ہے اور امیر گھرانے کی نہیں ہے، تو پھر اس کی شادی اس کے گھرانے کے لئے ایک مسئلہ بن جاتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی لڑکی کا چہرہ یا سراپا اس نے خود بنایا؟ یا کیا یہ اُسی کا قصور ہے کہ اس کے والدین زیادہ امیر نہیں اور اپنی بیٹی کے لئے خوب خرچ کرنے کے لائق نہیں؟

یاد رکھئے اگر آپ کسی لڑکی کو اس کے چہرے یا مالی حیثیت کے باعث رد کرتے ہیں تو حقیقت میں آپ اللہ کو

Marfat.com

بتارہے ہیں "، میں اس طریقہ کو پسند نہیں کرتا جس سے تُو نے اس لڑکی کو بنایا ہے، اور جو مالی حیثیت تُو نے اس کے گھرانے کو دی ہے وہ میرے لئے قابلِ قبول نہیں ہے۔"

اس سے تو درحقیقت آپ اپنے اللہ کے نکتہ چین بن گئے ہیں۔ اس وقت آپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں، کہ آپ میں خود کتنے عیب ہیں اور یہ اللہ ہی ہے جو ان عیبوں کو دنیا والوں سے چھپاتا ہے۔ پھر یہ اختیارات آپ کو کس نے دیئے ہیں کہ آپ لوگوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھائیں اور انہیں یہ احساس دلائیں کہ انہیں ان چیزوں کے باعث رد کیا جا رہا ہے کہ جن پر ان کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہے۔

ایک اور بھی خود ساختہ قدر ہے جس کی آج کے لوگ پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ اس قدر کی بنیاد کسی شخص کی یہ خواہش ہے کہ اُسے سب قبول کریں۔ یہ قدر لوگوں کو بتاتی ہے کہ وہ دوسروں پر اپنی برتری جتائیں۔ وہ چاہتا ہے کہ اگر اللہ نے اُسے دوسروں سے زیادہ دیا ہے، تو سب کو اس کا علم ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

اگر وہ اسلامی قدروں کی پاسداری کر رہا ہوتا، تو غرباء اس کی دولت میں حصہ دار ہوتے۔ وہ اپنے مال میں دوسروں کو اس طرح شریک کرتا کہ دیتے وقت اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں لگتا کہ داہنا ہاتھ کتنا دے رہا ہے۔ بدقسمتی سے آج کل زیادہ تر لوگوں کا معاملہ اس طرح نہیں ہے۔ وہ اپنی دولت کی نمائش کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کام بڑی بے شرمی سے کرتے ہیں۔

وہ اس کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، خواہ وہ ان کے بچّوں کی شادی ہو یا کوئی اور تقریب۔ چنانچہ دولت کی یہ کھلی نمائش دوسروں کے دلوں میں بہت زیادہ ناپسندیدگی پیدا کرتی ہے۔ سادگی اور میانہ روی کے سبق کتنی آسانی سے بھلا دیئے گئے ہیں۔ فقط اپنی جھوٹی انا اور شان و شوکت کی خاطر۔

جب زیادہ تر لوگ ایک انداز کو اپنانا شروع کرتے ہیں تو وہ رفتہ رفتہ سماج کے لئے ایک رواج بن جاتا ہے۔ اور کچھ عرصہ بعد وہ سب کے لئے ایک قدر بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آج کل اکثر شادیوں میں بہت سی غیر ضروری رسمیں رائج ہیں جنہیں لوگ منانا پسند کرتے

Marfat.com

ہیں۔

ایسے مواقع پر خوش ہونا غلط نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ایسی تقریبات کا منانا کیوں ضروری ہے، خواہ آپ اس کے متحمل ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر کسی وقت اللہ اپنی وہ نعمتیں ہٹالے جو اس نے آپ سب کو عطا کی ہیں، تو کیا کوئی اس کو روک سکتا ہے؟

آپ میں سے ایسے کتنے لوگ ہیں جو اپنے بل بوتے پر ایک روپیہ بھی کما سکتے ہیں؟ ایسا کون ہے جو ایک لقمہ بھی اپنے منہ میں ڈال سکتا ہے اگر اللہ اُسے نہ دینا چاہتا ہو؟ یاد رکھئے وہ مال جو حلال ذرائع سے کمایا جاتا ہے، وہ اللہ کی امانت ہے جس کے کئی مالک ہیں۔

ایک روپیہ جو آپ کے پاس ہے، اس میں آپ کے گھرانے اور بچوں کا برابر حق ہے۔ اگر آپ کے والدین حیات ہیں تو وہ بھی اس روپیہ میں شراکت دار ہیں خاندان میں موجود کوئی بھی ضرورت مند یا کوئی سفید پوش، جسے اس کی غیرت دوسروں سے مانگنے نہیں دیتی، اس کا بھی آپ کے مال میں حق ہے۔

پھر باری آپ کے ملازمین اور آپ کے ماتحتوں کی

Marfat.com

آتی ہے۔ وہ آپ ہی کے لئے کام کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا بھی خیال رکھنا ہے۔ پھر غرباء و مساکین کی باری آتی ہے، ان کا بھی اس مال میں حصہ ہے، اور انہیں کسی حال میں فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔

اگر آپ میں سے کوئی بھی کسی ایسے رسم و رواج کو شروع کرنے کا ذمہ دار ہے جو اسلامی قدروں کے خلاف ہو، تو اس پر گناہ نہ صرف اس عمل کا ہوگا، بلکہ ان سب لوگوں کے گناہ بھی ہوں گے جو اس رواج کی پیروی کریں گے۔ یہ سارے گناہ اس شخص کے اعمال نامہ میں جوڑ دیئے جائیں گے جس نے یہ سلسلہ شروع کیا تھا۔

مثال کے طور پر لڑکی کے والدین کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی لڑکی کو جہیز میں اتنی بڑی رقم دیں جس کی ان میں استطاعت نہ ہو۔ وہ پہلا شخص جس نے ایسے جہیز کا مطالبہ کیا تھا، وہ آج تک طلب کئے جانے والے تمام جہیزوں کا ذمہ دار ہے۔

یہ بات یاد رکھئے کہ اس طرح زور زبردستی سے رقم لینا نہ فقط شرمناک ہے، بلکہ اس سے کئی دوسری خرابیاں بھی جنم لیتی ہیں۔ سب سے پہلے تو ایسی شادی میں سے

Marfat.com

برکت اُٹھالی جاتی ہے۔ اس خود غرضانہ مطالبے سے خاندانوں کے درمیان منفی جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ ان خاندانوں کے لئے ایک مثال بن جاتی ہے جو اپنے بیٹوں کی شادی کرانا چاہتے ہیں، کہ مال بنانے کا آسان طریقہ دلہن کے خاندان کی کمزوری سے فائدہ اُٹھانا ہے۔

دلہن کا خاندان تو پہلے سے ہی اپنا سب سے قیمتی اثاثہ، یعنی اپنی بیٹی اُن کے حوالے کر رہا ہے، جو اُن کے بیٹے کی نگہبان ہوگی، اس کے بچّوں کی ماں بنے گی، جو اُن کے گھرانے کی بھلائی کے لئے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ نچھاور کرے گی، تو پھر وہ زیادہ کا تقاضہ کیوں کرتے ہیں؛ وہ اس خلوص اور محبت کو کس طرح پیسے میں تول سکتے ہیں جو ایک بہو خاندان میں ساتھ لاتی ہے؛

ایک اور بدی جو اس ظالمانہ روّیہ سے پیدا ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ خاندان جو اپنی بیٹیوں کے لئے بھاری تاوان ادا نہیں کر سکتے، اُن کی بیٹیوں کے لئے رشتے نہیں آتے اور ان کی شادیاں کرانا مشکل ہو جاتا ہے، کاش کہ لوگ سمجھتے کہ مال و دولت تو ہر ایک کی تقدیر سے

Marfat.com

وابستہ امر ہے۔

جب اللہ نے آپ کو ایک خاص رقم عطا فرمائی ہے، تو پھر کون آپ سے وہ رقم چھین سکتا ہے، اور آپ اس رقم سے زیادہ کسی دوسرے ذریعے سے کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟ ہر شخص کا یہی ایمان ہونا چاہیئے، یعنی ہر وقت اور ہر قسم کے حالات میں اللہ پر کامل بھروسہ۔

جہیز والدین کی طرف سے اپنی بیٹی کو دیا جانے والا ایک تحفہ ہوتا ہے، اور تحفوں پر کوئی جبر نہیں ہے — وہ چیزیں اگر لڑکی کی ہیں تو پھر اُسے وہی کچھ لینے دیں، جو اُس کے والدین آسانی سے دے سکتے ہیں، محبت سے اور بغیر کسی مشکل کے۔

اگر بالفرض لڑکی اپنے ساتھ کوئی مادی شے نہ بھی لائے تو اس سے کسی پر کیا اثر پڑتا ہے؛ اصل تحفے جو کسی لڑکی کو دولہا والوں کے گھر لانا چاہئیں، وہ اس کا اخلاق، اس کا خلوص، اس کی تربیت اور اس کا دین ہے۔ اگر اس کے پاس یہ سب کچھ ہے تو ایسی خوبیوں کا مقابلہ کوئی دوسرا تحفہ نہیں کرسکتا۔ اگر اس میں ایسی خوبیاں نہیں ہیں، تو محبت بھرے الفاظ سے اور خود اپنی مثال سے

Marfat.com

یہ اُسے سکھائی جا سکتی ہیں۔

کسی بھی شخص کا سب سے زیادہ قیمتی اثاثہ اُس کا ایمان ہوتا ہے۔ اس کے کردار کی سب سے اہم خوبی اس کی غیرت اور بردباری ہے۔ اس کی سب سے اہم نیکی اس کی دیانت داری اور شرافت ہے۔ اس کی شخصیت میں سب سے زیادہ متاثر کن شے اس کا اخلاق ہے۔

اس کے دل کا سب سے اہم اثاثہ اس کے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کی محبت ہے۔ جب کوئی ان خزانوں کی پاسداری کرنا شروع کرتا ہے تو اُسے پھر زندگی میں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہوگی۔

ایک اور ضروری قدر بھی آج کل کی زندگی میں نظر نہیں آرہی ہے۔ اور وہ ہے دوسروں کے لئے احترام۔ یہ کامیابی کا ایک خاص لازمہ ہے، چاہے وہ کامیابی دنیاوی ہو یا آخرت کی۔ اگر کوئی باادب ہے، تو اُسے اپنے تعلقات میں کبھی دشواری پیش نہیں آئے گی۔

احترام کا مطلب دوسروں کے عزت و وقار کا خیال رکھنا ہے۔ لیکن آج کل دوسروں کی بے عزتی ایک قسم کا فیشن بن گیا ہے۔ دوسروں کا مذاق اڑانا اور

Marfat.com

دوسروں کے نقصان پر خوش ہونا اور جو کچھ ذہن میں آئے بلا تکلف کہہ دینا، اس بات کا خیال رکھے بنا کہ مخاطب کون ہے۔

دل میں احترام اور ایک خاموش زبان آدمی کو زندگی کے طوفان سے بچا کر نکالتے ہیں۔ ایک بچے کو اس کی ماں جو ادب دیتی ہے، وہ اس کی بات کو توجہ سے سُننا اس کا خیال رکھنا اور اسے پیار دینا ہے۔ اسی طرح ایک شخص اپنے والدین کا ادب اُن پر مہربان ہو کر اور ان کی ضروریات کا خیال رکھ کے کرتا ہے۔ ایک بیوی اپنے خاوند کا ادب اُس کا اور اس کے گھرانے کا خیال رکھ کے اور اس کے مال اور دل کا خیال رکھ کے کرتی ہے۔ اسی طرح بیوی کے لئے ادب، اس کو زندگی میں وقار فراہم کرنے، اس کا خیال رکھنے اور اس کے کام کی تعریف کرنے، اس کے دل کی رکھوالی کرنے سے ہوتا ہے۔

جب ایک خاندان مشترکہ طور سے اکٹھا رہتا ہے، تو خاندان کے ہر فرد کے لئے ادب ہونا چاہیئے، چاہے وہ والدین ہوں یا بچے، بھائی، بہنیں، دادا، دادی یا ساس سُسر ہوں۔ اس ادب کا مطلب ایک دوسرے کے

Marfat.com

لئے سچی محبت اور ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے۔
اگر کوئی گڑبڑ بھی ہو جائے تو صبر اور برداشت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ دل انسانی جسم کا بہت ہی نازک حصہ ہے۔ جس طرح ایک تیر جب کمان سے نکل کر واپس نہیں آتا، اسی طرح ایک ترش لفظ ایک بار زبان سے نکل جائے تو وہ واپس نہیں آتا۔
زبان سے لگایا ہوا زخم، تیر سے کھائے ہوئے زخم سے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ کبھی کبھی زبان کے لگے زخم پوشیدہ رہتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان سے خون نہیں رِستا۔ یہ زخم ہمیشہ دل کو چبھتے ہیں۔ یہ ہر وقت اس جگہ موجود ہوتے ہیں جہاں آپ کا اللہ رہتا ہے۔
اللہ کی ناراضگی سے بچنے کا بہترین طریقہ خود کو ایسے واقعات سے دور رکھنا ہے، جن میں زبان دلوں کو زخمی کرتی ہے۔ کہاوت ہے کہ: "ایک چپ میں سو سکھ"۔ جب بھی کبھی غصہ بھڑکے، خاموش رہیں، غصّہ کو ٹھنڈا ہونے دیں۔ پھر جب کچھ دیر بعد مزاج ٹھنڈے ہو جائیں، تو مسئلہ کو دانش مندی سے حل کریں۔
اپنی زندگی میں یہ پختہ ارادہ کریں کہ آپ لوگوں کے

Marfat.com

بارے میں بحث نہیں کریں گے۔ آپ یہ نہیں کہیں گے کہ کون کیسا ہے اور کیا کرتا ہے۔ جب کبھی آپ غیر ارادی طور سے لوگوں کے بارے میں بات کرتے ہیں، تو آپ غیبت کرنا شروع کرتے ہیں۔ جو ایک گناہِ عظیم ہے اور جو اللہ کی شدید ناراضگی کا باعث بنتی ہے۔

طریقت والوں کو تو اس خرابی سے بہت محتاط رہنا چاہیئے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ کیوں کہ آپ اپنے مرشد کا ہاتھ تھامے ہوئے ہیں اور مرشد کی زنجیر، روحانیت کی راہ میں آپ کی رہنمائی کرتی ہے۔ آپ کی طرف سے کوئی بھی غلط حرکت آپ کے لڑکھڑانے یا گر جانے کا باعث بن سکتی ہے۔

کھلی آنکھوں اور پاک دل کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ میری دعا ہے کہ اللہ ہر وقت آپ سب کے ساتھ ہو۔

آمین!

Marfat.com

۳۰ اپریل ۲۰۱۰ء

باب (۱۱۲)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو حاکم اور معبود ہے، جو سب سے زیادہ محبت کرنے والا، کرم کرنے والا اور جو دلوں کا رکھوالا ہے۔

درود وسلام محبوبِ رب پر، اُن پر جو نرم دل اور اپنی اُمت کے ساتھ محبت کرنے والے ہیں، جو اپنے معشوق کے عاشق ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے، سلامتی ہو، اُن سب عارفیوں، نُوریوں کے لئے جو دلوں کی نرمی کو محسوس کرتے ہیں اور بلاشبہ یہ ہی نرمی ان محفلوں کی خوبصورتی کا باعث ہے۔

محبت ایک عجیب مظہر ہے، جتنی زیادہ آپ محبت کرتے ہیں اس کی پیاس اتنی ہی بڑھتی ہے۔ دیدارِ محبوب کے سوا کوئی شے آپ کی پیاس کو بجھا نہیں سکتی۔ لیکن دیدارِ

Marfat.com

محبوب بھی اس کے لئے کافی نہیں۔ آپ جتنا اس کا دیدار کرتے ہیں اس کی طلب اور بڑھتی ہے۔

یہ آپ کے اللہ کی دنیا ہے، سرور اور عشق کی دُنیا طلب کی دنیا۔ وہ طلب جس کی کوئی انتہا نہیں، وہ طلب کیسے پوری ہوسکتی ہے۔ جب کہ جس کی طلب کی جا رہی ہے، اس کی کوئی آخری حد ہی نہ ہو۔ یہ پیاس پوری انسانیت کے لئے ہے۔

جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، تو جس پہلی چیز کا انہیں تجربہ ہوا، وہ یہ ہی پیاس تھی۔ اور یہ پیاس اتنی شدید تھی کہ اس سے ان کا پورا وجود لرزنے اور کانپنے لگا تھا۔ وہ پیاس فقط اس وقت بجھی جب اُن کی نگاہیں محبوب پر جا پڑیں، جن کے لئے ان کا پورا وجود تڑپ رہا تھا۔ مگر جیسے ہی جلوۂ جاناں نگاہوں سے اوجھل ہوا، یہ پیاس دوبارہ بھڑک اٹھی۔

پھر بی بی حوّا کی تخلیق کی گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے ایک ساتھی کے طور پر۔ لیکن ملن کا یہ رشتہ بھی ان کا ذہن اس کی پیاس سے نہ ہٹا سکا۔ اصل میں ہوا یہ کہ اب انہوں نے اس پیاس میں اپنی بیوی کو بھی شامل

Marfat.com

کر لیا۔ بیوی بھی اتنی ہی پیاسی تھیں اور انہوں نے بھی اس پیاس میں اپنے خاوند کو شامل کر لیا۔

یہ پیاس تمام انسانوں کو عطا کی گئی ہے اور یہ انسانی دل کی گہرائی میں موجود ہے۔ جب پیاس ابھرتی ہے تو رُوح پیاس بجھانے والے کو ڈھونڈتی ہے۔ لیکن جب تک روح اس دنیا میں ہے، جلوۂ جاناں کھُلی آنکھوں سے اچھی طرح دکھائی نہیں دیتا۔ یہ صرف اس آنکھ سے دیکھی جاسکتی ہے جو دل کی گہرائیوں میں موجود ہے۔

لیکن انسان کی ظاہری آنکھ جب اپنے اطراف دیکھتی ہے تو اُسے اس دنیا کے کئی رنگ و رُوپ دکھائی دیتے ہیں۔ یہ رنگ اس قدر سحر انگیز ہیں کہ زیادہ تر لوگ انہی ظاہری آنکھوں کو استعمال کرتے رہ جاتے ہیں۔ ان کی ظاہری آنکھیں دیکھنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اصلی آنکھ ہے جو دل کی گہرائی میں موجود ہے، اُسے نظر انداز کیا جاتا ہے اور اُس کی بینائی سلب کی جاتی ہے۔

جب روحانی آنکھ کو روک دیا جاتا ہے تو رُوح دیکھ نہیں سکتی۔ اور جب رُوح دیکھ نہیں سکتی تو اس کا

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ روحانی دنیا سے آپ کا رابطہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ہر ایک رُوح کو نُور سے پیدا کیا گیا ہے۔ جب یہ کہا گیا کہ "اللہ کی پھونک انسانی جسم میں داخل ہوئی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دراصل نُور ہے، جو رُوح کی حقیقی ساخت ہے۔

تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسانی وجود کی دو صورتیں ہیں۔ ایک مادی وجود جو مٹی سے بنا ہے اور ایک دوسرا وجود جسے نُور سے بنایا گیا ہے۔ یہ نُوری وجود مٹی کے جسم میں پوشیدہ ہے۔ یہ (اگرچہ) اپنے اِردگرد کے ماحول سے آگاہ ہے لیکن اسے روحانی دنیا سے جوڑا گیا ہے۔

یہ اپنی غذا اس ذاتِ واحد سے حاصل کرتی ہے، جس نے اس روح کو پیدا فرمایا ہے۔ اللہ یہ غذا مسلسل پوری دنیا کو فراہم کرتا رہتا ہے۔ یہ غذا نہ فقط انسانوں کے لئے ہے، بلکہ یہ درختوں، آسمانوں، پرندوں اور سمندروں کے لئے بھی ہے۔ تمام مخلوقات اسی غذا سے نشوونما پاتے ہیں۔ اگر یہ موجود ہے تو پوری دنیا بہ حُسن وخوبی چلتی ہے، لیکن اگر اس میں کمی آجائے تو اس سارے نظام میں انتشار پیدا ہوگا، توازن بگڑ جائے گا۔ اور

Marfat.com

شیطان ہر شے کو برباد کرنا شروع کر دے گا۔

آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ یہ غذا آخر ہے کیا، جو ساری مخلوقات کے لئے اتنی ضروری ہے؟ یہ غذا آپ کے اللہ کے اسمائے حسنیٰ ہیں، آپ کے اللہ کا نور ہیں آپ کے اللہ کی حمد و ثناء ہیں، جس سے پوری کائنات جگمگا اٹھتی ہے۔ جو اُن سب کے لئے غذا ہیں جنہیں پیدا کیا گیا ہے۔ جب انہیں اس نُور کے ذرات ملتے ہیں، تو ان کی نشوونما ہوتی ہے۔ جب انہیں اس نور سے محروم کیا جاتا ہے تو وہ کمزور ہو جاتے ہیں۔

درختوں کو دیکھئے، کیا آپ نے انہیں کبھی غور سے دیکھا ہے؛ کیا آپ نے دیکھا ہے کہ اُن کی شاخیں اور ان کے پتے کس طرح خوشی میں ناچتے ہیں؟ یہ انتہائی مسرت کا وہ رقص ہے جسے وہ اللہ کے نام کو سُن کر کرتے ہیں۔ اللہ کی حمد کو سُن کر کرتے ہیں، جو عرش پر اللہ کے فرشتے اللہ کے عاشقین، اللہ کے محبوب گا کر سُنا رہے ہیں۔ جن کے لب ایک لمحے کے لئے بھی نہیں رُکتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک اور دل اللہ کی حمد و ثناء سے ایک لمحے اور ایک ثانیہ کے لئے کبھی

Marfat.com

نہیں رکتے۔ پوری کائنات ان الفاظ کو سنتی ہے۔ آپ کے اللہ کی حمد و ثناء کی ان الفاظ کو، اللہ کے حسن و جمال کے الفاظ کو، اللہ کے جاہ و جلال، اس کی عظمت اور توقیر اور اس کی حکمت اور بخشش کے الفاظ کو۔

اس ذاتِ پاک کے بے شمار نام ہیں، جو خود بھی لاانتہا ہے، اور یہ لاتعداد نام ہر وقت کائنات پر رحمت کے طور سے برسائے جارہے ہیں۔ جب اسم اللہ ''غنی'' زمین کے کسی بھی حصے پر برسایا جاتا ہے، تو اس مقام سے نرم و نازک پودے اُگنا شروع ہوتے ہیں۔ اللہ کی رحمت سب کو عطا کرنے کے لئے۔ جب یہ پودے کچھ عرصہ بعد بڑھ جاتے ہیں، تو انہیں اللہ سے ایک بار پھر غذا ملتی ہے۔ اور یہ غذا اللہ کے ایک اور اسم یعنی'' الرزاق'' کے ذریعے عطا ہوتی ہے۔

پھر یہ ہی پودے پھول اور پھل بننا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر یہ نعمت سب کے لئے عام ہو جاتی ہے۔ تمام پرندوں کے لئے، تمام کیڑوں مکوڑوں کے لئے، جملہ جانوروں کے لئے اور تمام انسانوں کے لئے۔

اُس کی اس مالِ غنیمت میں سب کا حصہ ہے۔

Marfat.com

وہ ہر ایک کو اس کا حصہ عطا کرتا ہے، اور کوئی بھی بغیر حصہ لئے نہیں رہ سکتا۔ ساری کائنات اس حقیقت سے آگاہ ہے اور سب اس کے کرم، اس کی نعمت اور اس کی رحمت کے منتظر ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ اس غذا کو اللہ کی اُن نعمتوں سے لے لیتے ہیں، جو اس کے اسم سے، اُس کے ذکر سے، اس کی حمد و ثناء سے پھوٹتے ہیں، تو صرف اسی صورت میں وہ جی سکتے ہیں۔ اُن کی خارجی ساخت صرف اس صورت میں سلیقے سے برقرار رہ سکتی ہے جب ان کی داخلی روحانی ساخت صحیح طریقہ سے کام کرے۔

یہی وجہ ہے کہ کائنات کے تمام عناصر صرف ذکر اللہ کو سُننے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ وہ پیاسے کی طرح اس کے نام کی طرف لپکتے ہیں اور وہ اسُی کے باعث زندہ ہیں۔

کیا آپ نے دیکھا نہیں ہے کہ جب دریا ایک آبشار کی صورت میں گرتا ہے، تو اپنی قوت اسم "القوی" سے حاصل کرتا ہے۔ اور جب ایک آگ جنگل میں بھڑک اٹھتی ہے اور اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرتے

Marfat.com

ہیں تو اسمِ "الضّارُ" ان شعلوں کو بھڑکا کر اس کے جلالُ اس کے غصّے کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اور جب صبح کے وقت ایک پرندہ (ماں) اُڑ کر دُور جاتا ہے، تاکہ اپنے چوزوں کے لئے غذا لاسکے، تو اسمِ "الرقیب" اُن چھوٹے بے سہاروں چوزوں کی نگہبانی کرتا ہے۔

اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ کے اسماءٔ اس کے نام کس طرح دنیا کو توازن میں رکھتے ہیں۔ وہ کائنات میں کس طرح ایک نظم وضبط برقرار رکھتے ہیں۔ یہ ہے ذکر اللہ کے کام کرنے کا طریقہ، تمام مخلوقات کے لئے یہ ایک غذا ہے۔

اگر کسی کا ظاہری جسم اچھی غذا کا حامل ہے، تو کیا وہ مضبوط اور صحت مند نہ ہوگا؟ دن کے آغاز سے لے کر اس کے اختتام تک، اس میں کام کرنے کی تمام ترقوت ہوتی ہے، وہ کوئی بھی تھکن محسوس نہیں کرے گا۔ وہ خوش اور مطمئن ہوگا اور زیادہ تر بیماریاں ایسے آدمی سے دُور رہتی ہیں۔ لیکن اگر وہ اپنے ظاہری جسم کو نظر انداز کرتا ہے، تو پھر اس کی کمزوریاں اسے زیادہ کام کرنے نہیں دیں گی۔ وہ بیماریوں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہے

Marfat.com

گا۔ اور اس کی زندگی غم و الم سے بھری ہوگی۔

بالکل اسی طرح ایک آدمی کا داخلی جسم، یعنی اس کی رُوح بھی رکھوالی کی منتظر ہے۔ اس کو کافی غذا دی جائے تاکہ یہ صحت مند اور مضبوط رہے، اور دل کے تمام امراض کا مقابلہ کر سکے۔

بدقسمتی سے آج کل کے لوگ اس طرح نہیں سوچتے، وہ صرف اپنے خارجی جسم کی رکھوالی کرتے ہیں جو ایک حقیر مٹی سے بنا ہے، جو روح کے لئے بس ایک پنجرہ ہے، جو یہاں چند دنوں کے لئے ہے اور جو بہت جلد کیڑے مکوڑوں کی غذا بنے گا۔ وہ اپنے دن رات ایک کرکے اس بے حقیقت جسم کے آرام و آسائش کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں۔

آپ ماضی کے لوگوں کی مثال لے سکتے ہیں کہ کس طرح وہ اپنے جسموں کا خیال رکھتے تھے۔ وہ اس کو بہترین غذا کھلاتے تھے، اور اس کو بہترین لباس اور زیور سے آراستہ کرتے تھے۔

مثال کے طور پر مصری، دودھ، لونڈر اور گلاب کی پتیوں سے نہاتے تھے۔ وہ دن رات ایسے علاج

Marfat.com

معالجہ کی تلاش میں رہتے جو بڑھاپے کو شکست دے سکے۔

وہ ہمیشہ زندہ رہنے کی خاطر انسانی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ مگر انہوں نے چاہے کچھ بھی کیا، اُن کے خاکی جسم نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ وہ بیمار پڑ گئے، وہ بُوڑھے ہو گئے۔ اُن کی جھریاں پڑ گئیں، وہ بدصورت ہو گئے، لیکن وہ اس کے خلاف کچھ نہ کر سکے۔

اور جب روح نے اپنا پنجرہ چھوڑا تو ان کا خیال تھا کہ شاہی خاندان والوں کی ارواح لوٹ کر واپس آجائیں گی۔ ان کا خیال تھا کہ ان ارواح کے واپس آنے پر انہیں خاکی جسموں کی ضرورت پڑے گی، اسی دولت اور شان و شوکت کی ضرورت پیش آئے گی، خاص طور سے ان شاہوں کو جنہیں فرعون کہا جاتا تھا۔ جب وہ ایک مرتبہ دوبارہ زندہ ہوں گے تو انہیں ہر چیز کی ضرورت پڑے گی۔ تخت و تاج، سونا چاندی سے لے کر غلام اور نوکر چاکر تک۔

یہی وجہ ہے کہ جب کبھی بھی ان کا فرعون مرتا تھا تو اس کے مقبرے کو ان تمام آسائشوں سے بھر دیا جاتا تھا۔ جو اس بادشاہ کے لائق سمجھی جاتی تھیں۔ اس کے جسم کو

Marfat.com

ہر قسم کی خوبصورتی، کافور، اور دواؤں سے تر بتر کیا جاتا تھا۔ تاکہ وہ گل سڑ نہ جائے اور دوسری زندگی کے لئے سلامت رہے۔ یہ جسم جنہیں اب آپ عجائب گھروں میں رکھا دیکھتے ہیں، وہ سب کے لئے عبرت کا باعث ہیں۔ ان سب لوگوں کے لئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس دُنیا میں ان کی زندگیاں ختم نہیں ہوں گی اور وہ ہمیشہ قائم رہیں گے۔

وہ جو زندگی میں تھی نسبت اسی نے بعد مرگ دیا قلق
یہ قلق ہے کیسا کہ ہے ستم گئی زندگی پر نہ گیا قلق!

ماضی کے زیادہ تر لوگوں کا یہ طرزِ زندگی تھا، یعنی بس ان خاکی جسموں کے عیش وآرام کے لئے، مزہ اٹھانے اور ان کی نشو ونما کے لئے زندہ رہنا۔ بدقسمتی سے اس لاحاصل جستجو میں وہ اپنے داخلی جسم کی ضروریات کو بھول بیٹھے۔ اس جسم کی جو نہیں مرتا اور جو اس دنیا کا رہائشی نہیں ہے۔ اس غفلت کی وجہ سے روح کو غذا نہیں ملتی، اس کی دیکھ بھال نہیں ہوتی اور رفتہ رفتہ وہ کمزور ہونا شروع کرتی ہے۔

جو دن یادِ الٰہی میں نہ گزرے، وہ دن روح کو

Marfat.com

کمزور کرتا ہے۔ اور دھیرے دھیرے وہ چوُر چوُر ہو کر نڈھال ہو جاتی ہے۔ ایک تندرست اور مضبوط روح اللہ کے اسم پر کان لگائے رہتی ہے۔ وہ جب بھی اور جہاں سے بھی یہ ذکر سُنتی ہے، اُسے جذب کرلیتی ہے، اس سے مزے لیتی ہے، اور کامران رہتی ہے، تمام انسانی ارواح کو اس ذکر پر کان لگائے رکھنا چاہیئے، اُسے تلاش کرنی چاہیئے اور اس کی طلب کرنی چاہیئے۔

انسانی روح اور قدرت کے باقی دوسرے عناصر میں یہ بنیادی فرق ہے۔ اللہ کی باقی ماندہ دوسری مخلوقات پر اللہ اپنے اسمائے حسنیٰ، اپنی رضا سے نچھاور کرتا ہے۔ سوائے جن و انس کے، یہ اسمائے حسنیٰ انہیں صرف اس وقت دیئے جاتے ہیں جب وہ اس کی تلاش کرتے ہیں، جب اس کی طلب موجود ہو۔

ایک تندرست رُوح اس بات کو جانتی ہے اور وہ اس جسم کی حرکات کو کنٹرول کرتی ہے، جو اس روح کا مالک ہے۔ جب ایسا شخص کسی بدی کے قریب جاتا ہے' تو اس کی روح اسے متنفر کرتی ہے۔ مثال کے طور پر سڑک کے کنارے ایک ہزار والا نوٹ پڑا ہوا ہے۔ اب کسی شخص

Marfat.com

کا اس کے بارے میں عمل کا انحصار اس پر ہے کہ اس کی رُوح کس قسم کی ہے۔ ایک صحت مند روح اُسے حکم دے گی کہ وہ اس نوٹ کے مالک کو تلاش کرے، یا وہ کچھ کرے جو اللہ نے ایسے حالات میں کرنے کے لئے کہا ہے۔

لیکن جب ایک ایسے شخص کی نظر اس پر پڑے گی جس کی رُوح کمزور ہو، تو وہ اس نوٹ کو اپنے لئے ایک اچھا شگون سمجھے گا۔ اب چاہے نوٹ کا اصلی مالک اپنے گم شدہ نوٹ کو تلاش بھی کرتا نظر آئے، تب بھی وہ نوٹ اس کے حوالے نہیں کرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی کی روح کمزور و لاغر ہو جاتی ہے، تو اس کا نفس اس پر حکمرانی شروع کر دیتا ہے، پھر اس کے اعمال اُس کے نفس کی طلب کے محتاج ہوں گے اور بلاشبہ نفس کو تو اپنی دنیا چاہیئے۔

ایسے لوگوں کی خواہش کی صرف یہ دنیا ہے، انہیں صرف یہ دنیا نظر آسکتی ہے۔ یہی ان کی واحد خواہش ہے، وہ کسی دوسری دنیا کو جانتے ہی نہیں، اور نہ ہی انہیں اُس حقیقی دنیا کی تمنا ہے۔ جو ان کی اس فانی دُنیا سے بالا ہو۔

Marfat.com

لیکن ایک لاغر رُوح ضروری نہیں کہ ہمیشہ لاغر ہی رہے۔ ایک روح جو نفس کے کنٹرول کے باعث کمزور ہو چکی ہو، ضروری نہیں ہے کہ کمزور ہی رہے۔ اللہ کی رحمت دنیا میں ہر سُو پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے اسمائے حسنیٰ کی بارش ہر وقت جاری رہتی ہے، اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں۔ آپ کو کرنا یہ ہے کہ بس طلب کریں۔ کشادہ دلی سے طلب کریں۔ ایک مضبوط دل کے ساتھ اور یقیناً آپ کو اس رحمت میں سے اپنا حصہ ملنا شروع ہو جائے گا۔ بس اپنی تمام مصروفیات میں سے کچھ وقت نکالیں خاموشی سے بیٹھ جائیں اکیلے کسی کمرے میں اور اپنے دل کی آواز کو سُننے کی کوشش کریں۔

اور پھر آواز کو اسمائے اللہ میں بدل دیں۔ اپنے پورے بدن کو ڈھیلا چھوڑ دیں اور پھر اس اسم کو اپنے اردگرد لپیٹیں۔ پھر تلاوتِ قرآن شریف کریں یا کوئی حمد یا نعت پڑھیں، تاکہ دوسرے بھی اس کو سُنیں۔ تاکہ وہ ہوا بھی اس کو سُن سکے جو آپ کے چاروں طرف موجود ہے۔ تاکہ وہ ہلکی سی چاندنی بھی اُس کو سُن سکے، جو خاموشی سے آپ کے کمرے میں داخل ہوئی ہو، تاکہ آپ کی رُوح اُس

Marfat.com

کوشش سکے اور پھر ان سب کو سرور میں جھومنے دیں اور نشے میں غرق ہونے دیں۔

یہی وہ وقت ہوگا جب آپ خوبصورت اسمائے اللہ کو دیکھنا شروع کریں گے۔ چمکتے، دمکتے آپ کے اِرد گرد اور چند لمحوں میں آپکے دل میں شدید تڑپ پیدا ہونا شروع ہوگی شراب کے ان قطروں کے لئے تڑپ، جو اسمائے اللہ ہر طرف برسارہا ہوگا، ہر ایک سے کہیئے کہ وہ اس شراب کے پینے سے نہ ہچکچائے اور اس سرور میں کھوجانے میں نہ شرمائے، کیوں کہ یہ آپ کے اللہ کی طرف سے ہے' یہ اس کی رحمتیں اور نعمتیں ہیں۔ مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

"ذہن ایک مہاساگر ہے۔ اس میں مَیں نے کئی دنیاؤں کو سموئے پایا۔ پُراسرار اور مُشکل سے دکھائی دینے والے، اور ہمارے بدن"!

ہمارے بدن سمندر کی سطح پر بہتا ہوا ایک پیالہ ہے، جلد ہی وہ بھر جائے گا اور ڈوب جائے گا۔ جب وہ نیچے جائے گا، تو ایک بُلبلا تک نظر نہیں آئے گا۔

Marfat.com

رُوح اتنے قریب ہے کہ آپ اُسے دیکھ نہیں سکتے ۔
لیکن اس کی طرف ہاتھ بڑھائیں ..... ایک صراحی نہ بنیں ! پانی سے لبالب، جس کے لب ہمیشہ خشک، وہ شہسوار نہ بنیں جو ساری رات گھوڑے کو بھگاتا ہے اور کبھی بھی اس گھوڑے کو نہیں پاتا جس پر وہ سوار ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور کرم کے صدقے ہمارے باطنی دل کو، ہماری باطنی روح کو کھول دے اور اپنے اسمائے حسنیٰ سے پھوٹنے والی نعمتوں کے لئے ہماری طلب میں روزافزوں اضافہ فرمائے۔

آمین !

Marfat.com

۷ مئی ۲۰۱۰ء

باب (۱۱۳)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اس کائنات کا نور ہے، جو مالک الملک ہے، جو صراطِ مستقیم کا مالک اور رہنما ہے۔

درود وسلام ہوں تمام صالحین کے امام، تمام عاشقین کے سردار اور تمام صدیقین کے سید پر۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن پر جو اپنے اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہر جمعہ اس محفل میں حاضر ہوتے ہیں۔

اس دنیا میں بے شمار جواہرات ہیں۔ اگر آپ سمندر کی گہرائیوں میں غوطہ لگائیں تو آپ کو موتی ملیں گے، جو دودھ کی طرح سفید یا اس سے بھی زیادہ خوبصورت رنگوں میں ہیں۔ جو تلاش کئے جانے کے منتظر ہیں۔ تاکہ وہ کسی

Marfat.com

خوبصورت گلے یا نازک کلائی کی زینت بن سکیں۔ بالکل اسی طرح جب آپ کوئی کان کھودیں گے تو آپ کو وہاں ہر قسم کے قیمتی اور نیم قیمتی جواہرات موجود ملیں گے۔

اس دنیا میں کوئی بھی شخص زمرد کی ہری چمک سے مسحور ہو سکتا ہے۔ یا وہ یاقوت کی سُرخی کو اپنے محبوب کے لبوں سے تشبیہہ دے سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور قیمتی جوہر بھی ہے۔ جس کی بنیاد (اگرچہ) کاربن میں ہے، لیکن جب اسے زمین کے قلب میں سختی سے دبا کر کافی گرمی پہنچا دی جاتی ہے، تو کاربن کی سیاہی ہیرے کی شاندار چمک میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

ان جواہرات کو اس دنیا کا خزانہ مانا جاتا ہے، اور اس دنیا میں جس کے پاس ان میں سے کوئی بھی خزانہ ہے، تو وہ اسے اپنا سب سے قیمتی اثاثہ سمجھ کے رکھتے ہیں اور ان کی نمائش بڑے فخر اور غرور سے کرتے ہیں۔ اس دنیا کے جواہرات سب کے لئے آزمائش ہیں۔

یہ جواہرات قیمتی ہیں لیکن انہیں چُرایا جا سکتا ہے۔ یا یہ گم بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ آپ (کے جسم) پر خوبصورت لگ سکتے ہیں، لیکن آپ کے دل کو حسین نہیں بنا سکتے۔

Marfat.com

ان کو آپ اپنے خارجی جسم کی زینت کے لئے استعمال کرتے ہیں ۔ لیکن اللہ کے سامنے ان جواہرات کی قدر و قیمت نہیں ۔ اللہ کی نگاہ میں یہ جواہرات محض رنگین پتھر ہیں ۔ اتنا بے قیمت جیسے کہ کنکریاں' یہ اس دنیا میں سب کے لئے آزمائش ہیں ۔ اس کی چمک دمک نہ صرف آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے، بلکہ یہ دل میں لالچ کے چھوٹے چھوٹے داغ بھی ڈال دیتے ہیں ۔

دنیا کی چاہت یہ سب کچھ آپ کے ساتھ کرتی ہے ۔ یہ آپ کو اندھا اور بے حس کر دیتی ہے ۔ یہ آپ کے دل کو دوسروں کی طرف مُردہ اور بے حس کر دیتی ہے ۔

لیکن اس دُنیا میں ایک جوہر ایسا بھی ہے جو منفرد اور کسی بھی دوسرے جوہر سے زیادہ قیمتی ہے ۔ یہ بہت قیمتی ہے اور اس کی قیمت کا علم صرف اللہ کو ہے ۔ یہ ایک بہت ہی خاص جگہ میں پایا جاتا ہے ۔ اس جوہر کا مسکن دل کی گہرائیوں میں ہے ۔ اور یہ صرف اس وقت نظر آتا ہے جب یہ کسی عاشق کی آنکھ سے ٹپکتا ہے ۔

جب یہ اللہ کے عاشقین کی آنکھوں سے اشک بن کر ٹپکتا ہے ۔ وہ آنسو جو اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی محبت میں بہتے ہیں۔ یہ وہ آنسو بھی ہیں جو توبہ
اور پشیمانی کے وقت بہتے ہیں، جو عشق کے آنسو ہیں۔
کوئی بھی جو ہر ان جواہرات کی چمک کا مقابلہ نہیں
کرسکتا۔ یعنی ان کی قدر و قیمت کے لحاظ سے۔ لیکن یہ آنسو
آج کل اتنے عام نہیں رہے۔ آج کے دور میں لوگ ان
کی اتنی قدر نہیں کرتے۔ وہ اپنی زندگیوں میں، ہنسی خوشیوں
میں مزے لٹانے میں بہت زیادہ مصروف ہیں۔ جو ان
کے چاروں اطراف پھیلی ہوئی ہیں۔
دنیا کے ساتھ اس طرح ملوث ہونا اس قدر گرفت
والا ہوتا ہے کہ سارا وقت اس میں صرف ہو جاتا ہے۔
انہیں اپنے ہر لمحہ، ہر لحظہ اس دنیا کے کاموں کے لئے دنیا
پڑتا ہے۔ سخت محنت کرنی پڑتی ہے، تاکہ وہ کامیابی
کے زینے طے کر کے اوپر تک پہنچ سکیں۔ ان کی نگاہیں
ہر وقت اس زینہ کی سب سے اُوپر والی سیڑھی پر لگی رہتی
ہیں اور وہ وہاں تک رسائی کے لئے سب کچھ کرسکتے ہیں۔
بدقسمتی سے کامیابی کا یہ زینہ اب اتنا آسان نہیں
رہا۔ اس پر چڑھنے کے قواعد بدل گئے ہیں۔ اب قواعد
دوسروں کو نیچے دھکیلنے والے ہو گئے ہیں۔ تاکہ وہ خود

Marfat.com

اُوبر جا سکیں۔ اور اپنے اس مقصد کو پانے کے لئے وہ ہر ممکن غلط ذرائع کام میں لاتے ہیں۔ یہ آج کی دنیا میں کامیابی کے قواعد ہیں۔

لیکن گزشتہ دور میں یہ قواعد بالکل مختلف تھے۔ قواعد بس یہ تھے کہ کام محنت سے کریں اور اپنے کام میں مہارت حاصل کریں۔ وقت کو مناسب طور سے استعمال کریں۔ اور بس انہی قواعد کی پابندی کرنے سے، اگر اللہ چاہتا تو کامیابی کا حصول آسان ہوتا تھا۔ مگر اس میں وقت، سخت محنت اور ایثار کی ضرورت ہوتی تھی، جو اُن دنوں کا ایک دستور تھا۔

یہ ایک عام دستور اس لئے تھا کہ اُس وقت لوگ زیادہ تر سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور زندگی سے ان کی توقعات بھی سادہ تھیں۔ ان کی سماجی اور اخلاقی قدریں مضبوط تھیں۔ اور اُن کی ترجیحات مختلف تھیں۔ اپنے اللہ پر ایمان نہایت پُختہ تھا، اور وہ جانتے تھے کہ انہیں جو کچھ بھی مل رہا ہے، وہ ان کا نوشتۂ تقدیر ہے۔ وہ اپنے اللہ کی رضا میں راضی رہتے تھے۔

آج کے لوگوں کے مقابلہ میں اس زمانے کے لوگوں کی سوچ میں بہت بڑا فرق تھا۔ وہ اپنا موازنہ دوسروں

Marfat.com

سے نہیں کرتے تھے۔ اللہ نے ان کو جو کچھ دیا ہوا ہوتا تھا،
وہ اس سے مطمئن رہتے تھے۔ دوسروں کی چیزوں کو حاصل
کرنے کے لئے ان کے دلوں میں حرص نہیں تھی۔ وہ دوسروں
کی زندگیوں میں مداخلت نہیں کرتے تھے، وہ اپنے گھرانوں
میں اس قدر مگن رہتے تھے کہ دوسروں کے ساتھ کسی دوڑ
میں حصہ نہیں لیتے تھے۔ ان کی خوشیاں ان کے اپنے خاندان
کے گرد گھومتی تھیں۔ وہ مال کی بجائے دلوں کی قدر کرتے
تھے۔ وہ اپنے دوست احباب کا انتخاب خلوص کی بنیاد
پر کرتے تھے۔

اُس دور میں جب کسی کو دوست کہا جاتا تھا، تو وہ
دوستی زندگی کی آخری سانس تک برقرار رہتی، اور اس شخص
سے خاندان کے فرد کی حیثیت سے پیار کیا جاتا تھا۔ جب
وعدہ کیا تو اسے نبھایا بھی جاتا تھا۔ جب کوئی کام کیا جاتا
تو وہ خلوصِ دل، سچائی اور ذمہ داری سے کیا جاتا تھا۔
اس دور کے لوگ انسانوں کی قدر کرتے تھے، وہ انسانیت
کے قدر دان تھے۔

ان کی تفریح کا سامان لوگوں کے درمیان ہوتا تھا کیونکہ
اس دور میں ٹیلی ویژن یا انٹرنیٹ جیسی توجہ ہٹانے والی

Marfat.com

چیزیں نہیں ہوا کرتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے پاس ایک دوسرے کے لئے وقت بہت ہوتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ ان میں قربت زیادہ تھی۔

سوال یہ ہے کہ وہ عزیزوں کے لئے اتنے حساس کیوں تھے، وہ ادب آداب کے بارے میں اتنے آگے کیوں تھے۔ وہ علم و دانائی کی اتنی قدر کیوں کرتے تھے؟ اور کیوں وہ اپنے دین کے حقیقی معنی جانتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا نظام الاوقات ان کی پانچ وقتہ نمازوں کے گرد گھومتا تھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا دن فجر سے شروع ہوتا اور عشاء پر ختم ہوتا تھا۔ ان کے پاس آج کے دور کی عیاشیاں نہیں تھیں۔ اور انہیں اپنا کام زیادہ تر اپنے ہی ہاتھوں سے کرنا پڑتا تھا۔

وہ آٹا خود اپنے ہاتھوں سے چکی چلا کر نکالتے، کپڑے اپنے ہاتھ سے دھوتے۔ اپنے لئے سبزیاں اور غلّہ وغیرہ خود اُگاتے تھے۔ مگر وہ سچے لوگ تھے، ان کی ضروریات سادہ اور ان کے تقاضے کم تھے۔ وہ اپنے تمام افعال و اعمال کو دینِ اسلام کے ترازو میں تولتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ اللہ نے ان کے وقت میں کشادگی

Marfat.com

دی ہوئی تھی ۔ ان کے پاس دنیا کے ساتھ ساتھ اپنے اللہ کے لئے بھی وقت تھا۔ وہ کبھی وقت کی کمی کا شکار نہیں ہوئے۔ انہوں نے نہ تو کبھی اپنے خاندان کو نظر انداز کیا، نہ اپنے دوستوں کو، نہ ہی اپنے پڑوسیوں کو نظر انداز کیا۔ اور اسی طرح نہ ہی کبھی اپنے فرائض سے غافل رہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان سچّے لوگوں کے دلوں میں سچی خوشی تھی۔ ان کی ہنسی سچّی ہنسی تھی۔ اور ان کی محبت سچی محبت تھی۔ ان کے آنسو سچّے آنسو تھے۔ وہ آنسو جو جواہر تھے جن کا مسکن ان کے دلوں کی گہرائیوں میں تھا، جب ان کے دل ان سے بھر جاتے تھے، تو یہ جواہر ان کی آنکھوں میں چمکتے اور نہایت خاموشی سے ان کے رُخساروں پر بہتے ہوئے اس مقام تک پہنچتے جو ان اشکوں کی اصل جگہ ہے۔ ان اشکوں کی اصل جگہ قلبِ الٰہی کا مرکزی مقام ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں جانے کے لئے وہ تڑپتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اسی جگہ پہنچیں گے۔

جب ہم اشکوں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں تو کیا ہمیں ان اشکوں کے متعلق بات نہیں کرنی چاہیئے جو

Marfat.com

رات کی تنہائی میں بڑی خاموشی سے آنکھوں سے بہتے ہیں۔ یہ اشک اس وقت بہتے ہیں جب دل دربارِ رب ذوالجلال میں حاضر ہو اور جبین حالتِ سجدہ میں اللہ کے آگے جھکی ہوئی ہو۔ جب سینہ آہوں اور سسکیوں کے طلاطم میں ہو، اور آنکھیں اشکبار ہوں۔ جب لبوں پر استغفار ہو اور جسم کے ہر خلیہ پر پشیمانی کے باعث لرزہ طاری ہو۔

یہ خوب صورت اشک توبہ کے آنسو ہیں اور یہ اس وقت بہتے ہیں جب کوئی شخص سچائی کے ساتھ اپنے رب العزت سے بخشش چاہے اور جب اس کے اعمال کی شرمندگی اس کے دل پر ضربیں لگائے اور اس کی پشیمانی اور احساسِ جُرم اسے ایک لمحہ بھی چین سے رہنے نہ دیں۔

توبہ ایک عبادت ہے، یہ ایک ایسا عمل ہے کہ جو آپ کے اللہ کو پسند ہے۔ یہ ایک عمل ہے جو دل میں حیا اور انکساری پیدا کرتا ہے۔ یہ عمل صرف اس وقت آتا ہے جب آپ اپنے سارے گناہ قبول کرتے ہیں اور ان پر شرمندہ ہوتے ہیں۔

سچّی توبہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے کیئے پر نہ

Marfat.com

صرف شرمندہ ہیں بلکہ اسے کبھی دوبارہ دہرانا بھی نہیں چاہتے ۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اِس نے آپ میں یہ ارادہ پیدا کیا کہ آپ زندگی بھر اب اس گناہ کے قریب نہیں جائیں گے ۔

ہمیشہ یاد رکھئے کہ توبہ کی طرف اٹھنے والا پہلا قدم اعترافِ گناہ ہے جب آپ اپنی غلطیوں کو تسلیم کریں گے ، تو تب ہی آپ اس کے لئے معافی مانگ سکتے ہیں ۔

لیکن کیا ہوگا اگر آپ آج کل کے بیشتر لوگوں کی طرح اپنی غلطیوں کو تسلیم نہ کریں ، اور اس کے بجائے بہانہ بازی کریں ۔ تو آپ کی توبہ، آپ کی پشیمانی اور آپ کا احساسِ جرم کہاں سے آئے گا ۔ یہ دراصل آپ کا غرور اور تکبّر ہے جو آپ کو اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنے سے روکتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی غلطیاں دوسروں کے سر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

مثلاً آپ کہہ سکتے ہیں یہ تو فلاں شخص تھا ، جس نے غبن کا یہ خیال میرے ذہن میں ڈالا تھا ۔ اس نے ہی اس کی منصوبہ بندی کی تھی " میں اس کا الزام کیوں اپنے سر لوں ، جب کہ میرا اس میں چھوٹا سا ہی حصہ ہے ۔"

Marfat.com

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ مہنگائی کتنی بڑھ گئی ہے، ایسے حالات میں کوئی بچوں کا سامنا کس طرح کرے۔ کیا ہوا اگر میں نے کچھ رقم جعلی کاغذات کے ذریعہ نکلوائی، کیا ایسا ہر معقول آدمی نہیں کر رہا، تو پھر ہم معافی یا سچی توبہ پر زور کیوں دیں؟

آج کل یہ گمراہ لوگ جو کرتے ہیں، وہ یہ ہے کہ یہ گناہ کا کام کرتے ہیں۔ اور پھر اپنے دل اور اپنے کانوں کو اُس پر بند کر دیتے ہیں۔ اس سے بے نیاز ہو کر کہ اُس گناہ سے اُن لوگوں پر کیا اثر پڑ رہا ہے جو ان کے اِرد گرد موجود ہیں۔ اس بات سے بے نیاز کہ اس سے اللہ کا نظام کس طرح بے توازن ہو رہا ہے۔ اس حقیقت سے بے نیاز کہ کوئی عظیم ہستی نہایت خاموشی سے جائزہ لے رہی ہے۔

وہ ہستی جو ان کے سب گناہوں سے آگاہ ہے خواہ وہ چھوٹا گناہ ہو یا بڑا، پوشیدہ ہو یا ظاہر، وہ ہستی جو تمام مخلوقات کے اعمال سے باخبر ہے۔ چاہے کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ہستی جو قصداً اپنی رسّی کو ڈھیلا چھوڑتی ہے۔ مگر جب وہ اُس رسّی کو

Marfat.com

کھینچتی ہے، تو پھر کوئی بھی اُس کے عتاب سے نہیں بچ سکتا۔

اے اُمتِ محمدی! آج کے لوگ کتنے بدبخت اور احمق ہیں۔ یہ کتنے شرم کی بات ہے، جب اللہ نے گناہوں کو دھونے کا ایک خوبصورت طریقہ آپ کو عطا کیا ہے۔ اپنے دل کے سیاہ دھبوں کو صاف کرنے کا طریقہ اور اپنے اللہ سے رجوع کرنے کا طریقہ دیا ہے، تو پھر آپ کا غرور، آپ کا تکبر اور دنیا کے لئے آپ کی حرص آپ کو توبہ کرنے سے کیوں روکتے ہیں؟

آپ اُن اشکوں کو کیوں روک رہے ہیں۔ پشیمانی کے اُن اشکوں کو جنہیں اللہ بہت پسند کرتا ہے۔ آپ کی آنکھیں اور آپ کے دل اتنے بند کیوں ہیں.. آپ اپنی سچی محبت سے اتنا دُور کیوں ہیں.... کون آپ کو روک رہا ہے؟ جب آپ کا اللہ آپ کا منتظر ہے... وہاں وہ آپ کے لئے موجود ہے تو پھر آپ کے اور اُس کے درمیان اتنے حجابات کیوں ہیں؟

اے اُمتِ محمدی! جب دنیا گہری نیند سو رہی ہو۔ جب چاند اپنی چاندنی خاموشی سے آپ کے کمرے

Marfat.com

میں پھیلا رہا ہو۔ جب ہر طرف مکمل تنہائی اور سکوت ہو،
تو پھر آرام سے اپنے بستر سے اُٹھیے اور اپنے اللہ کے آگے
کھڑے ہو جائیے، پھر قیام کی حالت سے رکوع میں
جائیے، رکوع سے سجدہ میں جائیے۔ اور پھر نہ صرف اپنا
سر جھکائیے بلکہ اپنا دل بھی جُھکائیے اور پھر آہستگی اور
نرمی سے اپنی تمام خطاؤں کا اعتراف کرنا شروع کیجئے۔
اپنے گناہوں کا، اپنے اللہ واحد کے دربار میں، سمیع و
بصیر کے دربار میں۔

اپنے لبوں کو الفاظ ادا کرنے دیں، لیکن آپ کے
دل کو آپ کے کہے ہوئے ایک ایک لفظ کی مکمل تصدیق
کرنی چاہیئے۔ اور پھر ان الفاظ کو اپنے دل میں طوفان برپا
کرنے دیں۔ اور پھر اس طوفان سے آنکھوں میں جواہر
کو آنے دیں۔ اور ان جواہر کو آنکھوں سے اشکوں کی
صورت میں بہنے دیں، توبہ کے آنسو، اپنے سینے کو
سسکیوں سے زیر و بم ہونے دیں۔ اور جسم کے ہر ایک
خلیے کو حالتِ پشیمانی میں کانپنے دیں۔

یہ سب کچھ ایک سچے دل سے ہونے دیں۔ اور
پھر آپ دیکھیں گے کہ کچھ ہی دیر میں آپ کا یہ کانپنا،

Marfat.com

سمسکتا جسم اُس کی بانہوں میں ہوگا۔ کیوں کہ جب آپ ان جواہر کو اپنے اللہ کے لئے بہلتے ہیں، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ آپ کی فریاد نہ سُنے اور آپ کو تنہا چھوڑ دے، یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ آپ کو اپنی بانہوں میں نہ لے اور ان اشکوں کو لے کر اپنے دل میں نہ رکھے۔

اے اُمّتِ محمدی! آپ ابھی تک کیا سوچ رہے ہیں؛ وہ کیا چیز ہے جو آپ کو جانے سے روک رہی ہے۔ جب کہ وہ ہستی وہاں آپ کو اپنی محبت بھری آغوش میں لینے کے لئے منتظر ہے۔ ان اشکوں کی منتظر ہے۔

جائیے اس کے پاس۔ ہر دن جائیے اور ہر رات جائیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ہی جواہر، توبہ کے یہی آنسو آپ کو بہت کم وقت میں سب سے زیادہ مال دار بنا دیں گے۔

میری دعا ہے کہ آپ سب اللہ کے عشق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مکمل طور سے مبتلا ہو جائیں۔

آمین!

Marfat.com

۱۴ مئی ۲۰۱۰ء

باب (۱۱۴)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب اور اُن سب کا رب ہے جو نُورِ محمدی سے پیدا کئے گئے تھے۔ بے شک اللہ ہی خالق ہے، سارے جہانوں کا المصوّر۔

درود و سلام ہوں قلبِ الٰہی کے نُور پر، اُس نُور پر جو تمام کائناتوں میں موجود ہے، جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نُور ہے، سچّے رسُول کا۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھر والوں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب کے لئے جو ایک بہت ہی مشکل وقت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور یہ مشکل انہیں اس لئے درپیش ہے کہ وہ خود کو اللہ کا عاشق کہلاتے ہیں۔

Marfat.com

جب آپ کہتے ہیں کہ "اے ربّی، اے میرے رسُول، مجھے آپ سے محبّت ہے"، تو توقع رکھیں کہ مصائب کا ایک سیلاب آپ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ایک بپھری ہوئی موج کی طرح۔ یہ ہے صورتِ حال۔ یہ ہے وہ ردِّعمل جو یہ دنیا اللہ اور اس کے رسول کے عاشقین کے معاملے میں ظاہر کرتی ہے۔

کیا آپ کی نظر میں یہ عجیب نہیں ہے۔؟ یہ مصائب اور مشکلات انہی لوگوں کی طرف سے ہوتی ہیں جو ان عاشقوں کے اِرد گرد موجود ہیں، اور ان میں اکثر کا تعلق اسی مذہب سے ہے۔ وہ بھی کلمہ گو ہیں اور مذہبی عقائد کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ تو پھر کیوں وہ اپنے اللہ کے نام، اُس کے ذکر اور اُس کی محبّت کی مخالفت کرتے ہیں؛

یہ وہی لوگ ہیں جنہیں جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو طویل سجدے کرتے ہیں اور اپنے اللہ سے لمبی دُعائیں مانگتے ہیں، لیکن جونہی اس مصیبت سے چھٹکارا پاتے ہیں، ان کا رویّہ لمحوں میں بدل جاتا ہے۔ ان کے طویل سجدے غائب ہو جاتے ہیں، اُن کی دُعائیں بند ہو جاتی ہیں۔ اُن

Marfat.com

کی وہ محبّت جس کا وہ مصیبت کے وقت مظاہرہ کر رہے تھے، وہ ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔

پھر ہر چیز بدل جاتی ہے، جیسے ہی مصیبت ختم ہوتی ہے، تو وہ پھر سے اپنے اس آرام دِہ ریشمی خول میں لوٹ آتے ہیں جو انہوں نے اپنے اِردگرد بنا رکھا ہے۔ یہ ریشمی خول دنیا کی وہ لذّتیں ہیں جو انہیں اس طرح جکڑ لیتی ہیں کہ اُن کا ذکر اللہ پیچھے رِہ جاتا ہے اور دنیا کا بے سرو پا شور ان کے دلوں اور ذہنوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

یہ صورت حال ان لوگوں پر اگلی مصیبت کے آنے تک برقرار رہتی ہے جب وہ اپنے اللہ کی طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے، اپنے طویل سجدوں اور لمبی دُعاؤں کے ساتھ۔ اگر وہ خود اپنے معاملات میں اس قدر مصروف ہیں، تو پھر دوسروں کو ذکر اللہ سے کیوں روکتے ہیں؟

وہ دوسروں کو اللہ کے پیغام، اللہ کے نُور کو پھیلانے سے کیوں روکتے ہیں؟ وہ ان عاشقوں پر مختلف قسم کے لیبل کیوں چسپاں کرتے ہیں؟ وہ ان کی سرزنش کیوں کرتے ہیں یا ان کا مذاق کیوں اڑاتے ہیں؟ اس کا سادہ جواب

Marfat.com

یہ ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی انہیں اللہ کی یاد دلائے۔
یہ یاد دہانی اُن کے لئے تکلیف دِہ ہے، کیوں کہ اُن کی نظر میں اس سے اسلام اُن کی آزادی پر بہت سی پابندیاں لگاتا ہے۔ وہ اپنی پسند کے مطابق لباس نہیں پہن سکتے۔ وہ اپنی پسند کے مطابق بات نہیں کر سکتے، وہ اپنی پسند کی زندگی نہیں گزار سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ انہیں کوئی اللہ اور اُس کی تعلیمات کی یاد دلائے۔
یہ ان لوگوں کی طرح ہیں جو جب اللہ کے عاشقین کے پاس جاتے ہیں تو ان کی آنکھیں، کان اور دل سب کے سب مضبوطی سے بند ہوتے ہیں جس واحد چیز کو یہ کھلا چھوڑ دیتے ہیں وہ ہے اُن کی زبان، جسے یہ آزادی سے اِدھر اُدھر لہراتے رہتے ہیں۔ یہ زبانیں اس تیزی سے حرکت کرتی ہیں کہ اللہ کا نام سُنائی نہیں دیتا۔ یہ زبانیں حجتیں پیش کرتی ہیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت نہ پھیلے۔ یہ زبانیں زہر افشانی کرتی ہیں، تاکہ اللہ کے نام کی مٹھاس کو محسوس نہ کیا جا سکے۔
یہ اس چھوٹی سی کنکری کی مانند ہیں جو ہو سکتا ہے،

Marfat.com

کہ کسی عالیشان پہاڑ کی چوٹی پر ہو، جو جب نیچے کی طرف دیکھے تو خود کو پوری دنیا سے بالاتر جانے، سب سے بلند ترین مقام پر۔

لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے اگر کسی نے اس چھوٹی سی کنکری کو پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا ہو، وہ بہرحال ایک چھوٹی سی کنکری ہی تو ہے۔ زمین کی ہلکی سی جُنبش آسانی سے اس چھوٹی سی کنکری کو اُٹھا کر ایک انتھائی کھائی میں پھینک سکتی ہے، اور دیکھئے تو ذرا کہ کیا اس تباہی سے اُسے کوئی بچانے والا ہوگا؟

ہمیشہ یاد رکھیئے کہ اونچائی سے گِرنا بہت تکلیف دِہ ہے، اللہ انہیں جو بھی بلند مقام عطا فرماتا ہے، یہ لوگ تکبّر کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ سوچ کر یہ مقام انہیں اپنی کوششوں اور ذہانت سے حاصل ہوا ہے۔ وہ بڑی آسانی سے یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ ان کا اللہ ہی ہے جس نے انہیں اس مرتبے پر بٹھایا ہے، یہ اللہ ہی کا کیا ہوا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ پر کوئی احسان کیا ہے جس کا بدلہ اللہ نے ان کو دیا ہے۔ وہ کیوں یہ بھُول جاتے ہیں کہ وہ اس مقام پر اس لئے ہیں کہ یہ اللہ کی مرضی

Marfat.com

ہے۔ اور اگر وہ چاہئے تو ایسے لوگ چند ثانیوں میں بلندیوں سے پستی میں آسکتے ہیں۔ اگر اللہ کی مرضی نہ ہو تو کیا وہ اپنے طور پر ایک پائی بھی کما سکتے ہیں؟ اگر اللہ نہ چاہے تو کیا وہ ایک بھی سجدہ زمین پر کر سکتے ہیں؟ اگر اللہ نہ چاہے تو کیا وہ اپنا ایک عضو بھی ہلا سکتے ہیں؟ یا ایک سانس بھی لے سکتے ہیں؟

جب ان کی بے بسی کا یہ عالم ہے تو پھر اتنا غرور کیوں؟ اتنا تکبّر کیوں؟ اللہ ان بند آنکھوں اور بند دلوں کا کھولنا خوب جانتا ہے۔ جب تک یہ دنیا میں ہوتے ہیں، یہ اللہ کی حمد و ثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کو برداشت نہیں کرتے۔ یہ اللہ کے ذکر پر دنیا کے شور شرابے کو ترجیح دیتے ہیں۔

اللہ کا نام ایسے لوگوں کی سماجی حیثیت سے مطابقت نہیں رکھتا۔ وہ یہ پسند نہیں کرتے کہ انہیں قدامت پسند کہا جائے۔ یا اُن پر "اولڈ فیشنڈ" ہونے کا لیبل لگے۔ مذہب پر بات کرتے یا اخلاقیات پر گفتگو کرتے ہوئے۔ تو اس طرح ان کے کان بند ہیں، اُن کی آنکھیں بند ہیں اور اُن کے دل بند ہیں۔

Marfat.com

لیکن جس وقت ملک الموت اُن بند آنکھوں میں جھانکتا ہے، جب اس کی جنگھاڑ اس کے بند کانوں میں پہنچتی ہے، اور اس کے پنجے اس کے بند دل میں سوراخ کرتے ہیں۔ تو پھر لمحوں کے اندر ان کے تمام بند اعضاء کھل جاتے ہیں۔ آنکھیں فرشتوں کے اس گروہ کو دیکھ لیتی ہیں جو ملک الموت کے ہمراہ آتے ہیں۔ کانوں کو دوسری دنیا کی آوازیں سُنائی دیتی ہیں، اور دل کو واضح طور سے اُن شعلوں کی حِدّت محسوس ہوتی ہے جو اس کی روح کے منتظر ہیں۔

اس وقت آنکھیں کھلی ہوتی ہیں، کان کھُلے ہوتے ہیں، لیکن زبان بند رہتی ہے۔ اب آدمی اپنے آگے سب کچھ دیکھتا ہے۔ وہ پیغام موت کو سُنتا ہے لیکن وہ یہ سب کچھ کسی اور کو بتا نہیں سکتا۔ وہ کسی کو مدد کے لئے نہیں کہہ سکتا۔ وہ کسی پناہ گاہ میں نہیں جا سکتا۔ وہ بس برف کی طرح منجمد ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا ذہن پوری طرح آگاہ رہتا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے اِرد گرد کیا ہو رہا ہے۔

یہ وہ وقت ہے جب اس کی آنکھیں خوف اور

Marfat.com

شرم کے مارے رونا چاہیں گی، لیکن وہ خشک ہی رہیں گی۔ اس کا گلا چیخنا چاہے گا، لیکن اس کے گلے سے ایک سرگوشی بھی نہیں نکلے گی۔ وہ دوسری دُنیا سے آنے والی بلند چیخوں سے بچنے کے لئے اپنے کانوں کو ڈھانپنا چاہے گا، لیکن اس کے کان بند نہیں ہونے پائیں گے۔ کتنی بے بس ہو گی اس کی رُوح! کتنی بدنصیب ہو گی اس کی رُوح!

تو یہ ہے شروعات اس آدمی کے درد و الم کے اُس لمبے سفر کی جو اسے برزخ کی پوری زندگی کے دوران درپیش ہو گا۔ یہی وہ سزا ہے جو وہ اپنی ساری ابدی زندگی کے دوران بھگتے گا، دکھ اور پشیمانیوں پر مشتمل سزا، کاش کہ توبہ کے دروازے اس پر بند ہونے سے پہلے وہ اس بات کو سمجھتا۔

وہاں ایک اور بھی انعام ہے۔ بہت ہی خاص انعام جو وہاں ایک نہایت ہی خاص قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔ یہ انعامات اللہ سے نسبت رکھنے والوں لوگوں کے لئے ہیں۔ اللہ کے ہیرے جواہرات کے لئے۔ اللہ کے معصومین کے لئے۔ یہ انعامات کیا ہیں، اس کا

Marfat.com

علم تو صرف اللہ ہی کو ہے۔

یہ راز اللہ اور اس کے عاشقوں کے درمیان ہے۔ معشوق اور اس کے عاشق کے درمیان ہے۔ جب انہوں نے اپنا سب کچھ اللہ کے حوالے کر دیا ہے، تو اللہ کو اس کا بدلہ کس طرح دینا چاہیئے؟ جب انہوں نے اپنا سب کچھ، یعنی دنیا، دھن، دولت، رشتے، ناطے سب اللہ کی خاطر چھوڑ دیئے ہوں، تو اللہ کو اس کا بدلہ کس طرح عطا کرنا چاہیئے؟ جب اُن کا واحد اثاثہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو، تو اللہ کو اس کا انعام کس طرح دینا چاہیئے؟

اللہ اس کا بدلہ ان کو ایک بہت ہی خاص تحفے کی صورت میں ادا کرے گا۔ اور وہ انعام خود اللہ کی ذات ہے۔ جب وہ کہتے ہیں "میں اللہ کا ہوں"، تو پھر اللہ بھی فرماتا ہے "میں تمہارا ہوں"۔ اور یہ بھی نہ بھولیئے کہ اللہ کبھی کھوکھلے الفاظ استعمال نہیں کرتا۔ وہ کبھی ایسی بات نہیں کرتا جو وہ نہ کرنا چاہتا ہو۔ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ کیا یہ لوگ اس زندگی کے لئے کچھ مزید طلب کر سکتے ہیں یا اپنی ابدی زندگی کے لئے؟

Marfat.com

اے اُمّتِ محمدی! صبر اور نہایت مضبوط ایمان، یعنی ایمانِ محمدی ہی اللہ کی راہ پر چلنے کے لئے ایک گاڑی ہے۔ اس گاڑی کا ایندھن اللہ کی محبت ہے۔ اس گاڑی کے پہیّے سُنّہ اور تعلیماتِ قرآن ہیں۔ اور گاڑی کی بتّیاں عشقِ محمدی ہیں۔

بس یہ ساری چیزیں حاصل کرلیں۔ اور پھر آپ بلا تاخیر اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے۔ ابدی سُکھ اور آرام کی منزل، امن و سکون کی منزل، جو ابدی عشق اور سرور کی منزل ہے۔

جس وقت اللہ نے اس دُنیا کو پیدا فرمایا تھا، تو اس کا کوئی مقصد تھا۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کرتا ہے، اس کے پیچھے ہمیشہ کوئی مقصد ہوتا ہے، سبب ہوتا ہے۔ کچھ ظاہری اور کچھ پوشیدہ۔ اس دنیا کو بنانے کا ظاہری مقصد مخلوقات کو اپنے خالق سے آشنا کرانے کا تھا۔ باہم اتحاد و اتفاق سے رہنے کے لئے، اپنے اِردگرد رہنے والوں میں عشق و محبت پھیلانے کے لئے۔

بڑے افسوس کا مقام ہے کہ آج کا انسان یہ بھول گیا ہے کہ اُسے کیوں پیدا کیا گیا اور اُسے اِس

Marfat.com

دنیا میں کیوں بھیجا گیا تھا۔ اللہ کا بنایا ہوا نظام تو وہی ہے، سورج ہمیشہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے۔ موسم چار ہیں اور یہ وقت کے خاتمے تک چار ہی رہیں گے۔ وقت ہمیشہ آگے ہی جاتا ہے اور کبھی نہیں رُکتا۔ ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں۔ دن کے خاتمہ پر رات آتی ہے اور رات گزر جانے پر دن کا آغاز ہوتا ہے۔

ہر چیز وہی ہے، سوائے دلوں کے جو روزانہ بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں۔ یہ دل اس زمین سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ہیں۔ اس صدی کے لوگوں کے ہیں۔ دلوں کی یہ تبدیلی ہر آن، ہر لمحہ جاری ہے۔

یہ ایک غیبی ہوا کے مانند ہے جو بڑی تیزی سے اس زمین کو ہڑپ کر رہی ہے۔ یہ بے ایمانی اور بے وفائی کی ہوا ہے۔ اللہ سے بے وفائی کی۔ اپنے پروردگار سے بے وفائی، کیوں کہ آپ میں سے ہر ایک اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کا خالق کون ہے۔ وہ اس حقیقت کو ازل سے جانتے ہیں جب وہ ابھی عالمِ ارواح میں تھے۔

لیکن اب جب کہ وہ اس دنیا میں ہیں، تو وفاداری کے الفاظ بدل گئے ہیں۔ اُن کی عبادت بدل گئی ہے۔ یہ

Marfat.com

اب بُت پرستی میں تبدیل ہو گئی ہے، اور یہ بُت دنیا کے جھوٹے خدا ہیں، روپیہ پیسے کا خدا، محلات اور سونے چاندی کا خُدا، دولت وشہرت کا خدا۔ یہ ہیں وہ خدا جن کے آگے آج کے انسان اپنا سر جُھکا رہے ہیں، یہ ہے اُن کی سجدہ گاہ!

اور یہ احمق سمجھتے ہیں کہ محض "میں اللہ کو مانتا ہوں"۔ جیسے کھوکھلے الفاظ کہہ دینے اور درحقیقت دُنیاوی خداؤں کے آگے جھکنے سے کیا وہ اپنے اللہ کو دھوکہ دے سکتے ہیں؟ یہ دھوکہ دراصل وہ اپنے آپ کو دے رہے ہیں۔

اس دھوکے کا انجام ہر روز قریب تر آرہا ہے۔ ہر لمحہ، ہر لحظہ انصاف کی گھڑی کو قریب تر لا رہے ہیں۔ وہ گھڑی جب جھوٹ کو سچ سے الگ کیا جائے گا۔ جب بے وفائی کو وفا سے علیحدہ کیا جائے گا۔ جب ظلم کو مظلوم سے جُدا کیا جائے گا۔

اے اُمّتِ محمدی! سال مہینوں میں بدل گئے ہیں، مہینے ہفتوں میں بدل گئے ہیں، ہفتے دِنوں میں اور دن لمحوں اور ثانیوں میں بدل گئے ہیں۔ تقدیر کے لکھے کو کون

Marfat.com

روک سکتا ہے جو آپ سب کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے، تمام حدوں اور سرحدوں کو لتاڑتا ہوا، ایک سیلابی ریلے کی طرح، ہر ایک کو ہمیشہ کے لئے بہا کر لے جانے کو تیار۔

وقت کے خاتمے کی اس ہولناکی کو کون روک سکتا ہے؟ بس کچھ عرصہ اور انتظار کریں۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے وقت کا کوئی وجود باقی نہیں رہے گا۔

اللہ آپ سب کو ہر وقت اپنی پناہ میں رکھے۔ اپنی محبت کی چادر میں لپیٹے رکھے۔ دل میں ایک مضبوط ایمان کے ساتھ، جو آپ کو آخر کار اُس کے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جائے گا۔

آمین!

Marfat.com

۱۲ر مئی ۲۰۱۰ء

باب (۱۱۵)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو رحیم، کریم ہے اور جو سب کچھ جانتا ہے۔ وہ ان تمام چیزوں کا خالق ہے جو کبھی بھی پیدا کی گئی ہیں اور پیدا کی جائیں گی۔ تمام قوتیں اسی کے پاس ہیں۔

درود و سلام اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر، اللہ کے حقیقی محبت پر۔ اُن پر جو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا اللہ انہیں جاننے کے لئے چاہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اُن کا علم کثیر اور حقیقی ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی اُن سب پر ہو جو اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتیں اور نعمتیں سمیٹنے کے لئے یہاں موجود ہیں، جو اِن محفلوں میں آپ سب پر متواتر برسائی جا رہی ہیں۔

Marfat.com

کیا آپ نے کبھی کوئی شعلہ دیکھا ہے کہ وہ کس طرح جلتا ہے؟ جب آپ کوئی شمع جلاتے ہیں تو اس سے جو شعلہ پیدا ہوتا ہے اُس کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے۔ یعنی ہر اس چیز کو جلا دینا جو اُس کے قریب جائے۔ یہ اسی شدت سے ہر اس چیز کو جلا دیتی ہے جس کو یہ مس کرے۔ ایسا ہر گز نہیں ہے کہ اس کی شدت کسی کے لئے کم اور کسی کے لئے زیادہ ہو۔

اس کا انحصار تو اس چیز کی ماہیئت اور فطرت پر ہے کہ وہ دھیرے دھیرے جلے یا تیزی سے۔ مثلاً آپ اگر کوئی کاغذ اس شعلہ پر رکھتے ہیں تو وہ بڑی تیزی سے جل کر راکھ ہو جائے گا۔ لیکن اگر آپ اس شعلہ پہ ایک سوئی رکھیں گے، تو وہ جلنے یا تبدیل ہونے میں کچھ دیر لگائے گی۔

دونوں چیزوں کے لئے شعلے کی شدت ایک ہی ہے۔ لیکن چیزوں کی ماہیت یا فطرت جلانے کے عمل کو دھیما یا تیز کرتی ہے۔ یہی معاملہ اللہ کی محبت کے شعلے کا ہے۔ یہ شعلہ سب کے لئے موجود ہے۔ اس کی شدت ایک جیسی ہے، لیکن جلانے کے عمل کا انحصار دلوں کی ماہیت اور فطرت پر ہے: کچھ دھیرے دھیرے جلتے ہیں اور کچھ

Marfat.com

بڑی تیزی سے۔

لیکن اس جلائے جانے کے لئے انسان کے لئے خود کو اس شعلے کے حوالہ کرنا ضروری ہے جس کے وہ قریب جاتا ہے۔ یعنی اس کے قریب رہنا ضروری ہے، تاکہ وہ اس کی شدت کو محسوس کرے۔ جب کوئی شمع جلتی ہے، تو وہ مکان کو روشن کرتی ہے، تاریکی اس سے بھاگ جاتی ہے، اور اطراف کی ہر چیز دکھائی دیتی ہے۔

یہ اس شمع کا مقصد ہے۔ جب کوئی شئے اس شعلے سے مَس ہوتی ہے، تو وہ شعلہ پکڑتی ہے اور جلنا شروع کر دیتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ شمع کا شعلہ اور وہ شعلہ جو اس چیز کو جلا رہا ہے، دونوں یکجا اور ایک ہو جاتے ہیں۔ یہ وحدت شعلے میں شدت پیدا کرتی ہے جس سے اطراف کا ماحول زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔

اللہ کی روشنی تقریباً اس جیسی ہی ہے، لیکن مذکورہ تعریف سے کچھ مختلف بھی ہے۔ اللہ کی محبت کا شعلہ پورے جہاں کو روشن کرتا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ اُس میں کون رِہ رہا ہے۔ یہ سب کے لئے ہے اور بغیر رُکے ہی روشن ہے۔

Marfat.com

اس شعلے کی ایک اور خوبی بھی ہے۔ وہ یہ کہ اس کی روشنی جس پر بھی پڑتی ہے، اُسے متاثر کرتی ہے۔ ایک طرح سے اس کے معنی یہ ہوئے کہ تمام دل یہ اثر لے لیتے ہیں۔ کیوں کہ یہ روشنی اُن سب کے لئے ہے جو اس دُنیا میں موجود ہیں۔

پھر ایسا کیوں ہے کہ بہت سے لوگ اس روشنی کی طرف آتے ہیں، جب کہ ہزاروں ایسے بھی ہیں جو اس کے اثر کو نظر انداز کرتے ہیں، اور اس شعلے سے دُور رہتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں، یہ درست ہے کہ اس شعلے کا ایک زبردست اثر ہے، جو دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی انسانوں کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ اس شعلے کی طرف نہ دیکھیں۔ یعنی اگر وہ اس شعلے کی طرف نہیں دیکھتے، تو وہ اس سے اثر انداز نہیں ہوتے۔

اللہ کے عشق کے شعلے کو نظر انداز کرکے وہ اپنی پسند کی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اپنی مرضی کی زندگی۔ یہ لوگ ایک بڑی محتاط زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کا ایک ایک عمل اس طرح کا ہوتا ہے کہ انہیں زیادہ سے زیادہ فائدہ مل سکے۔ دوسروں کے ساتھ ان کے ہر ایک معاملے یا تعلق کے پیچھے

Marfat.com

ایک پوشیدہ محرک ہوتا ہے، جو یہ ہے کہ: "اس میں میرا کیا فائدہ یا مجھے کیا ملے گا؟"

اگر اس میں فائدہ ہے تو معاملہ مکمل ذہنی تیاری اور دلجمعی سے کیا جاتا ہے۔ زبان میٹھی اور رویہ دوستانہ ہو جاتا ہے۔ اور اخلاق میں تواضع کی جھلک نمایاں ہو جاتی ہے۔ لیکن جیسے ہی فائدہ حاصل ہو جاتا ہے، تو رویوں اور زبان میں تبدیلی آجاتی ہے۔ الفاظ سخت، رویہ ٹھنڈا اور دونوں کے درمیان موجود گرمجوشی ختم ہو جاتی ہے۔

دلوں کی سرد مہری نے آج کے انسان کو رشتوں کے حوالے سے بے حس کر دیا ہے۔ ان ٹھنڈے دلوں میں کسی کے لئے کوئی احساس نہیں ہے۔ ان میں کوئی رحم نہیں، درد نہیں، محبت نہیں۔ یہ دل مکمل طور سے خالی ہیں، کسی بھی مثبت احساس اور جذبہ سے محروم۔

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ ایسے ٹھنڈے دلوں کا اعمال نامہ کس طرح کا ہوتا ہے؟ جب کوئی نماز بغیر کسی جذبہ یا احساس کے پڑھی جاتی ہے، تو آپ کے خیال میں اس طرح کی نماز کا نتیجہ کیا ہونا چاہیئے؟

یہ ہمیشہ یاد رکھئے کہ آپ جو بھی عبادتیں کرتے ہیں

Marfat.com

اس سے آپ کے اِرد گرد بڑی توانائی پیدا ہوتی ہے ، صحیح قسم کی عبادت سے بہت زیادہ مثبت توانائی پیدا ہوتی ہے ۔ یہی وہ توانائی ہے جو آپ کی رُوح کو سکون واطمینان مہیا کرتی ہے ۔ جس سے آپ کی زندگی میں خوشی واطمینان آجاتا ہے ۔

لیکن جو عبادت برائے عبادت کی جاتی ہے اور اس میں کوئی جذبہ نہ ہو، تو آپ کے خیال میں وہ کس قسم کی توانائی پیدا کرے گی ؟ ہوسکتا ہے کہ اس طرح کی بے جان عبادت سے آپ کی ذمہ داری پوری تو ہوتی ہو، لیکن کیا یہ آپ کو کوئی فائدہ پہنچائے گی ؟ کیا دنیا میں یا آخرت میں یہ آپ کے کوئی کام آئے گی ؟

یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کوئی کھڑی ہوئی سائیکل چلا رہے ہوں ، وہ سائیکل جو کسی جگہ کھڑی ہو ۔ آپ اس کے پیڈل پہ چاہے کتنا ہی زور لگائیں ، لیکن وہ آپ کو کہیں نہیں لے جائے گی ۔ آپ صرف ایک ہی جگہ رُکے رہیں گے ، کسی منزل تک پہنچے بغیر ۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم اپنی عبادات کو کس طرح بامقصد بنائیں ۔ ان میں سے کس طرح اپنے احساسات اور

Marfat.com

جذبات کو شامل کریں۔ اگر آپ نے اللہ کی محبت کی گہرائی کو جذب نہیں کیا ہے تو آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس میں بھلا کس طرح جذبات اور احساسات ڈال سکتے ہیں۔ یعنی اگر آپ نے اللہ کی محبت کا تجربہ نہیں کیا ہو، آپ نے اُس کی محبت کی طرف اپنے دل کو ہر وقت بند کئے رکھا ہو، تو یہ کیسے ممکن ہے۔

آج کی دنیا کا انسان ایک بہت اچھا تاجر ہے، وہ زیادہ سے زیادہ کمانا جانتا ہے۔ وہ اس دُنیا میں دنیاوی منافع حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے ذرائع اور طریقے استعمال کرتا ہے۔ وہ رشوت لیتا ہے، رشوت دیتا ہے۔ وہ سود لیتا ہے، جھوٹ بولنے اور فریب دینے سے نہیں ہچکچاتا۔ اور وہ یہ سب کچھ اپنی دولت بڑھانے کے لئے کرتا ہے۔

بے شک وہ اس دنیا کا ایک اچھا بزنس مین ہے۔ جو اپنا ایمان اور اپنی اقدار کا سودا مال و دولت کے لئے کرتا ہے۔ لیکن وہ اپنی آخرت کی زندگی کے لئے بھی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ آج کے انسان کو نماز پڑھتے، خیرات کرتے، حج و عمرہ کے لئے جاتے بھی دیکھتے ہیں، تاکہ اس کی اخروی زندگی کے

Marfat.com

منافع میں بھی اضافہ ہو۔

وہ جانتا ہے کہ مکہ میں پڑھی جانے والی ایک نماز ہزاروں نمازوں کے برابر ہے، تو پھر کیوں نہ وہاں جاکر یہ منافع کمایا جائے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اگر آپ نے ایک مسجد بنوائی تو اس کا کتنا ثواب ہے، یا اگر آپ قرآن پاک کے فلاں حصہ کا وِرد کریں گے تو آپ کا منافع دگنا ہو جائے گا۔

تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے دین کے اُن تمام اچھے سَودوں سے واقف ہے، جن سے اسے بڑے منافع اور ثواب مل سکتا ہے۔ عام طور سے ایسے لوگ عبادت کے صرف عملی پہلو پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں، صرف الفاظ کو دہراتے ہیں، ان کے معنی سمجھے بغیر۔

اگر آپ کچھ الفاظ کے معنی نہیں جانتے، تو پھر آپ انہیں اپنے دل سے نکلے ہوئے الفاظ کس طرح کہہ سکتے ہیں؟ بے شک ایسی عبادتیں کھوکھلی، اندر سے بالکل خالی اور کسی بھی قسم کے احساس و جذبات سے عاری ہیں۔ یہ عبادتیں دینے کے بجائے لینے کی خاطر کی جاتی ہیں۔

کیا آپ نے کسی بچے کو اپنے کھلونوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا ہے؟ ہوسکتا ہے اس کے پاس کوئی کھلونا

Marfat.com

بلّی ہے یا کھلونا خرگوش ہو۔ اب جب اسے چلایا جاتا ہے تو اس سے آوازیں نکلتی ہیں جس سے بچّہ خوش ہوتا ہے۔

لیکن اگر اس بچّے کے پاس اپنا اصلی پالتو جانور ہو تو وہ کبھی اپنے کھلونوں کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس کی یہ پالتو بلّی یا خرگوش جذبات و احساسات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ یہ اگرچہ کھلونوں کی طرح رنگ برنگی روشنی اور حیوانی آوازیں تو نہیں نکال سکتے ہوں، لیکن یہ بچّے کو محبّت دیتے ہیں۔ یہ بچّے کے پاس آکر اُسے محبّت بھری نظروں سے دیکھتے ہیں۔

بچّہ چاہتا ہے کہ اسے چاہا جائے، اور وہ اُس چاہت کو لوٹانا بھی جانتا ہے۔ حتیٰ کہ چھوٹا سا بچّہ اور ایک حیوان جو آپس میں بات چیت نہیں کر سکتے، وہ بھی محبت کی یہ زبان سمجھتے ہیں۔

فرض کریں کہ کوئی بچّہ جب گھر لوٹتا ہے اور وہاں اپنے پالتو جانور کو نہیں پاتا، تو اس بچّے کی پریشانی دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ یا جب وہ بچّہ خدانخواستہ بیمار پڑ جاتا ہے، تو اس کا پالتو جانور فوراً اس کی کیفیت کو سمجھ لیتا

Marfat.com

ہے۔ اور کسی نہ کسی طور اس سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ ایک چھوٹا بچہ بھی احساس وجذبات کو سمجھتا ہے۔ حتیٰ کہ بے زبان جانور بھی اس کو جانتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج کا انسان اس خزانے سے محروم ہے، کیوں اس کا دل خالی ہے؟ اس کی عبادتیں کیوں کھوکھلی ہیں؟ وہ ایک کھوکھلی زندگی کیوں بسر کر رہا ہے؟ ایک دکھاوے کی زندگی، اور وہ یہ جھوٹ کیوں بولتا ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہے؟

یہ اس لئے ہے کہ وہ ایک میکانکی انسان ہے، جس کا تعلق ایک میکانکی دور سے ہے۔ اس کے تمام افعال واعمال اور جذبات اس دنیا کے ترازو میں تولے جاتے ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ ہر چیز اور ہر آدمی اسے فائدہ پہنچائے۔ اس کا اپنا کسی صورت بھی نقصان نہ ہو، چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

اُس کے تمام اعمال بھی میکانکی ہیں، بغیر احساسات اور جذبات کے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک مشینی کھلونے کی طرح حرکت کرے، توجہ اپنی طرف کھینچنے کے لئے

Marfat.com

وہ غل غپاڑہ کرے اور جگمگاتی روشنیاں پھینکے۔ لیکن وہ ہر قسم کے جذبات و احساسات سے عاری ہے، وہ اپنے سوا کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔

کیا ہوگا اگر آپ کو کوئی خوبصورت تحفہ پیش کرتا ہے، جو ایک رنگین کاغذ اور رنگ برنگے ربنوں میں لپٹا ہوا ہے۔ لیکن جب آپ اس تحفے کو کھولنے کے لئے ڈبے کا ڈھکن اٹھاتے ہیں، تو اُسے بالکل ہی خالی پاتے ہیں، یعنی اس میں آپ کے لئے کچھ بھی نہیں! یقیناً آپ مایوس ہوں گے، اس تحفے سے بہت ہی مایوس۔

مگر آپ کا اللہ کبھی مایوس نہیں ہوتا، کیوں کہ وہ جانتا ہے، وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ آپ کے اعمال کیا ہیں اور ان کے پیچھے کیا نیت ہے۔ وہ آپ کی عبادتوں کے تحفے والی آرائشوں کو جانتا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس ڈبے کے اندر کیا ہے!

یہ دراصل ایک دھوکا ہے کہ جو آج کا انسان خود اپنے آپ کو دے رہا ہے۔ وہ اپنی ذمہ داریوں سے بہت مطمئن ہے۔ ان نمازوں سے جو وہ بغیر سمجھے ادا کر رہا ہے۔ وہ اپنی خیراتوں پر بھی فخر کرتا ہے۔ ان خیراتوں پر جو وہ اس

Marfat.com

لئے کرتا ہے کہ لوگ اسے غنی سمجھیں اور اس کے لئے اس کی عزت کریں۔

وہ اپنے حج وعمرہ کو جنت میں داخلے کا ٹکٹ سمجھتا ہے۔ اس بات کا احساس کئے بغیر کہ وہ پیسہ جو اس نے مقدس مقامات پر جانے کے لئے خرچ کیا ہے، وہ کبھی جائز نہ تھا۔ اور دوسروں کے حقوق سلب کر کے کمایا گیا تھا۔

یہ ہے آج کا انسان، جو احمقوں کی جنت میں رہتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ وہ ہر ایک کو اور سب کو بے وقوف بنا سکتا ہے۔ دراصل اس کے تمام اقدامات اس کے ٹھنڈے دل کا نتیجہ ہیں۔ اس دل کا جسے وہ اللہ کی روشنی سے بچاتا ہے۔ اس کی محبت کے شعلے سے بچاتا ہے۔ جب یہ روشنی اس کے دل میں داخل نہیں ہوتی، تو تاریکی اس میں آجاتی ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ تاریکی میں کس کا بسیرا ہے۔

وہ اپنے دل کو محبت کے اس شعلے سے بچاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کا دل برف کی طرح ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ برف کو کوئی موڑ نہیں سکتا۔ جب کبھی آپ کسی چیز کو نقطۂ انجماد والے درجۂ حرارت میں رکھتے ہیں تو

Marfat.com

وہ سخت ہو جاتی ہے اور اس کی نرمی ختم ہو جاتی ہے۔

یہ بالکل ایسا ہی ہے۔ اپنے دل کو محبت کے شعلے سے دُور رکھیں اور وہ برف کی طرح ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اس کی ساری نرمی غائب ہو جائے گی۔ اب چاہے ایسے دلوں کے اِردگرد کچھ بھی ہو جائے، وہ تبدیل نہیں ہوں گے۔ اُن میں نرمی اور لچک پیدا نہیں ہوگی۔

اس دنیا کے لوگوں کا دل ایسے ہی ہے۔ بے حس اور بے درد۔ چاہے وہ کتنے ہی نوافل پڑھیں، کتنے ہی حج و عمرہ ادا کریں، اُن کے دلوں کی حالت وہی رہے گی۔ اُن کے اعمال وہی رہیں گے۔ یعنی اُن کے اعمال بھی اُن کے دلوں کی طرح خالی اور کھوکھلے رہیں گے۔

ان لوگوں کے لئے ایک امید ہے، ایک موقع ہے، لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے، انہیں کچھ دینا پڑے گا۔ اور وہ ہے ان کا دل۔ انہیں یہ دل محبت کے شعلے کے قریب رکھنا ہوگا، تاکہ اس کی حدت سے ٹھنڈے دل گرم ہونا شروع ہوں۔ جس وقت بھی یہ برف پگھلنا شروع کر دے، دلوں میں نرمی اور گدازی اُبھرنا شروع ہو گی۔ یہ پہلا زینہ ہونا چاہیئے۔ یعنی اللہ کے عشق کو تسلیم

Marfat.com

کرنا۔ اب جیسے ہی دل پگھلنا شروع کر دیں، تو انہیں شعلے کے قریب تر لے جائیں، تاکہ انہیں گرمی پہنچے۔ اب یہ گرمی زیادہ گہرائی میں دل کے اندرونی حصّے میں جانا چاہیئے، اور اس گرمی سے بھاپ پیدا ہونا چاہیئے۔

یہی ہے وہ بھاپ، جس سے جذبات و احساسات جنم لیتے ہیں۔ وہ احساسات جو آپ کو آپ کے اللہ کی محبت کے بارے میں بتائیں گے۔ وہ احساسات جو آپ کے دل سے اُبھر کر آپ کی آنکھوں کے راستے گریں گے۔ دوسروں کے دردوں کا احساس دلائیں گے ــــ وہ احساسات جو آپ کو غیر جانبدرانہ طریقہ سے اپنی ذات میں جھانکنے کو کہیں گے۔ وہ احساسات جو آپ کو پشیمان ہونے اور رونے کو کہیں گے۔ یہ ہے پورا طریقہ کار۔

محبت کا شعلہ ٹھنڈے دل کو پگھلا دیتا ہے، اُسے نرم و گداز کر دیتا ہے۔ جذبات و احساسات کا بھاپ پیدا کرتا ہے۔ جو آنسو بن کر آنکھوں سے بہتے ہیں، یہ وہ آنسو ہیں جو آپ کے نامۂ اعمال سے کالے کرتوتوں کو صاف کرتے ہیں اور جواہر کی طرح چمکتے ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی! اپنے دلوں کی کیفیات پر توجہ

Marfat.com

مرکوز کریں، کیوں کہ دل ہی وہ چیز ہے جس کی اللہ قدر کرتا ہے۔ اپنے دلوں کو صاف کریں اور انہیں ہر وقت محبّت کے شعلے سے گرمائے رکھیں۔

آمین

Marfat.com

۲۸ مئی ۲۰۱۰ء

باب (۱۱۶)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جس کی محبّت کی کوئی حد و حدود نہیں۔ جو اُن کے لئے رحمتِ کامل ہے، جو حقیقی محبت کے معنی جانتے ہیں، جو الودود ہے، دوست ہے۔

درود و سلام ہوں اللہ کے عاشق پر جو محبّت کے معنی جانتے ہیں، اور جو پورے جہاں میں محبت کے مفہوم کو پھیلانے کے لئے موجود ہیں۔ جو ایک نہایت نازک دل کے مالک ہیں۔

سلام، رحمت و برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو اللہ والوں کے لئے، وہ جو یہاں سچے دل کے ساتھ بیٹھے ہیں۔

آئیے دلوں کے بارے میں کچھ مزید گفتگو کرتے ہیں، کیوں کہ اگر صرف دل ہی پاک ہوں تو تمام مسائل

Marfat.com

حل ہوں گے۔ انسانی ذات میں دل ہی وہ حصہ ہے جسے سب سے زیادہ نظرانداز کیا جاتا ہے۔

لوگوں کو تو بس ہر وقت اپنے چہرے اور صحت کی فکر رہتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اچھا دکھائی دینے کے لئے آئینہ کے سامنے کھڑے ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ بہترین خریداری کے لئے گھنٹوں صرف کرتے ہوں۔ وہ ہر اس چیز کے بارے میں سوچتے ہیں جس سے انہیں فائدہ ہو۔ وہ بہترین غذا، بہترین لباس، بہترین ڈاکٹر اور دنیا کی ہر بہترین چیز کے لئے ہزاروں روپے خرچ کرنے سے کبھی نہیں ہچکچاتے۔

لیکن وہ اپنے ایک ہی اثاثہ، جو اُن کے پاس ہے اُسے نظرانداز کرتے ہیں۔ وہ اثاثہ جو اُن کی بھلائی کے لئے بہت اہم ہے۔ جو اُن کا حقیقی خزانہ ہے، یعنی وہ اپنے دل، اپنے قلب کی حالت کو مکمل نظرانداز کرتے ہیں۔ یہ قلب ہی تو ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتا ہے۔ یہ انسان کا سب سے گراں قیمت دولت ہے۔ اگر آپ اس کی دیکھ بھال کریں گے تو یہ بھی آپ کی دیکھ بھال کرے گا۔ لیکن اگر آپ اُسے نظرانداز

Marfat.com

کرتے ہیں، تو یہ کبھی آپ کے لئے بڑے مسائل پیدا کرے گا۔
جب آپ میں سے کوئی جسمانی طور سے بیمار پڑ جائے، تو آپ فوری علاج معالجے کے اقدامات کرتے ہیں، آپ بہترین ڈاکٹروں سے رجوع کرتے ہیں، اُن کی ہدایت پر سختی سے عمل کرتے ہیں۔ لیکن جب قلب بیمار پڑ جاتا ہے، تو آپ اُسے یا تو نظر انداز کرتے ہیں، یا پھر اسے کم ترین توجہ دیتے ہیں۔

اس رویہ کا سبب یہ ہے کہ جب آپ کا جسم بیمار ہو جائے، تو آپ اس دنیا میں صحیح طور سے حرکت نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ کے دنیاوی کام متاثر ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور آپ کی رفتار کم ہو جاتی ہے۔

آج کی دنیا کے لوگ اپنے ہر کام کے منافع کا تجزیہ کرنے میں بہت تیز ہیں اور وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اگر اُن کی رفتار کم ہوئی تو وہ اپنی دنیا کھو بیٹھیں گے، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی جسمانی صحت کو برقرار رکھنے میں اتنے مستعد ہیں۔ ایک بیمار دل سے زیادہ اُن کے لئے ایک بیمار جسم پریشانی کا باعث ہے۔

اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بیمار جسم انسان کو

Marfat.com

جسمانی تکلیف دیتا ہے جب کہ بیمار دل خود اپنے بجائے دوسروں کو زیادہ تکلیف پہنچاتا ہے جو ایسے شخص کے اِرد گرد ہیں۔ قلب انسان کے روحانی حصہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور چونکہ روحانی دنیا زیادہ صاف دکھائی نہیں دیتی، اس لئے قلب کی کیفیت زیادہ تر خاموش ہے۔

اگرچہ قلب خاموشی سے کام کرتا ہے، لیکن وہ دو نہایت واضح سگنلز دماغ کو بھیجتا ہے۔ ایک خوشی کا اور دوسرا جرم یا ناخوشی کا۔ اگر کوئی شخص اِن سگنلز سے ہم آہنگ ہے، تو اس کا روحانی وجود بھی زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ ایک انسان کا قلب اس کے اعمال کے مطابق اسے سگنلز بھیجتا ہے۔ اس کے اچھے اعمال اُسے خوشی اور اطمینان کا سگنل دیتے ہیں۔ جب کہ کوئی بھی بدعملی اسے جرم اور ناخوشی کا سگنل دیتی ہے۔

لیکن اُسے ان احساسات کو ملنے کے لئے ایک صحت مند دل کی ضرورت ہے۔ ایک ایسا دل جس کی اچھی دیکھ بھال ہوئی ہو۔ جو دنیا کی ترغیبات سے بچنا جانتا ہو، اور جو دل کی بیماریوں سے آزاد ہو۔ جب آپ جسمانی بیماریوں کی بات کرتے ہیں تو اُن میں زیادہ تر کا باعث

Marfat.com

غیر صحت مند طرزِ زندگی ہے۔ یا کبھی کبھار جینٹک (جینیاتی) اسباب ہو سکتے ہیں۔

لیکن دل کے امراض زیادہ تر جہالت اور بے احتیاط روّیہ سے ہوتے ہیں۔ یہ امراض غیر صحت مند ماحول اور بُری صحبتوں میں بھی لگتے ہیں۔ مگر ان کی شدت میں صرف اس صورت میں اضافہ ہوتا ہے جب انہیں اہمیت نہیں دی جاتی اور ان کا علاج نہیں کیا جاتا۔

آج ہم چند ایسی بیماریوں پر گفتگو کرتے ہیں، جو انسان کے قلب کے لئے جان لیوا ہو سکتی ہیں اور اس کی اچھائیوں اور اللہ سے اس کی قربت کو تباہ کر سکتی ہیں۔ لیکن اگر آپ ان بیماریوں کی علامات سے ابتدا ہی سے آگاہ ہوں گے، تو یہ ممکن ہے کہ آپ ان کی روک تھام کر سکیں اور ان کے حملوں سے بچ سکیں۔

کیا ہم ان بیماریوں کی درجہ بندی ان کے نقصانات کے پیشِ نظر کر سکتے ہیں، یا یہ یکساں طور سے نقصان دہ ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا انحصار ان کی شدت پر ہے۔ یا اس پر ہے کہ بیماری آپ کے دل پر کتنی غالب ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ ایک بیماری جیسا کہ تکبّر، جو قلب کے

Marfat.com

لئے نہایت تباہ کن ہے۔ کسی کے دل میں موجود ہو، اور وہ اسے کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور اُسے بڑھنے نہیں دیتا۔ لیکن وہ اپنے غصّے کی بیماری کو یونہی چھوڑ دیتا ہے، تو ظاہر ہے اس کا غصّہ کسی اور بیماری کے مقابلہ میں زیادہ نقصان پہنچائے گا۔

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ بیماریاں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ نقصان دِہ ہیں۔ لیکن یہ اس وقت سب سے زیادہ خطرناک ہیں، جب انہیں بڑھنے کا موقع دیا جاتا ہے اور ان کا بروقت علاج نہیں کیا جاتا۔ سب بیماریوں سے زیادہ نقصان دہ بیماری تکبّر ہے۔ یہ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تو یہ آپ کے دل میں بڑی خاموشی سے داخل ہوتی ہے، اور اگر اس کا علاج نہ کیا جائے تو یہ آپ کے اعمال کو اسی طرح سے کھا لیتی ہے جس طرح کہ دیمک لکڑی کو چاٹ لیتی ہے۔ تکبّر غرور کی انتہائی صورت ہے۔ یعنی جب آپ صرف اپنی ذات کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں۔ آپ اس پر فخر کرتے ہیں کہ آپ کون ہیں اور آپ کے پاس کیا ہے اور

Marfat.com

ان سب چیزوں کو خود اپنا کارنامہ سمجھتے ہیں۔

آپ کو گمان ہوتا ہے کہ آپ کی کامیابی آپ کی اپنی کوشش، آپ کی اپنی عقل اور آپ کے اپنے حسن کی بدولت ہے۔ آپ کی دنیا محض آپ کی اپنی "ذات" ہے اور باقی کسی چیز کی کوئی اہمیت نہیں۔ جب آپ خود کو باقی سب چیزوں پر مقدم خیال کرتے ہیں، پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی کے پاس آپ سے زیادہ ہو۔

یہ تکبّر دل میں کبھی اکیلے نہیں گھستا۔ اس کے دو ساتھی ہر وقت اس کے پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں۔ یعنی ایک حرص اور ایک ہے حسد۔ تکبّر کا کہنا ہے کہ میں سب سے زیادہ عظیم ہوں، اس لئے سب کچھ میرا ہونا چاہیئے۔ میں ہر بہترین چیز کا حق دار ہوں"۔

یہی وہ وقت ہے جب حرص دل پر قابض ہو جاتی ہے۔ تکبر یہ بھی کہتا ہے کہ "میں چونکہ عظیم تر ہوں، اس لئے مجھ سے بڑھ کر کوئی نہ ہو"۔

اب حسد بھی اس دل میں داخل ہوتا ہے، اور جب کوئی دوسرا اپنی کامیابی کی بات کرتا ہے، تو یہ حاسد

Marfat.com

دل حسد کی آگ میں جل اُٹھتا ہے۔

کیا آپ نے کبھی روٹی کے کسی ٹکڑے پر ابھری پھپھوندی دیکھی ہے، جب وہ روٹی کسی تاریک اور نمی والی جگہ میں رکھی جائے؟ پہلے تو اس روٹی پر ہری ہری پھپھوندی کا ایک نشان ابھرتا ہے۔ لیکن (اس کے باوجود) روٹی کے باقی حصے کو بچایا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر آپ اُسے اسی حال میں رہنے دیتے ہیں، تو بہت ہی کم وقت میں پوری روٹی ہری رنگت سے بدنما اور بدبودار ہو جاتی ہے۔

یہی معاملہ کسی شخص کے دل کا ہوتا ہے، قلب کے یہ امراض بالکل پھپھوندی کی طرح ہیں۔ اگر ان کا بروقت علاج نہ کیا جائے تو یہ پورے دل کو بدنما اور بدبودار بنا دیتے ہیں۔

تکبّر، حرص اور حسد فقط دوسروں کے لئے بدخواہی کو جنم نہیں دیتے بلکہ اس سے زیادہ مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ یہ اس شخص کو بددیانتی پر اُکساتے ہیں، اُسے جھوٹ اور فریب میں مبتلا کر کے قابلِ نفرت بنا دیتے ہیں۔ یہ شخص دنیاوی طور سے کامیاب ہو سکتا ہے،

Marfat.com

باصلاحیت ہوسکتا ہے، یا اس کے پاس دولت ہو سکتی ہے، لیکن اس کی مثال اس درخت کی طرح ہے، جو پھلوں سے لدا ہوا ہے، مگر وہ سارے پھل کیڑوں سے بھرے ہوئے اور کھانے کے قابل نہیں ہیں۔

دیکھا آپ نے کہ کس طرح تکبر کسی شخص کو دوسرے انسان کی صحبت کے قابل نہیں رہنے دیتا، ساتھی انسانوں کو فائدہ پہنچانے نہیں دیتا۔ اللہ آپ سب کو کسی حاسد اور متکبر کی برائیوں سے محفوظ رکھے۔

کیا آپ نے کبھی کوئی چنگاری دیکھی ہے؟ آپ جانتے ہی ہیں کہ یہ چھوٹی سی چنگاری کسی شے کو مکمل جلاتی نہیں ہے۔ فرض کیجئے کہ آپ اس چنگاری کو غیر محفوظ چھوڑ دیتے ہیں، تو عین ممکن ہے کہ کوئی لکڑی اس سے آگ پکڑ لے، جس سے بڑی آگ بھڑک اٹھے، جو آسانی سے اپنے آگے آنے والی ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔

آدمی کا غصہ بھی آگ کی طرح ایک اور بیماری ہے، یہ ایک چنگاری کی طرح ہوتی ہے جو دیکھتے ہی دیکھتے بھڑکتے شعلوں میں بدل جاتی ہے۔ جو اپنے اطراف

Marfat.com

ہر ایک کو برباد کرنے پر آمادہ ہو۔ جب ایک آگ بھڑک اٹھتی ہے، تو یہ چیزوں کے درمیان امتیاز نہیں کرتی۔ یہ ہر اُس چیز کو جلانے کی کوشش کرتی ہے، جو اس کے راستے میں آتی ہو۔

بالکل اسی طرح جب کوئی شخص غصہ میں آتا ہے تو پھر وہ یہ بھی نہیں دیکھتا کہ اس کے آگے کون کھڑا ہے۔ وہ بھی ہر اس شخص کو لتاڑتا ہے جو وہاں موجود ہو۔ غصہ انسان کی معقولیت کو اندھا کر دیتا ہے اور اس کی زبان پر قابض ہو جاتا ہے۔

یہ اُس گرم لاوے کی طرح ہے جو آتش فشاں سے نکلتا ہے۔ یہ جب اُبل کر نکلتا ہے تو یہ نہیں جانتا کہ وہ کہاں جا رہا ہے اور کسے جھلسا رہا ہے۔ یہ بس بڑے اشتعال سے دیوانہ وار نکلتا ہے، یہ ہے غصہ کا رویہ۔ یہ بھی اسی طرح شدت سے اُبلتا ہے اور درمیان میں آنے والے کو جلا ڈالتا ہے۔

کیا آپ کسی ایسے آدمی کے پاس جانا پسند کریں جو صحیح طور سے دیکھنے کے قابل نہ ہو، جو کسی کی بات سننے پر آمادہ نہ ہو، جس کے پاس ایک خطرناک زبان

Marfat.com

ہو، یعنی اس کی وہ زبان جو اپنے اطراف زہرافشانی کر رہی ہو۔ اس کی کیفیت ایسی ہے کہ اس کے سوچنے کی صلاحیت مفلوج اور اس کی معقولیت منجمد ہو چکی ہو۔ اُسے یہ بھی نہیں معلوم کہ آیا اُس کے ہاتھ پاؤں اُس کے قابو میں ہیں یا نہیں۔

یہ ممکنات میں ہے کہ وہ انہیں پُرتشدد انداز میں استعمال کرے۔ کون ایسے آدمی کی صحبت میں رہنا پسند کرے گا؟ یہ ہے وہ طریقہ جس سے ایک انتہائی معقول آدمی وحشی درندہ بن جاتا ہے۔ یہ آدمی کو بڑی پستی میں دھکیل دیتا ہے اور اُسے بالکل تنہا کر دیتا ہے۔

تنہا اس لئے کہ لوگ ایسے آدمی سے بھاگتے ہیں، جو غصہ میں ہو۔ بالکل اسی طرح جیسے آدمی کسی وحشی درندے سے دُور بھاگتا ہے۔ یہ واقعی ایک افسوسناک حالت ہے، کیوں کہ جب ایک بار غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے، تو جو چیز باقی رہتی ہے، وہ ہے اس کے اعمال پر افسوس اور پچھتاوا اس کے کیے ہوئے پر پشیمانی، پچھتاوا دوسروں کو تکلیف پہنچانے پر۔

لیکن کبھی کبھی پشیمانی بھی دلوں کے دُکھ کا مداوا

Marfat.com

نہیں ہوسکتی۔ وہ ان الفاظ سے پیچھا نہیں چھڑا سکتی جن سے اطراف کے لوگ سخت مجروح ہوتے ہوں۔

لوگوں کے پاس اپنے غصہ کے لئے ہر قسم کے عُذر ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہم ذہنی دباؤ میں تھے، کبھی کہتے ہیں کہ زمانہ کا رویہ درست نہیں۔ اور کبھی بس یہ کہتے ہیں کہ "میرا بی پی (B.P.) ہائی تھا۔ اس لئے میں بے قابو ہوگیا تھا"۔ لیکن کیا دوسروں کے جذبات مجروح کرنے کا کوئی جواز موجود ہے؟ کیا دوسروں کے دلوں کو توڑنے اور قطع تعلق کرنے کا کوئی جواز موجود ہے؟

یہ بات سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دلوں کی نسبت اللہ سے ہے۔ کوئی اگر کسی کا دل ناانصافی سے توڑتا ہے، تو پھر یہ سمجھیں کہ وہ ایک گناہ کبیرہ کر رہا ہے۔ قیامت کے دن آپ کے احساسات کیا ہوں گے، جب آپ کا ایک ایک عمل آپ کے لئے اتنا قیمتی ہوگا کہ آپ اپنی ایک نیکی بھی نہ تو اپنے بچے کو دینا چاہیں گے اور نہ ہی اپنے والدین کو۔

اُس وقت آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کے بیشتر نیکیاں، آپ کی عبادتیں، آپ کے اعمال نامہ سے

Marfat.com

نکال کر اُس شخص کے نامۂ اعمال میں ڈالی جائیں گی جس کو آپ نے اپنی زبان اور عمل سے دُکھ پہنچایا ہو۔ اُس دن آپ کو احساس ہوگا کہ حقیقی بے بسی اور اصلی دُکھ کے معنی کیا ہیں؟

دل کی کئی دوسری بیماریاں بھی ہیں۔ جیسا کہ بُخل یا کنجوسی، جس میں آدمی ایک ایک پیسے سے چمٹا رہتا ہے۔ وہ اپنی مٹھی اپنے گھرانے اور ضرورت مندوں کے لئے بند رکھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ خرچ کرنے سے اس کی دولت کم ہوتی ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتا۔

پھر ایک اور بھی بیماری ہے جسے خاموش قاتل کہا جاتا ہے۔ یہ کسی آدمی کی وہ عادت ہے کہ جس میں وہ اللہ کی نعمتوں سے بے خبر رہتا ہے۔ وہ اللہ کی پیدا کردہ دُنیا میں رہتا ہے، اللہ کا دیا رزق کھاتا ہے، اللہ کی دی ہوئی ہوا سے سانس لیتا ہے اس کا پورا وجود، اس کا گھرانہ، اس کا ماحول، یہ سب اللہ کی نعمتوں کے باعث ہیں، لیکن وہ اس حقیقت سے بے خبر ہے۔

وہ کبھی بھی کسی چیز کو اللہ کی دی ہوئی نعمت قرار نہیں

Marfat.com

دیتا اور تمام عمر اس پر توجہ نہیں دیتا۔ ظاہر ہے کہ ایسے خیالات سے کئی قسم کے امراض جنم لیتے ہیں، جو اُسے دل کی کئی دوسری بیماریوں کا حقدار بناتے ہیں۔

اب جہاں کوئی بیماری ہوتی ہے تو یقیناً اس کا کوئی علاج بھی ہوتا ہے۔ آپ سب کے لئے سب سے اوّلین اقدام یہ ہے کہ آپ اپنی آنکھیں اور اپنے دل کھُلے رکھیں۔ تاکہ جب بھی کسی بیماری کے آثار نظر آئیں تو فوری طور سے اس کے علاج کی تدبیر کی جاسکے۔

دوسرا اقدام یہ ہے کہ اپنے ہر کام میں اللہ پر کامل توکل رکھنا، اللہ کی رضا میں راضی رہنا اور اس بات کو سمجھنا کہ ہر بھلائی صرف اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔ یہ توکل آپ کو زندگی کے نامساعد حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے قوت اور حوصلہ فراہم کرے گا۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ آپ کسی جہاز میں سوار ہیں، ہوسکتا ہے کہ یہ جہاز بہترین سازوسامان سے بنا ہوا نہ ہو، یا اس کی حالت بہتر نہ ہو۔ لیکن آپ کو اس کے کپتان پر کامل اعتماد ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ قابل ہے، ماہر ہے اور قابلِ بھروسہ ہے۔ حالات چاہے

Marfat.com

کیسے بھی ہوں وہ ہمیشہ آپ کے لئے اچھا ہی کرے گا۔

اب اگر آپ کا جہاز کسی طوفان میں پھنس جاتا ہے، یا کسی بھنور کے قریب آتا ہے، تو آپ بہت زیادہ گھبرائیں گے نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ اس صورتِ حال میں مدد کے لئے کپتان کی طرف دیکھیں گے۔ یہ ہے وہ طریقہ جس سے آپ سب اس دُنیا میں رِہ رہے ہیں۔ آپ سب اپنی زندگی کی کشتیوں میں سوار ہیں جو اکثر اس دنیا کے مدوجزر میں ڈگمگا رہی ہیں۔

وہ ذاتِ واحد جو آپ کی کشتیوں کو بحفاظت ساحل تک پہنچائے گا وہ آپ کا اللہ ہے۔ تو پھر آپ دوسرا کس پر بھروسہ کریں گے، کس پہ اعتماد کریں گے۔ بے شک یہ آپ کا اللہ ہی ہے جو سب سے زیادہ شان والا اور قوت والا ہے۔ بس اُس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامیں، اپنے دل کو اس کی حفاظت میں دیں اور اس پر کامل توکل رکھیں۔ پھر دیکھیں آپ کا دل کس قدر ترقی پائے گا، کتنا چمکے گا اور کتنا مضبوط ہوگا۔

یہ دل اتنا طاقت ور ہوگا کہ ایک بھی بیماری اس میں داخل نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی یہ کبھی شیطان کے کسی حملے

Marfat.com

کا ہدف بنے گا۔

اے اُمّتِ محمدی! اپنے دلوں کی خوب دیکھ بھال کیجئے، کیوں کہ یہ انسان کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ اپنے عاشقین کے دلوں میں رہتا ہے۔

اللہ آپ سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہم سب کو ایسے محبّت بھرے دل عطا کرے جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے۔

آمین!

Marfat.com

۴ جون ۲۰۱۰ء

باب (۱۱۷)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو نہایت رحم والا اور مہربان ہے، جو سب کچھ جاننے والا ہے، جو ان تمام دلوں کی سرگوشیاں جانتا ہے جن کو اس نے پیدا کیا ہے۔

دُرود و سلام اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر، اُن پر جو اُمت پر سب سے زیادہ مہربان ہیں، جو مجسم رحمت اور اپنے اللہ کا نُور ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب پر جو ہر ہفتے یہاں نُور اور رحمت کی بارش میں آکر بیٹھتے ہیں۔

اپنی پوری زندگی میں ایک شخص کتنی بار یہ کہتا ہے کہ، "مجھے اپنے اللہ پر بھروسہ ہے اور میرا اُس پر ایمان ہے"؛ جب بھی آپ لوگوں کو بات چیت کرتے سُنتے ہیں، آپ کو ایسے جملے سُنائی دیتے ہیں کہ "اللہ بہتر کرے، میں نے تو ہر چیز اللہ پر چھوڑ دی ہے وہ ہی بہتر کرے گا" مومن کو اسی

Marfat.com

طرح بات کرنا اور ایمان رکھنا چاہیئے ۔ یعنی اللہ کی رضا میں مکمل راضی رہنا۔ لیکن ایسے کتنے لوگ ہیں جن کا مقصد واقعی وہی ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں ۔

کیا وہ واقعی اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں، کیا واقعی اللہ پر اُن کا کامل ایمان ہے، یا وہ فقط کھوکھلے الفاظ دہرا رہے ہیں ۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ صرف چند ہی مسلمان ایسے ہیں جو اپنے کہے پر صادق و سچے ہیں ۔ اکثر اوقات ایسے الفاظ رواروی میں کہے جاتے ہیں، یا عادت کے طور پر کہے جاتے ہیں ۔حتیٰ کہ حقیقت میں انہیں پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں ۔

اللہ پر بھروسہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دل کی گہرائیوں سے ماننا، اپنے اللہ کے ایک ایک لفظ پر ایمان رکھنا، اللہ آپ کا معبود ہے، آپ کا پروردگار ہے ۔ وہ آپ کے ظاہر باطن سے کامل طور سے واقف ہے ۔ وہ اس بات سے آگاہ ہے کہ چند سال پہلے آپ نے کیا کہا تھا اور یہ بھی کہ چند سال بعد آپ کیا کہیں گے ۔ وہ ان الفاظ کو جانتا ہے جو ابھی آپ نے کہے بھی نہیں ہیں ۔ وہ ان خیالات کو بھی جانتا ہے جو ابھی آپ کے ذہن میں آئے بھی نہیں ہیں ۔

Marfat.com

وہ آپ کے پیدا ہونے سے لے کر آخری سانس تک آپ کے دل کی صحیح کیفیت کو جانتا ہے۔

جب ایک بیج زمین میں بویا جاتا ہے تو اُس کے پھُوٹنے سے پہلے ہی اللہ جانتا ہے کہ یہ درخت کتنا اونچا ہوگا، یہ کتنا پھل دے گا، اس کی شاخوں پر کتنے پرندے بیٹھیں گے اور کتنے آدمی اس کی چھاؤں میں آرام کریں گے۔

جس وقت اللہ کے فرشتے ہوا کو حرکت کرنے کا حکم دیتے ہیں، تو اللہ صحیح صحیح جانتا ہے کہ ہوا کس طرف جائے گی اور کن چیزوں کو یہ چھوئے گی، اس میں کتنا پانی ہوگا اور اس میں سے کتنی آوازیں سفر کریں گی۔

یہ سب اللہ کا نظام ہے، اس کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ اگر اللہ کی مرضی شاملِ حال نہ ہو، تو ایک دل بھی نہ دھڑکے، ایک دھڑکن بھی دل میں پیدا نہ ہو اور ایک روح بھی برقرار نہ رہ سکے، جب تک اللہ نہ چاہے۔ جب اللہ کی رضا سے بڑھ کر کوئی رضا نہیں، تو پھر آپ سب کو اس کا ادراک کیوں نہیں؟ آپ سب احمقوں کی جنت میں کیوں رہ رہے ہیں؟ یعنی آپ کس طرح یہ گمان کر سکتے ہیں کہ آپ وہی کر سکتے ہیں جو آپ کی

Marfat.com

مرضی ہے، اور یہ کہ آپ خود ہی اپنی تقدیر کے بنانے والے ہیں؛ جب آپ کوئی کام اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں۔

فرض کیجئے کہ آپ کوئی تصویر بنا رہے ہیں اور آپ دنیا کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آپ اسے خوبصورتی سے کر سکتے ہیں، تو پھر آپ کیا کرتے ہیں، یقیناً آپ کئی دنوں تک اس کے ڈیزائن پر غور کریں گے، اس کا خاکہ کئی بار تیار کریں گے۔ اس کے بعد آپ اس کے رنگوں کے امتزاج کے بارے میں سوچیں گے اور پھر تصویر میں وہی رنگ بھریں گے۔ تو اس طرح آپ اپنی تخلیق کے لئے بہترین کوشش کریں گے۔ اور جب یہ مکمل ہوتی ہے تو آپ یہ سب کو دکھانے اور اُن سے پسند کرانا چاہیں گے۔

یہی ہے دنیا کے اکثر لوگوں کا طریقہ، وہ کام کرتے ہیں، اس میں اپنی پوری کوشش صرف کرتے ہیں اور پھر اپنی کوششوں کا انعام مانگتے ہیں۔ اگر اس کام کے کرنے کے دوران کوئی گڑبڑ ہو جائے، تو وہ اپنی قسمت کو کوسنا شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی اللہ کی مرضی تھی۔

لیکن اگر اس کام کو پسند کیا جائے تو پھر ساری تعریفیں اپنی جھولی میں سمیٹتے ہیں۔ وہ تعریف و توصیف کے طلبگار

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ لوگ ان کے بارے میں باتیں کریں کہ وہ کتنے اچھے ہیں۔ وہ درحقیقت سب کی توجہ کا مرکز بننا چاہتے ہیں۔ یہ توجہ ان کی روح کے لئے غذا ہے۔ یہ ہے وہ طریقہ جس سے اُن کی رُوح پھلتی پھولتی ہے۔ یعنی اپنے ہی بارے میں خیالات کی بھرمار، اپنی ہی تعریفوں کے ڈونگرے برسانا اور اپنی ہی ذات سے محبت کرنا۔

جب اُن کی روحیں ایسی چیزوں سے مطمئن ہوں تو وہ کس طرح اوروں کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص آئینہ کے سامنے مسلسل کھڑا ہو، وہ جہاں بھی جاتا ہے یہ آئینہ اس کے سامنے موجود رہتا ہے۔ کوئی بھی شے اُس کی توجہ اور اس کی ستائش اس پر سے نہیں ہٹا سکتی، جس سے وہ سب سے زیادہ محبت کرتا ہے، یعنی خود اپنے آپ سے۔

اگر آپ کسی کنٹینر کو بہت زیادہ وزن سے بھریں گے اور اسے سمندر میں ڈالیں گے، تو وہ ڈوبنا شروع کر دے گا۔ اور اگر وزن زیادہ ہو تو عین ممکن ہے کہ وہ سمندر کی تہہ میں چلا جائے گا یا سالہا سال تک وہیں پڑا رہے گا۔ لیکن اگر آپ اس کنٹینر کو وزن کے لحاظ سے ہلکا رکھیں

Marfat.com

گے تو وہ سطحِ آب پر تیرنا شروع کر دے گا، لہریں اُسے دھیرے دھیرے نئی منزلوں کی طرف لے جائیں گی۔ اُسے دوسرے علاقوں اور نئی دُنیاؤں سے آشنا کریں گی۔ وہ ایک ہی جگہ پہ نہیں رُکے گا، وہ آگے بڑھتا رہے گا۔

یہی معاملہ انسانی ارواح کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر روح خود اپنی ذات سے اتنی بھری ہوئی ہو، تو اس رُوح کا وزن اتنا ہو جائے گا کہ وہ زمین پر مضبوطی سے ٹکی رہے گی۔ اور اس کی نظر صرف اس لا وجود دنیا کو ہی دیکھ سکے گی۔ یعنی اس دھوکے کو جو صرف چند مزید سالوں کے لئے باقی ہے۔

یہ ہے وہ حال جو "میں"، کسی بھی شخص کا کر سکتا ہے، وہ اس کی نگاہوں کو اتنا تنگ کر دیتا ہے کہ اُس کا اصل ہدف، اس کی حیات کا اصل مقصد اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ جب کہ وہ لوگ جو اپنے نفسوں پر کڑی نظر رکھتے ہیں اور جو اُن میں "میں" کے کالے الفاظ کو پنپنے نہیں دیتے۔ وہ ہلکے وزن والی روحیں ہیں جو صرف زمین پر لنگر ڈالے ہوئے نہیں ہیں۔ اُس کی بجائے ان کے ہلکے

Marfat.com

وزن انہیں پوری دنیا کی سیر کے قابل بناتے ہیں ۔ یہی وہ روحیں ہیں جو اپنے اِردگرد کے انسانوں کو دیکھ سکتی ہیں ۔ جو اوروں کے دُکھ درد کو محسوس کر سکتی ہیں ۔ جو خود کو اپنے اللہ کے سپرد کر دیتی ہیں اور جو اللہ کے لئے شب و روز کام کرتی ہیں ۔

اس دنیا میں ہر دن نئے مسائل جنم لے سکتے ہیں ۔ نئی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں لیکن ان مشکلات میں بہت کچھ ملتا بھی ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی حفاظت اور کرم کے سائے میں ہوتے ہیں ۔ دوسری یہ کہ وہ جو کام اللہ کے لئے کرتے ہیں ، وہ ان کے اللہ کے لئے قرضِ حسنہ ہے ، جسے وہ اپنی رضا سے جب چاہے ادا کرتا ہیں ۔ ۔

اللہ کی راہ کی ہر مصیبت بندے کو اللہ کے قریب تر لے جاتی ہے ۔ یہ قربت اللہ اور اللہ کے عاشق کے درمیان ایک خاص رشتہ ہے ، جس کے بارے میں صرف وہی جانتے ہیں ۔ اللہ کے عاشق بخوبی جانتے ہیں کہ جب آپ اللہ کے قریب ہوتے ہیں تو اس کے معنی کیا ہیں ۔ الفاظ اُسے بیان کرنے سے قاصر ہیں ، اور نہ ہی اس راز

Marfat.com

میں کسی کو شریک کیا جا سکتا ہے۔ اسے صرف آپ اپنے دل سے محسوس کر سکتے ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جسے اللہ کے عاشق دن رات طلب کرتے ہیں۔ یہ وہی چیز ہے جس کے لئے وہ شب و روز اللہ کا کام کرتے ہیں، تاکہ وہ اس شراب کی چند بوندیں حاصل کریں۔ وہ شراب جو اس شخص پر صرف اُس وقت برستی ہے جب اللہ اس پر اپنی رحمتیں اور نعمتیں نچھاور کرتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ لوگ اس وقت اداس کیوں ہوتے ہیں جب ان کا کام ان کے حسبِ منشا نہیں ہوتا، جب اُن کی آمدنی اُن کے لئے مسائل پیدا کرے، یا جب زندگی اُن کے ساتھ انصاف نہ کرے؟ وہ فقط اللہ ہی پر کیوں بھروسہ نہیں کرتے؟

اے اُمتِ محمدی! مصائب آپ کے لئے اللہ کی آزمائش ہیں، تاکہ آپ اپنے آپ کو پرکھ سکیں کہ آپ کتنے مضبوط ہیں اور اللہ پر آپ کا ایمان کتنا مضبوط ہے۔

ایک انسان کی زندگی میں کئی ایسے واقعات ہوتے ہیں جنہیں تسلیم شدہ سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جب کسی کو بھوک لگتی ہے تو اسے یقین ہوتا ہے کہ اُسے کھانا

Marfat.com

ملے گا۔ اگر وہ پیاسا ہے، تو اللہ اُسے پانی دے گا۔ اگر وہ تھکا ہوا ہے تو نیند آکر اس کی تھکاوٹ کو ختم کر دے گی۔ اسی طرح وہ جانتا ہے کہ جب وہ سانس لیتا ہے تو ہوا اس کے پھیپھڑوں میں چلی جائے گی۔ یا جب وہ صبح جاگے گا، تو سورج گرم اور چمکتا ہوا ہوگا۔ تو اس طرح اگر اللہ اس کی تمام ضروریات کو پہلے سے ہی پورا کر رہا ہے، تو وہ زندگی کے مصائب سے کیوں پریشان ہے؟

وہ کیوں اِدھر اُدھر اوروں سے مدد لینے کے لئے بھاگتا پھرتا ہے۔ وہ اللہ پر بھروسہ کیوں نہیں کرتا؛ وہ جو دوسروں سے مانگتے ہیں۔ اللہ اُن دوسروں کو اُن کا حاجت روا بناتا ہے۔ لیکن وہ جو اپنے اللہ سے طلب کرتے ہیں، تو اللہ یقیناً کسی کو بھی انکار نہیں کرتا۔

اللہ کتنا اور کیسے عطا کرتا ہے، کیا کوئی اس کی حد مقرر کر سکتا ہے؟ جب آپ کو اللہ پر کامل بھروسہ اور یقین ہے، تو مصیبت آنے پر آپ کے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ آپ کی قوت اس یقین میں مضمر ہے، جو نہ صرف آپ کو سختیوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت بخشتی ہے، بلکہ

Marfat.com

ان مصیبتوں کو جھیلنے کے لئے صبر بھی عطا کرتی ہے۔

یہ اللہ کی رضا کے آگے سچائی سے سرِ تسلیم خم کرنا ہے، یعنی اس بات کا پختہ یقین کہ اللہ کے سوا کوئی بھی آپ کو آپ کی مشکلات سے نجات نہیں دلا سکتا، کیوں کہ وہی سب سے زیادہ قوت والا اور رحم والا ہے۔ اللہ ہی پروردگار ہے، رازق ہے اور ہر ایک کو کھلاتا اور ہر ایک کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

جب اس نے ہر ایک کی تقدیر بنائی اور ہر ایک کا رزق مقرر کیا ہے، تو پھر آپ کو یہ فکر کیوں کھائے جا رہی ہے کہ آپ کو اوروں سے کم ملے گا؟ آپ کو یہ پریشانی کیوں ہے کہ اللہ آپکو بے یار و مددگار اور بے زر و مال اکیلا چھوڑ دے گا؟

کیا یہ وہی نہیں جس نے آپ سب کو پیدا فرمایا ہے؟ کیا یہ وہی واحد ذات نہیں جو اپنی جملہ مخلوقات پر اپنی نعمتیں اور برکتیں برساتا ہے؟ آپ نے کب اور کہاں اس کے نظام میں کوئی کمی دیکھی ہے؟ کیا آپ کو اپنے اطراف وہ ساری نشانیاں نظر نہیں آرہی ہیں؟ کیا یہ نشانیاں آپ کو آپ کے رب کی عظمت و شوکت نہیں بتا رہی ہیں؟

Marfat.com

اگر آپ توکّل کا سبق سیکھنا چاہتے ہیں تو وہ حقیر چیونٹی سے سیکھئے جو اتنی چھوٹی ہے کہ اس کے بارے میں آپ شاید زیادہ سوچتے بھی نہ ہوں گے۔ یہ چیونٹیاں اپنے رب کو جانتی ہیں، وہ ہر وقت اس کی حمد و ثنا کرتی ہیں اور اس کی رضا میں انتہائی عاجزی سے سرِ تسلیم خم کرتی ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ چیونٹیاں مشترکہ طور سے کام کرتی ہیں، فوجی حکمتِ عملی والی ہیں، ان کے پاس پیشگی اطلاع کا نظام ہے۔ سخت نظم و ضبط ہے اور مکمل شہری منصوبہ بندی ہے؛

کیا آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں سب سے زیادہ آبادی والی حیات یہ ہی چیونٹیاں ہیں؛ اس دنیا میں پیدا ہونے والی ہر (۷۰۰) ملین چیونٹیوں کے مقابلے میں صرف ہم انسان پیدا ہوتے ہیں؛ چیونٹیاں جو کیڑے مکوڑوں میں سب سے زیادہ سماج پسند گروپ ہیں، سماجی کالونیوں میں رہتی ہیں، جو انتہائی نظم و ضبط کی حامل ہیں۔

چیونٹیاں اپنے بچّوں کی خود دیکھ بھال کرتی ہیں۔ اپنی کالونیوں کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور غذا فراہم کرنے اور

Marfat.com

اُسے ذخیرہ کرنے میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔ ان میں کارکن چیونٹیاں، فوجی چیونٹیاں اور امین چیونٹیاں ہیں۔ چیونٹیاں اس سماجی نظام کی پیروی کرتی ہیں جو اللہ نے ان میں ودیعت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک گروپ اپنے ذمے کے فرائض بہ حسن و خوبی انجام دیتا ہے۔ اس میں ایثار و قربانی کا انتہائی جذبہ ہوتا ہے اور وہ زیادہ کے لئے کوشش نہیں کرتی۔

یہ قدرت کا قانون ہے جس طرح کہ آج کل کے نیچرلوں کا دعویٰ ہے کہ قدرت کے نظام میں "بقا کی جنگ" جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس کے برعکس، ہر زندہ مخلوق صرف وہ غذا کھاتی ہے جو اس کے لئے مختص ہے اور وہ فرائض انجام دیتی ہے جو اللہ نے اس کے لئے مقرّر فرمائے ہیں۔ کیوں کہ ایسی کوئی ذی حیات اور حشرات نہیں جو اللہ کے قبضۂ قدرت سے باہر ہوں۔ وہی واحد ذات ہے جو غذا فراہم کرتی ہے۔

چیونٹی کالونی کا نظم و ضبط اور طریقہ کار خامیوں سے پاک ہے۔ چیونٹیوں کا ہر گروپ اپنے کام کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتا رہتا ہے۔ کچھ گروپ اپنی توجہ مکمل

Marfat.com

طور سے دشمن سے مقابلے یا شکار پر مرکوز رکھتے ہیں۔ دوسرا گروپ جال بُنتا ہے اور ایک اور گروپ دیکھ بھال کرتا ہے۔ چیونٹی کالونی میں ہر ایک چیونٹی اپنے حصے کا پورا کام کرتی ہے۔ کوئی بھی اپنے مرتبے یا کام کی نوعیت کے بارے میں فکرمند نہیں۔ ان کے نزدیک سب سے اہم کام صرف اپنے رب کے احکام کی تعمیل کرنا ہے۔

اگر آپ شراکت داری کے بارے میں سیکھنا چاہتے ہیں تو یہ چیونٹیوں کے ذریعے سیکھئے۔ یہ انسانوں سے مختلف ہیں۔ اگر انہیں کوئی اچھا ذخیرہ ملتا ہے تو وہ اس میں فوری طور پر دوسروں کو شریک کرنا چاہیں گے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کارکن چیونٹی کو کھانے کا کوئی بڑا ذخیرہ ہاتھ لگتا ہے تو وہ خوشبو کے ذریعہ ایک پیغام بھیجتی ہے، تاکہ دوسری چیونٹیاں اس کھانے تک پہنچ سکیں۔

وہ انسانوں کی طرح اللہ کی نعمتوں کا اکیلے مزہ نہیں اُڑاتیں بلکہ وہ اُس میں سب کو شریک کرتی ہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان میں حسد، جھوٹ، تکبّر اور غرور نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اُن کی فطرت اسی طرح سادہ ہے۔ اللہ کی اس مخلوق پر جب کوئی آفت گرتی ہے،

Marfat.com

جیسا کہ کھانے کی قلت، تو یہ نہ فقط اللہ پر توکل کا اظہار کرتی ہیں، بلکہ اپنے بے لوث روّیہ کو بھی ظاہر کرتی ہیں۔ جب کالونی میں غذا کی کمی پیدا ہوتی ہے، تو کارکن چیونٹیوں کو فوراً کھلانے والی چیونٹیوں میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ جو اپنے پیٹ میں موجود کھانے کے محفوظ ٹکڑوں سے دوسروں کو کھلاتی ہیں۔ اور جب کالونی میں کھانا زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ پھر سے کارکن چیونٹی بن جاتی ہے، ایسی ہے ان کی قربانی۔

کیا نسلِ انسانی قربانی اور اللہ پر بھروسے کی ایسی کوئی مثال پیش کر سکتی ہے کہ جس میں کسی انسان نے اپنی خوراک سمیت اپنا سب کچھ بغیر کسی پس و پیش کے اپنے ساتھی انسانوں کو دے دیا ہو۔

جب اللہ کی مخلوق اپنے اللہ کا حکم مانتی ہے، اس کی رضا کے آگے سرِ تسلیم خم کرتی ہیں تو پھر فائدہ بھی ان کا اپنا ہی ہے۔ وہ کامل ہم آہنگی سے ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے، انتہا درجے کے نظم و ضبط اور جذبہ ایثار سے۔ کاش کہ انسان ان مثالوں سے سبق سیکھیں، کاش کہ وہ اپنے رب کی رضا کے آگے جھکنا شروع کر دیں تو

Marfat.com

پھر اسی صورت میں دنیا میں جاری انتشار کو روکا جا سکتا ہے۔

اے اُمتِ محمدی! اللہ کی نشانیوں کو تلاش کریں، اس کی پیش کردہ مثالوں سے سیکھیں، چاہے وہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہوں۔ اس پر بھروسہ کرنا شروع کریں۔ کامل بھروسہ کرنا سیکھیں، کامل توکّل کریں۔ کیوں کہ یہی وہ چیز ہے جو اللہ کی دوسری مخلوقات کرتی ہیں۔ ساری مخلوقات سوائے جن و انس کے۔ اگر آپ اللہ کے نظام کو چھوڑ دیتے ہیں تو آپ خود ہی ابدی خسارے میں رہیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ اپنی لاانتہا رحمت کے صدقے ہمیں ابد تک اپنی سیدھی راہ پر لگائے رکھے اور ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے۔

آمین!

Marfat.com

۱۱ر جون ۲۰۱۰ئہ

باب (۱۱۸)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو بڑی شان والا اور نہایت مہربان ہے۔ وہ جو الرحمٰن اور الرحیم ہے اور جس کی رحمت تمام جہانوں اور کائناتوں پر محیط ہے۔

درود و سلام ہوں اللہ کے محبوب پر جن کی محبت اللہ کے لئے بے انتہا ہے، جس کے لئے وہ اپنے رب کی عبادت دن رات کرتے ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ اور آپ سب کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہوں ان تمام نوریوں پر جو نہ فقط نام کے نوُری ہیں بلکہ ان کے دل بھی نوری ہیں۔

مجھے بتائیے کہ اس دنیا کی مضبوط ترین اور کمزور ترین یہ چیزیں کون سی ہیں؟ اس کا جواب ہے "ایمان"۔

دیکھئے، دنیا میں ہر چیز ٹوٹ یا چکنا چوُر ہو سکتی ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ کیسے بنی ہے۔ لکڑی کو کلہاڑی سے

Marfat.com

کاٹا جا سکتا ہے۔ لوہا پگھلایا جا سکتا ہے۔ آگ بجھائی جا سکتی ہے، دریا سمندروں میں غائب ہو سکتے ہیں اور سمندر بھاپ بن کر اُڑ سکتے ہیں۔

اگر آپ اس دنیا کے جغرافیہ پر نظر ڈالیں تو آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ چند ملین سال پہلے یہ زمین جس پر آپ سب بڑے آرام سے رہ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی کوئی مہا ساگر کا حصہ رہی ہو۔ یا یہ مہا ساگر جنہیں آپ آج دیکھ رہے ہیں کسی منجمد دور کی پگھلی ہوئی برف ہوں۔

تو آپ دیکھیں گے کہ کوئی شئے ایک جیسی نہیں رہتی، ہر سمت تبدیلی ہی تبدیلی ہے۔ تبدیلی کا عمل کبھی نہیں رُکتا، یہ دنیا اپنے خاتمہ تک بدلتی رہے گی۔ اس زمین کی ابتدا سے لے کر آج تک، یعنی وقت کے اس پورے دورانیہ میں انسان نے بھی بڑی زبردست ترقی کی ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ ایک آدمی کی فوری ضروریات صرف اپنا پیٹ بھرنا اور خود کو وحشی درندوں سے محفوظ رکھنے تک محدود تھیں۔ پھر اللہ کی رحمت نے اُسے بقا کے نئے طریقے سکھائے۔ اس نے رہنے کا جدید ترین فن سیکھ لیا۔ وہ غاروں سے نکل کر چھوٹے گھروں میں آئے، اور ان چھوٹے مکانات

Marfat.com

سے بڑے محل نما رہائش گاہوں تک پہنچے۔

انسان نے اس دنیا کو اپنے آرام و آسائش کی جگہ بنا ڈالی۔ وہ جیسے جیسے طاقتور ہوتا گیا، اس کا عمل اتنا ہی ظالمانہ ہوتا گیا۔ ہر نئی کامیابی اس کے دل میں غرور لانے کا باعث بنی، اور اس نے خود کو اس دنیا کا ناقابلِ شکست حاکم سمجھنا شروع کیا۔

صدیوں تک اس کا مقصدِ حیات اپنی قوت و طاقت میں اضافہ کرنا رہا، تاکہ کوئی بھی اس کی زندگی کی آسائشوں کو اس سے نہ چھینے۔ اس کی آنکھیں اس دنیا کی تبدیلیوں کو دیکھتی رہتی تھیں۔ وہ یہ جانتا ہے کہ جو کوئی بھی سانس لے رہا ہے اس کی آخری آرام گاہ اس زمین کے نیچے ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کوئی چیز ایک جیسی نہیں رہتی۔

زمین بدلتی ہے، سمندر بدلتے ہیں، ملک بدلتے ہیں اور جاندار بدلتے ہیں۔ اس کے اردگرد ہر چیز تبدیل ہو رہی تھی، سوائے اس کے اپنے دل کے۔ اس کا دل ویسا ہی رہا، غرور و تکبر سے بھرا ہوا، لالچ، طمع سے بھرا ہوا حسد اور جلن سے بھرپور۔ یہ انسانی دل تبدیل نہیں ہوا۔

تکبّر دراصل ایک پُرفریب خیال ہے جو شیطان کسی

Marfat.com

شخص کے ذہن میں پروان چڑھتا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جو اس قدر نازک ہے کہ اُسے سُوئی کی نوک سے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ ایک چھوٹا سا بیکٹریا جو مشکل سے دکھائی دے، اس کی جسمانی صحت کو تباہ و برباد کر سکتا ہے۔ اگر وہ ۱۵ سے ۲۰ منٹ تک سانس لینا بند کر دے، تو اس کے جسم کے اعضاء مرنا شروع کرتے ہیں۔

کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کا جسم کتنا کمزور ہے۔ حتیٰ کہ اس کی دماغی صلاحیتیں بھی اُسے دھوکہ دیتی ہیں۔ جب وہ اپنی پُختہ عمر یعنی ۷۰/۶۰ سال کے پیٹے میں پہنچتا ہے تو اس کا حافظہ جواب دینا شروع کرتا ہے اس کی ذہنی استعداد بگڑتی ہے، اس کا دماغ کند اور سُست رفتار ہو جاتا ہے۔

اس دنیا میں رہتے ہوئے ایک آدمی کی یہ ہے اصلی حالت۔ وہ مکمل طور سے جسمانی بیماریوں، ذہنی خلل اور شیطان کے فریب اور جال کی زد میں ہوتا ہے۔ یہ فریب مکڑی کے جالے کی طرح ہے جو اتنی صفائی اور خاموشی سے بُنا جاتا ہے کہ آدمی کو اس کی موجودگی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ یہ جالا زہر چھوڑتا ہے، جو دل پہ اثر کرتا ہے اور

Marfat.com

اُسے بیمار کر دیتا ہے۔

یہ جال آدمی کو اس قدر مضبوطی سے جکڑتا ہے کہ اُس کے لئے اس سے چھٹکارا پانا مشکل سے مشکل تر ہوجاتا ہے۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ مکڑی کا جالا اتنا مضبوط تو نہیں ہے، اگر شیطان کا جال بس اس جیسا ہی ہے تو وہ آدمی اُسے توڑ کر خود کو آزاد کیوں نہیں کراتا؟

درحقیقت یہ جال مکڑی کے جال سے کمزور تر ہے، لیکن کیا وجہ ہے کہ وہ بدنصیب شخص اس کے آگے بے بس ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جال آدمی کے بنیادی وجود کو جکڑتا ہے، اس کے قلب کو، اور اس کے قلب میں موجود اس کا "ارادہ" بھی جکڑا جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان براہِ راست آدمی کے ارادے پر قابض ہو جاتا ہے۔ اگر وہ شخص شیطان کے اولین وار کا مقابلہ کرنے میں زیادہ محتاط نہ ہو، تو بہت ہی دھیرے سے بہت ہی انجانے میں اس شخص کا ارادہ شیطان کا ارادہ بن جاتا ہے۔

اب شیطان جو کچھ کرنا چاہے گا، وہ سب اُس شخص کے اعمال بن جاتے ہیں۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ

Marfat.com

وہ اس یار دشمن کے آگے بے بس اور بے اختیار ہو جاتا ہے۔ اگر آپ کو اپنی چھت سے مکڑی کا ایک چھوٹا اور کمزور جالا لٹکتا دکھائی دے اور آپ میں اسے توڑنے کی ہمت نہیں، یعنی آپ اسے توڑنا نہیں چاہتے، تو پھر کیا ہوگا؟

ہو سکتا ہے کہ وہ جالا بڑے سے بڑا ہوتا جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت پورے مکان کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ تب آپ حیران ہوں گے کہ یہ کیا ہو گیا۔ یہ اتنی تیزی سے کس طرح بڑھ گیا، اور میں نے آخر اسے بڑھنے کیوں دیا؟

مکڑی کے جالے کو انسانی آنکھ آسانی سے دیکھ سکتی ہے۔ یہ جو مشکل پیدا کرتا ہے، وہ بھی ظاہر ہے۔ لیکن بدقسمتی سے شیطان کا جالا بالکل نظر نہیں آتا اور اس سے دل میں جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں وہ بھی پوشیدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جالا دنیا میں کسی بھی چیز سے زیادہ خطرناک ہے۔

تباہ کن فریب جو یہ جالا پیدا کرتا ہے، وہ برتری کا احساس ہے جو کہ تکبّر کا نتیجہ ہے، جو ایک بیمار دل میں موجود رہتا ہے۔ تکبّر دل کے اندر وہ خاموش آواز

Marfat.com

ہے جو کہتی رہتی ہے کہ "میں بہترین ہوں" اور جب ذہن اس پیغام کو جذب کرتا ہے، تو پھر زندگی کے بارے میں آدمی کا زاویۂ نظر بدل جاتا ہے۔

اس کی آنکھیں صرف ان چیزوں کو دیکھتی ہیں جو خود اس کے لئے بہترین ہوں۔ اس کی آنکھیں اس وقت بند ہو جاتی ہیں جب دوسروں کی ضروریات ان کے آگے آتی ہیں۔ اس کے ہاتھ صرف وہ کام کرتے ہیں جو اس کے اپنے فائدے کے ہوں۔ اور اس کی زبان سے صرف وہی الفاظ نکلتے ہیں جو اس کی اپنی تعریف کے ہوں۔ اور دوسروں کو اس کی بڑائی بیان کرتے ہوں۔

اس کی خودی، اس کی ذات صرف اس کے اپنے لئے ہے۔ اس کا جسم صرف اپنے لئے ہے۔ اس کا دل صرف اس کے لئے ہے۔ وہ صرف اپنے لئے جیتا ہے۔ اس کا واحد دوست اس کی اپنی ذات ہے۔ اس کا اثاثہ اس کی اپنی ذات ہے۔ اس صورت میں کیا آپ اس کی تنہائی کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟

اس وسیع و عریض دنیا میں وہ کتنا اکیلا ہے۔ کتنا تنہا ہے۔ وہ تنہائی کو ختم کرنے کے لئے ان ہی الفاظ کو

Marfat.com

دہراتا رہتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اُسے کچھ دیر کے لئے
خوش رکھیں۔ یعنی یہ الفاظ کہ "میں سب سے بہتر ہوں"۔
میں سب سے بہترین ہوں۔ افسوس ہے اس شخص کیلئے، لعنت ہے اس شخص
پر، تُف ہے اس کے تکبّر پر۔ اس تکبّر نے نہ صرف آدمیوں
کو برباد کیا، بلکہ اس نے ماضی کی قوموں کو بھی تباہ کیا۔
انبیاء علیہم السلام کے کسی بھی قصّے کو اٹھا کر پڑھئے۔ آپ
پائیں گے کہ ان نبیوں سے انکار کا بنیادی سبب اس
زمانے کے لوگوں کا غرور و تکبّر تھا۔

فرعون کو دیکھیں۔ اس کے تکبّر نے اسے اپنی نگاہ
میں خدا بنا دیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب
علیہ السلام، حضرت ھُود علیہ السلام، حضرت یونس علیہ
السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوموں کو دیکھیں۔
انہوں نے اللہ کے نبیوں کی باتوں پر کان کیوں نہیں دھرا؟
محض اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ وہ بہتر جانتے ہیں۔ وہ
خود بہترین ہیں۔ اس لئے ان سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔

یہ تھا ان لوگوں کا ایمان اور یہی ہے ایمان آج کے
لوگوں کا۔ ایمان اس دنیا میں کمزور ترین اور ساتھ ہی
مضبوط ترین چیز ہے۔ یہ کمزور اس لئے ہے کہ اس دُنیا

Marfat.com

میں بہت زیادہ مزیدار چیزیں ہیں اور انہیں آسانی سے حاصل کرنے کے لئے آپ کو صرف اپنا ایمان بیچنا پڑتا ہے۔ جھوٹ سے آپ کو مرتبے مل سکتے ہیں، بددیانتی آپ کو مال دلا سکتی ہے۔ حسد کے ذریعے آپ دوسروں سے زیادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور طمع اور بخل آپ کا بینک بیلنس بڑھا سکتے ہیں۔ بے شرمی آپ کو دوسروں میں ممتاز کر سکتی ہے۔

تو پھر کیا ضرورت ہے کہ آپ ایمان جیسی چیز کو اپنے دل میں رکھیں جب کہ اس دنیا میں اتنی ساری چیزوں کی بھرمار ہے۔ یہ ہے حالت آج کے دنیادار لوگوں کی ان لوگوں کی جو نہیں جانتے کہ وہ اپنے ایمان کے بدلے کتنے بڑے گھاٹے کا سودا کر رہے ہیں، فقط اس دنیا کی خاطر۔

ہو سکتا ہے کہ یہ ایک ایسا آدمی ہے کہ جس کے پاس دنیا کی دولت ہو، محل نما رہائش گاہیں ہوں عزت و شہرت ہو۔ یعنی دنیا کی ساری آسائشیں ہوں، لیکن اس کا دل ایمان کی نعمت سے خالی ہے۔ آپ اس آدمی کو اس شخص کے مشابہہ قرار دے سکتے ہیں، جس کے پاس سرخ چمکدار سیبوں سے بھری ٹوکری ہو اُن کی سُرخی بُھوک بڑھانے

Marfat.com

والی اور چمک آنکھوں کیلئے فرحت بخش جبکہ اُن کی خوشبو ناک کے لئے مزیدار ہو۔

یہ آدمی اس ٹوکری کو ہر وقت اپنے آگے اپنے بہترین دولت سمجھ کے رکھتا ہے، وہ ان کی تعریف کرتا ہے، انہیں سونگھتا ہے، نہاتا ہے، لیکن انہیں نہ خود کھاتا ہے اور نہ ہی دوسروں کو کھانے دیتا ہے۔

یہ کچھ وقت گزرنے کے بعد اس شخص کے آگے ہی وہ سیب مرجھا جاتے ہیں، پھر ان کی تازگی ختم ہو جاتی ہے۔ اور ان میں سے بدبو آنی شروع ہوتی ہے۔ اور آخر کار ان میں سے کیڑے نکلنے شروع ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس شخص کو اس وقت اپنی غلطی کا احساس ہو لیکن اس وقت بہت دیر ہو چکی ہو گی۔

دنیا کی یہ موج مستیاں بالکل سُرخ چمکتے سیبوں کی طرح ہیں۔ جو دیکھنے اور چھونے میں تو اچھی لگتی ہیں۔ لیکن وہ کسی شخص کی زندگی کو بھلائی نہیں پہنچا سکتی۔ ایسے لوگ زندگی بھر اپنی ٹوکری کی دیکھ بھال کرتے ہیں، اسے دل سے لگاتے ہیں اور کسی کو چھونے نہیں دیتے۔ لیکن جب یہ سیب گل سڑ کر بے کار ہو جاتے ہیں، تو تب انہیں احساس ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت بہت دیر ہو چکی ہو گی۔

Marfat.com

اکثر لوگ یہ جانتے تک نہیں کہ ایمان کیا ہے اور یہ انسان کا سب سے انمول اثاثہ کیوں ہے۔ ایمان وعدہ وفائی ہے۔ ایک وعدہ جو آپ سب نے ''یومِ میثاق'' میں کیا تھا۔ یعنی اس دن جب تمام ارواح نے اپنے رب کو دیکھا تھا اور اس سے عہدِ وفا کیا تھا۔ تمام ارواح، سوائے اُن کے جو ابلیس کے ساتھ ہیں۔

یہ ہے ایمان، یعنی اپنے کہے ہوئے الفاظ پر قائم رہنا، وہ الفاظ جو کہتے ہیں '' اللہ، تُو واحد ہے، اکیلا، واحد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے محبوب ہیں۔'' یہ تھا وہ وعدہ جو اُس دن کیا گیا تھا۔ کہ آپ اپنے اللہ کے ساتھ سچے رہیں گے۔ اُس کے حقیقی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچے رہیں گے اور اس کی راہ کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

جی ہاں، ایمان دنیا میں سب سے مضبوط شے ہے۔ آپ لکڑی کو توڑ سکتے ہیں، لوہے کو گھلا سکتے ہیں، آپ آگ کو بجھا سکتے ہیں۔ آپ دریاؤں کو ملا سکتے ہیں، یا سمندروں کو بھاپ بنا سکتے ہیں لیکن آپ کسی سچے مومن کے دل میں موجود ایمان کو نہیں توڑ سکتے۔

کوئی الفاظ ان الفاظ سے مضبوط تر نہیں ہو سکتے، جو

Marfat.com

اس کے منہ سے نکلتے ہیں۔ الفاظ جو کہتے ہیں "اے اللہ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، میں تمہارا اور تو میرا ہے"۔

حالات کیسے بھی ہوں، اس دنیا میں اس کی حالت خواہ کچھ بھی ہو، کوئی مشکل، کوئی غربت، کوئی بیماری، کوئی آفت اور کوئی بھی دکھ اور مصیبت ان الفاظ کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔ یہ ایمان اُس کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔ اور یہ ایمان ہی ہے، جو اُسے آگے بڑھا رہا ہے۔ یہ ایمان تمام سختیوں اور مصائب کے خلاف اس کی ڈھال ہے۔

اس ایمانِ کامل سے وہ ہر طوفانِ زندگی کا سامنا کرتا ہے۔ یہ اُسے صبر، شکر اور اپنے اللہ پر توکّل کرنا سکھاتا ہے۔ اس کے سوا کون ہے جو اسکی حفاظت کر سکے اور اسے رزق عطا کر سکے۔ اس کا ایمان اُسے سکھاتا ہے کہ وہ خطرے یا مصیبت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہے کہ "وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" یہ ہے ایمانِ مومن۔

یہ مجاہد اور اللہ کے یہ دوست اپنی وفا میں سچے ہیں، اپنے اس وعدے میں سچے ہیں جو انہوں نے اس دن کیا تھا۔ بیشک کوئی بھی شے ان کے دلوں سے زیادہ مضبوط نہیں ہو سکتی، ان کے ایمان سے مضبوط تر نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی رحمتیں اور نعمتیں ہوں اُن

Marfat.com

تمام دلوں پر۔

ایک ایسا ہی خوب صورت دل ہے، جو کئی سال پہلے اس دنیا میں موجود تھا، اُس دل سے جو نُور پھوٹتا تھا اُس سے اب بھی کئی دوسرے دل روشن و تاباں ہیں۔ یہ دل ہمارے دادا پیر حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن قدوسی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ قادری، چشتی، صابری، نظامی تھے۔ آپ سہروردی اور نقش بندی بھی تھے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ میں تمام سچّے سلسلوں کے رنگ تھے، جن سے آپ کا دل حسین تر ہوا اور اللہ کے نُور کا وصول کنندہ ہوا۔ آپ کا دل سچّے ایمانِ کامل کا نمونہ بن گیا، جس نے آپ کے سر کو کسی بھی غیر اللہ کے آگے جُھکنے نہ دیا۔ آپ ایک ایسے شخص کا نمونہ تھے جو اپنے اصولوں کے پکّے ہیں، اور جو اقتدار اور دولت سے کبھی متاثر نہیں ہوتے۔

جن دنوں آپ رحمتہ اللہ علیہ حکومتِ ہند میں ملازم تھے، تو آپ اپنی تمام نمازیں مسجد میں جاکر ادا کیا کرتے تھے۔ جتنا وقت وہ مسجد میں گزارتے، اس کی تلافی کے لئے وہ اتنا ہی وقت آفس میں دیر تک بیٹھ کر پورا کرتے تھے۔

ایک بار آپ کے انگلش افسر نے کہلوا بھیجا کہ آپ

Marfat.com

اپنی نماز چھوڑ کر آجائیں، کیوں کہ ایک وفد آیا ہوا ہے۔
جب یہ چپڑاسی نے وہ پیغام اس ولی کو پہنچایا، تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا" جس کے دربار میں میں بیٹھا ہوں، اُس کے آگے تیری حیثیت مکھی جتنی بھی نہیں ہے۔ ہم نہیں آتے ..... کیوں کہ ہم نے نوکری چھوڑ دی ہے"۔

یہ ہے ایک ولی کے دل کی قوت۔ کوئی شے بھی اسے پریشان نہیں کرتی۔ حالات چاہے کیسے بھی ہوں' وہ ہر وقت اپنے اللہ کا تابعدار بندہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایسے لوگ بات کرتے ہیں، تو یہ اللہ کے الفاظ میں بات کرتے ہیں، جب یہ دیکھتے ہیں، تو یہ اللہ کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں، وہ سب اُسی کی مرضی اور رضا سے کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ جو صاحبِ ایمان ہیں' جب اس دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں، تو ان کی خوشبو اور اُن کا نور ان سب لوگوں کے لئے خوشی اور طمانیت کا باعث ہوتے ہیں، جن کی نسبت اُن کے ساتھ ہوتی ہے۔

اے اُمّتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب

Marfat.com

سے ایمانِ کامل طلب کریں ۔ یعنی وہ ایمان جس کو اللہ کے نبی، اُس کے محبوب، اُس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم جانتے تھے۔

اے اُمّتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ایمانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم طلب کریں ۔ بے شک کوئی بھی شئے کبھی بھی اس سے بڑھ کر مضبوط اور حسین نہ ہوگی۔

آیئے اللہ کے اس عظیم تحفے کو لینے کے لئے اپنے دلوں کو کشادگی سے کھولیں، اور اللہ سے دُعا مانگیں کہ اِسے صحیح سلامت رکھنے کی خاطر اسے نُورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لپیٹے۔

آمین!

Marfat.com

۱۸ / جون ۲۰۱۰ء

باب (۱۱۹)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی حمد و ثناء وہ سب کرتے ہیں جن کی نسبت اس سے ہے، جو جہانوں کا رب ہے اور اپنی جملہ تخلیقات کے لئے رحمت ہے۔ یعنی اُن مخلوقات کے لئے جن کی نسبت اُس سے ہے۔

دُرود و سلام ہوں سراپا رحمت، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر، اللہ کی رحمت پر، جن کا دلِ اطہر سب سے زیادہ مہربان ہے اور جو حق کا مظہر ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو رب کے اُن خاص بندوں کے لئے جنہوں نے دنیا کو نورِ ہدایت سے روشن رکھا، اور اب بھی روشن رکھے ہوئے ہیں۔ بے شک یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے دل کے قریب ترین ہیں۔

Marfat.com

آیئے آج جنت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، اور اُن کے بارے میں جو وہاں رہیں گے۔ اس سوال کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ "جنت میرا گلشن ہے اور وہ سب جو وہاں ہیں اس گلشن کے پھول ہیں۔"

بے شک جنت اللہ کی طرف سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک خوبصورت تحفہ ہے۔ ایک ایسا تحفہ جو حسن اور لذتوں سے بھرپور ہے، خاص طور سے اُن لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے وفادار رہے ہیں۔

جنت ایک حقیقی جگہ ہے، کم و بیش دنیا کی طرح لیکن تاہم کئی اعتبار سے اس سے مختلف بھی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ کے سچے وفاداروں کے لئے انعامات ہیں۔ اور وہ انعامات ایسے ہیں جن کی مثال انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔

یہ جگہ پاک ارواح کے لئے ہے، جن کو نُوری جسم عطا ہوئے ہیں۔ ان جسموں میں نزاکت اور لطافت ہوگی۔ اُن میں اس قدر زیادہ حسن ہوگا کہ اس کا مشاہدہ

Marfat.com

کسی زمین والے نے اس سے پہلے نہیں کیا ہوگا۔ جسم کی کھال شفّاف اور چمکدار، آنکھیں مخمور اور چہرے نہایت ہی دلکش ہوں گے۔

جنت کا ہر ایک باسی جوان ہوگا۔ وہاں بڑھاپا نہیں ہوگا۔ اور نہ کوئی رنج والم ہوگا۔ جنت میں رہنے والے دنیا میں رہنے والوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ شدت سے حساس ہوں گے۔ جنت دِلوں کا مسکن ہے جہاں سب سے ضروری چیز دلوں کی دیکھ بھال ہے، جہاں دلوں کو سب زیادہ قیمتی چیز جانا جائے گا، اور اُن کی قدر بھی اسی انداز سے کی جائے گی۔ وہاں حسُن ہوگا، مُسکراہٹیں ہوں گی۔ ہنسی ہوگی۔

اور ہاں، یقیناً وہاں آنسو بھی ہوں گے۔ مگر یہ آنسو فقط عشق میں بہائے جائیں گے، یعنی سچّے عشق میں۔ اس کے علاوہ دوسرے جذبات بھی ہوں گے، جنہیں عاشقین اس دنیا میں بھی سمجھتے ہیں۔ مثلاً وہاں معشوق کے لئے تڑپ ہوگی، جُدائی ہوگی اور پھر وصال ہوگا۔ لیکن جُدائی کا یہ مطلب نہیں کہ وہ لمبے عرصے پر محیط ہوگی۔ محبوب چاہے ایک دو لمحوں کے لئے بھی چلا جائے، جُدائی کا

Marfat.com

شدید درد دل میں محسوس ہوگا۔

پھر ایک اور شدید درد اُٹھے گا، پہلے سے شدید تر۔ اور یہ درد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تڑپ کی صورت میں ہوگا۔ جب کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنتی کے گھر تشریف لے جائیں گے، وہ اس گھر والوں کے لئے عید کا سماں ہوگا۔ ایک مکمل جشن ہوگا، جس کی وہ بار بار طلب کریں گے۔

پھر ایک گہری شدید تر تڑپ ہوگی۔ دل میں ایک ایسی ہوک اُٹھے گی، جس کی نہ اُس وقت تشریح ہوسکتی ہے اور نہ اِس وقت۔ اس تڑپ کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ اسے صرف اشکول سے محسوس کیا اور دکھایا جاسکتا ہے۔ یعنی عشق کے اشکول سے۔ یہ تڑپ ان کے رب کے لئے ہوگی، اُن کے محبوب العظیم کے لئے، اُن کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہوگی۔

یہ تڑپ اور یہ آنسو انہیں ان کا سب سے بڑا انعام دیں گے۔ یہ اعلیٰ ترین انعام انہیں اُن کی وفا کے بدلے ملے گا۔ یہ انعام جو انہیں ابد تک ملتا رہے

Marfat.com

گا، یہ ہے اُن کے جانِ جانان کا جلوہ۔ اُن کے رب کا حسُن وجمال۔

البتہ کچھ خوش قسمت انسان ایسے بھی ہیں، جن کو جنت کا یہ مزہ اس دنیا میں بھی ملتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ دنیا دار لوگ ہوں، جنہیں بعد میں اللہ کے کام سپرُد کیئے گئے۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں، جنہیں صرف اللہ اور اس کے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہو۔

یہ ولی یا ولیائیں اپنے رسول کا حقیقی عکس ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ اُن کی زندگیاں اُن کے زمانے کے لوگوں کے لئے نوُرِ ہدایت بن جاتی ہیں، اور اُن لوگوں کے لئے بھی جو بعد میں آئے اور بعد میں آئیں گے۔

اب یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اُوپر یہ کیوں کہا گیا کہ انہوں نے اس دنیا میں ہی جنت کی ایک جھلک دیکھی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ انہیں اس کرم سے اس لئے نوازتا ہے کہ وہ اس کی موجودگی کو محسوس کرتے ہیں۔ اُسکے قُرب کو اور اُسکی محبت کو محسوس کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا اُن کے لئے ایک پنجرے کی طرح ہے جس میں وہ قیدی کے مانند

Marfat.com

اس انتظار میں رہتے ہیں کہ پنجرہ کا دروازہ کب کھلتا ہے۔ ع غمِ جُدائی کو ہم جانیں یا خُدا جانے
بلا نوشوں پہ جو گزری تیری بلا ُبلائے

اگرچہ اُن کی تڑپ بہت زیادہ ہے، لیکن تاہم وہ اس ذمّے داری کا احترام کرتے ہیں، جو انہیں اُن کے اللہ نے سونپی ہے۔ یہ ہے وہ طریقہ جس سے وہ اس دُنیا میں اُس کا ذکر کرتے اور اُسے ہر طرف پھیلاتے ہوئے زندہ رہتے ہیں۔

آج ہم ایک ایسے حسین شخص کے بارے میں بات کرتے ہیں جن کے پہلو میں ایک خوبصورت دل تھا۔ جو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب تھے اور ہیں، جن کا ایک ایک مسام ہر وقت حالتِ ذکر میں رہتا ہے، جن کی ذات فنا فی الرسول، فنا فی اللہ اور بقاء باللہ تھی۔ جن کے سرِ مُبارک پر تاجِ چشت سجا تھا، جو پھر تاج الہند میں تبدیل ہوا، کیوں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تمام زمانوں کے لئے سلطان الہند بنا دیا تھا۔

حضرت معین الدین حسن چشتی، خواجۂ غریب نواز

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ سال ۵۳۶ھ ہجری مطابق ۱۱۴۱ء عیسوی میں سیستان (ایران) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ براہِ راست نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے تھے، یعنی آپ حسنی حسینی سید تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی، حضرت سید غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف نو سال کی عمر میں قرآن پاک کو حفظ کیا۔ والدِ محترم کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وراثت میں ایک چکّی اور ایک باغ مِلا، جو آپ کے گزر بسر کا ذریعہ تھے۔

ایک دن ایک ولی، حضرت ابراہیم قندوری رحمۃ اللہ علیہ کا گزر حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے باغ سے ہوا۔ خواجہ صاحب اس ولی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اُن سے بڑے ادب واحترام سے پیش آئے اور انگوروں سے بھری ایک طشتری اُن کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ آپ کی اس عقیدت مندی کے جذبہ سے بہت متاثر ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے سُوکھی روٹی کا ایک

Marfat.com

ٹکڑا نکال کر آپ کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا۔

"وہ تیری مہمان نوازی تھی، اور یہ فقیر کی دعوت ہے"۔

اس سے ایک عجیب وغریب چیز واقع ہوئی، جونہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روٹی کے ٹکڑے کو منہ میں رکھا، آپ کی پوری دنیا ہی بدل گئی۔ اور آپ نے ایسا محسوس کیا کہ جیسے دنیا ایک بے معنی سی چیز ہے۔ اگلے روز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باغ اور چکی کو بیچ ڈالا اور اپنا سارا وقت علم کے حصول میں گزارنا شروع کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہور جامعہ نظامیہ میں داخلے کے لئے بخارا اور سمرقند تشریف لے گئے اور وہاں پانچ سال تک قیام فرمایا۔ پھر اپنی رُوحانی پیاس بجھانے آپ عراق سے عربستان تشریف لے گئے۔ پھر وہاں سے سفر کرتے آپ ہروان (ہارون) نامی جگہ پہنچے جہاں آپ حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید ہو گئے۔

خواجہ صاحب اپنے مرشد کی صحبت میں رہے

Marfat.com

اور اپنے مرشد کے ہمراہ کئی سفر کئے، جن میں آپ اپنے مُرشد کا سامانِ سفر اپنے سر پر اُٹھائے چلتے تھے، انہوں نے مکہ، مدینہ، عراق، شام اور سمرقند کا سفر کیا، جس کے دوران آپ لوگوں کی ملاقات کئی جلیل القدر بزرگوں سے ہوئی۔ خواجہ صاحب کا جذبۂ ایثار دیکھتے ہوئے حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن دُعا کی:

"اے خدائے ذوالجلال! معین الدین کو قبول فرما اس نے میری بے سروسامانی کے باوجود مجھے نہیں چھوڑا، تُو بھی اُسے زمین پر تنہا نہ چھوڑ"۔

عین اُسی وقت نُور کی ایک پھوار خواجہ صاحب پر پڑی۔ اور ایک تیز روشنی آپ کے دل میں اُتر گئی۔ جس سے آپ کی آنکھوں سے تمام پردے ہٹ گئے۔ اس پر آپ کے مُرشد نے فرمایا" معین الدین! اب تم کیا دیکھ رہے ہو؟" یہ سُن کر خواجہ صاحب نے زاروقطار روتے ہوئے جواب دیا کہ" اے میرے شیخ! آپ کے صدقے سے میں عرش سے لے کر تحت الثریٰ

Marfat.com

تک دیکھ سکتا ہوں۔"

قیامِ مکہ کے دوران، حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب کو کعبہ شریف کے قریب لے جا کر دعا فرمائی۔ اس کے جواب میں غیب سے ایک آواز سنائی دی کہ "ہم نے معین الدین کو اپنے ایک محبوب عقیدت مند کے طور پر قبول کیا۔" اسی طرح مدینہ شریف پہنچنے پر حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ عالیہ میں ایک بار پھر اپنے پیارے مرید سے صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کو کہا۔

جب آپ نے بڑے احترام سے ایسا کیا، تو ایک آواز سنائی دی، جو کہہ رہی تھی "وعلیکم السلام یا قطب المشائخ، یا سلطان الہند" یہ سن کر آپ کے مرشد نے فرمایا "اب تم واقعی کمال تک پہنچے ہو۔"

ایک بار دورانِ حج آپ کو ایک مرتبہ پھر مدینہ شریف سے اجمیر جا کر اسلام کی تبلیغ کرنے کا حکم ہوا۔ چونکہ آپ کو معلوم نہیں تھا کہ اجمیر کہاں ہے، اسی لئے نبئ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آکر آپ کو اجمیر

Marfat.com

کا پتہ بتا دیا۔

جیسے ہی خواجہ صاحب کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجمیر جانے کا حکم ملا، آپ فوراً سفر پر روانہ ہوئے۔ یہ ۵۸۶ھ ہجری کا سال تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ جب لاہور پہنچے، تو آپ نے حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضری دی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وہاں اس جلیل القدر بزرگ سے فیض حاصل کرنے کے لئے چلّا کاٹا۔

خواجہ صاحب اجمیر میں داخل ہوئے، تو اس وقت وہاں ایک کٹر ھندو راجپوت کی حکومت تھی۔ یہ راجپوت اپنی وحشیانہ فطرت اور بہادری کے لئے مشہور تھا۔ راجپوتوں کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ راجپوت مرد جب میدانِ جنگ میں جاتے تو کبھی کبھی اُن کی عورتیں خود کو آگ لگا تیں، تا کہ مرد گھر لوٹ کر آنے کا خیال دل سے نکال دیں۔ ایسی تھی ان کی مذہبی وفاداری۔ اپنے پتھر سے تراشے ہوئے جھوٹے خداؤں کے ساتھ۔

یہ تھے وہ لوگ جو خواجہ صاحب کے حوالے

Marfat.com

کیئے گئے تھے۔ تاکہ اُن کے دلوں سے کُفر کی تاریکی کو مٹایا جاسکے۔ یہ وہ دور تھا جب پرتھوی راجہ چوہان، دہلی اور اجمیر کا حکمران تھا۔ بہت ہی قلیل عرصے میں وہ آنکھیں جو اب تک صرف اپنے عقیدہ کی تاریکی کو دیکھنے کی عادی تھیں۔ اب ان کفّار نے ایک مردِ جوان کو ایک اَن دیکھے خدا کو پرستش کرتے دیکھا۔

خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے گھاس پھونس سے ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنائی۔ آپ کا کُل اثاثہ ایک جائے نماز، پانی کا ایک چھوٹا برتن اور ایک فقیرانہ لباس۔ یہ تھا کل اثاثہ سُلطان الہند، شاہ معرفت کا۔

ایک دن کچھ راجپوت خواجہ صاحب کی جھونپڑی میں گھُس آئے اور بڑی سختی سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؛ اور یہاں کیا کر رہے ہیں؟ اس پر خواجہ صاحب نے جواب دیا کہ "میں ایک مسلمان ہوں اور میں یہاں آپ تک اللہ کا پیغام پہنچانے آیا ہوں"۔ لفظ مسلمان سُن کر راجپوت خوف زدہ ہو گئے۔ کیوں کہ چند سال پہلے اُن کا مقابلہ سلطان شہاب الدین غوری کی فوج سے ہوا تھا، جس میں انھوں نے مسلم فوج کو شکست

Marfat.com

دی تھی۔

مسلمانوں کے لئے نفرت ان کے چہرے سے عیاں ہوگئی تھی مگر اس سے خواجہ صاحب کے ارادے میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے صاف صاف یہ پیغام دیا کہ اللہ صرف ایک ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسُول ہیں۔

راجپوت اس پیغام سے حیرت زدہ ہوگئے لیکن اس سے زیادہ حیرت انہیں اذان کی صدا سُن کر ہوئی۔ اسی طرح اکثر راجپوت اس مردِ بلند آہنگ اور اس کے مشن سے واقف ہوگئے۔

ایک دن کچھ راجپوت اس بات پر بڑے غصے میں آگئے کہ یہ شخص ہمارے خداؤں کو کیوں جھٹلاتا ہے، اس لئے وہ خواجہ صاحب کی جھونپڑی میں گھُس آئے۔ لیکن وہ خواجہ صاحب کو نماز پڑھتے دیکھ کر رُک گئے۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ سجدے میں گئے، تو راجپوتوں نے اپنی تلواریں نکالنے کی کوشش کی تاکہ اپنا بدلہ چکا سکیں۔ لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رِہ گئے کہ کوئی بھی اپنے نیام سے تلوار نہیں

Marfat.com

نکال سکا۔ ایسے لگتا تھا کہ کسی غیبی قوت نے تلواروں کو مضبوطی سے چپکا دیا ہو۔ انہوں نے بے بسی سے خواجہ صاحب کی طرف دیکھا جو ہلکے سے مسکرا رہے تھے۔

پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت دھیمے لہجے میں فرمایا: ”تمہاری مہمان نوازی کے لئے فقیر کے پاس جنگلی پھولوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔“ راجپوت اس وقت اور ڈر گئے، جب خواجہ صاحب نے فرمایا، ”نیچے بیٹھ جاؤ۔ اپنی تلواریں نکالو اور جو کچھ کرنا ہے کرو، تم لوگوں کو ایک درویش کو مارنے کے لئے زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں۔“

یہ سن کر راجپوت بھاگ کھڑے ہوئے، یہ کہتے ہوئے کہ: ”یہ جادوگر ہیں، ورنہ ان کو کیسے پتہ چلا کہ ہمارے دل میں کیا ہے۔ خواجہ صاحب کی کشش اتنی زیادہ تھی کہ یہی راجپوت تیسری مرتبہ بھی آئے مگر اس بار وہ دینِ اسلام کو گلے لگانے آئے تھے۔

خواجہ صاحب کی تحریک تو بس محبت، علم، پاکیزگی اور ہدایت کی تھی۔ قلیل عرصے میں یہ پورا علاقہ

Marfat.com

اللہ کی توحید کی حقانیت سے بھر گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مرد اور عورتوں نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ لیکن اتنے بڑے پیمانے پر ہندوؤں کا اسلام لانا ہندو حاکم کی ناراضگی کا باعث بنا اور اس نے مسلمانوں پر سختی کرنا شروع کر دی۔

پرتھوی راج نے اجے پال اور سادھو رام جو جادوگر تھے، کو خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو کالے جادو سے تباہ کرنے کے لئے بھیجا لیکن وہ ناکام رہے۔

ایک دن خواجہ صاحب کا خادم وضو کے لئے پانی لینے اناساگر نامی دریا پر گیا لیکن وہاں راجپوت سپاہیوں کو دیکھ کر حیران ہوا۔ انہوں نے خادم سے کہا کہ اُچھوتوں کے لئے پانی نہیں ہے۔

جب خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اس کے بارے میں معلوم ہوا، تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بس آج کے لئے میرے آدمیوں کو ایک ایک برتن پانی لینے کی اجازت دے دو، پھر ہم کسی دوسری جگہ سے پانی تلاش کریں گے۔" جب یہ پیغام سپاہیوں کو پہنچایا گیا تو انہوں نے خادموں کا مذاق اڑایا اور صرف ایک چھوٹا

Marfat.com

برتن پانی بھرنے کے لئے کہا۔

جب خادموں نے برتن لیا، تو ایک حیران کن واقعہ سپاہیوں کے سامنے پیش آیا۔ ایسے لگا کہ جیسے پورا انا ساگر دریا ان برتنوں میں سما گیا۔ دریا مکمل سوکھ گیا۔ پانی کا ایک قطرہ بھی نہ رہا۔ خادم کانپتے ہوئے مرشد کے پاس جا پہنچے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ خواجہ صاحب نے جلالی آواز میں فرمایا۔ "ناپائیدار چیز پر جھگڑا کر رہے تھے۔ اگر اس کائنات کا خالق سمندر کو بھی سوکھ جانے کا حکم دے تو اُسے اس ارادے سے کون روک سکتا ہے۔"

پورے اجمیر میں ایک شور برپا ہوگیا۔ پرتھوی راج کو معلوم تھا کہ اب اسے خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو شکست دینے کے لئے طاقت ور جادوگروں کی ضرورت پیش آئے گی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر خواجہ صاحب کی کرامت کا ہر جگہ چرچا ہوگا تو اس سے ہندوؤں کا تسلط کمزور پڑ جائے گا۔ اس نے بڑی چالاکی سے سپاہیوں کا ایک جتھہ خواجہ صاحب کی خدمت میں بھیجا، جنہوں نے معافی مانگی اور درخواست کی کہ پانی

Marfat.com

انہیں انسانیت کی خاطر واپس کیا جائے"۔

خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے توحید کا پیغام دیتے ہوئے کرم فرمائی کی اور خادموں سے فرمایا کہ پانی کا برتن دریا کو واپس کر دیں۔ خواجہ صاحب کی کرامت اس وقت پھر ظاہر ہوئی، جب برتن کے پانی کو سوکھے دریا میں ڈالا گیا تو دریا پہلے کی طرح پانی سے بھر گیا۔ پرتھوی راج کے جادوگر جوگی جے پال کا غصہ ہر مرتبہ بڑھ جاتا جب وہ خواجہ صاحب کی کرامات کے بارے میں سنتا۔

اُس کے تکبّر نے اُسے یہ کہنے پر مجبور کیا کہ پورا ہندوستان اس کے زیرِ تسلط ہے اور یہ اس کے اختیار میں ہے کہ وہ جس کو جو ایذا دینا چاہے دے سکتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ "آج اس زمین پر مسلمانوں کا آخری دن ہے۔ میں انہیں ایسا سبق سکھاؤں گا کہ جسے وہ کبھی فراموش نہیں کریں گے"۔

پھر اس نے اپنے ۵۰۰ جادوگروں کو حکم دیا کہ وہ خواجہ صاحب کے حجرے کی طرف آگ کے شعلے برسائیں۔ لیکن یہ شعلے اپنے نشانہ پر پہنچنے سے پہلے ہی بجھ گئے۔ پھر جادوگروں نے سلطان کی جھونپڑی کی طرف ہزاروں

Marfat.com

سانپ چھوڑے۔ لیکن یہ سانپ بھی خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حجرے تک پہنچنے سے پہلے ہی غائب ہوگئے۔

اس ساری صورتِ حال نے جادوگروں کو اس قدر اشتعال دلایا کہ اس نے غصے میں آکر اپنا ہاتھ ہلایا تو آسمان سے ایک رسّی نیچے لہراتی ہوئی نظر آئی۔ جے پال نے یہ کہتے ہوئے اس رسّی سے اوُپر چڑھنا شروع کیا، کہ "میں جے پال ہوں، جیسے ہی میں اوپر تک پہنچوں گا بجلی میرا عذاب بن کر آپ لوگوں پر آگرے گی" اور وہ خود لمحوں میں آسمان میں غائب ہوگیا۔

اس پر خواجہ صاحب نے اپنے نعلین اوپر ہوا میں اُچھال دیئے۔ سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ چند لمحوں کے اندر ہی جے پال رسّی سے نیچے چیختا ہوا اُتر رہا تھا، اور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نعلین اس کے سر پر زور سے ضربیں مار رہے تھے۔ اس ذلت و رسوائی نے جے پال کو یکسر بدل ڈالا، اور اُس نے خلوصِ دل سے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا اور اس کا نیا نام عبداللہ صحرائی رکھا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی بقیہ زندگی اُن مسافروں کو راستہ دکھاتے گزاری جو

Marfat.com

صحرا میں راستہ بھول جاتے تھے۔

پرتھوی راج اب بھی مسلمانوں کا دشمن تھا۔ ایک دن شہاب الدین غوری، جو ایک عظیم سپہ سالار تھا، مگر جس نے راجپوتوں سے شکست کھائی تھی۔ اُس نے ایک خواب دیکھا، خواب میں اُس نے ایک نُورانی بزرگ کو دیکھا جو اس کو ہدایت دے رہے تھے۔ اور جنہیں اس نے خواجہ صاحب کے طور پر شناخت کیا۔ بزرگ نے فرمایا کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "تو ہندوستان کا حاکم بنے گا، اپنی توجہ مرکوز رکھو، پرتھوی راج کو گرفتار کرو اور اُسے ختم کر دو"۔

ان ہدایات پر عمل کرتے ہوئے شہاب الدین غوری ہندوستان آیا اور ایک گھمسان کی جنگ کے بعد ہندوؤں کو شکست دے دی۔ اُس نے پرتھوی کو گرفتار کیا جو آخر کار اپنے کیفرِ کردار تک پہنچا۔ شہاب الدین غوری پھر خواجہ صاحب کو خراجِ عقیدت پیش کرنے اجمیر پہنچا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مُرید بن گیا۔

خواجہ صاحب، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی عکس تھے۔ حالات چاہے کچھ بھی ہوتے، آپ

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کا چہرہ ہر وقت گلنار رہتا اور لبوں پر ایک حسین تبسم موجود رہتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ میں اقتدار کی کوئی لالچ نہ تھی، نام ونمود کا کوئی شوق نہ تھا اور نہ ہی دولت کی کوئی خواہش تھی۔ آپ فقط اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہتے۔

حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ جو آپ کے محبوب مُرید اور خلیفہ تھے، فرماتے ہیں کہ انہوں نے کبھی کسی بھکاری یا ضرورت مند کو خواجہ صاحب کے در سے خالی ہاتھ جاتے نہیں دیکھا۔ اسی لئے آپ کا ایک مشہور لقب ''غریب نواز'' یعنی غریبوں کا ولی تھا۔

اگرچہ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہندوؤں کی زبان نہیں جانتے تھے، کیوں کہ آپ فارسی بولتے تھے؛ لیکن اس کے باوجود آپ نے ساڑھے نو ملین لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ آپ نے ہندوستان کو تلوار سے نہیں بلکہ محبت سے فتح کیا۔ شیخ ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت فریدالدین عطّار رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شمس تبریز رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے ہم عصر تھے۔

Marfat.com

بروز پیر ۶، رجب ۶۲۷ھ ہجری کو بعد نمازِ عشاء حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے، اور کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ جب فجر کی نماز کے وقت تک دروازہ نہ کھلا، تو آپ کے مُریدوں نے دروازہ کھولا اور دیکھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پیشانی مُبارکہ پر لکھا تھا، "یہ اللہ کے محبوب تھے، اور اللہ کی محبت میں چل بسے"۔ آپ کے لبوں پر کھلتا ہوا تبسم علامہ اقبال کے اس شعر کی حقیقت بیان کر رہا تھا۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم!
چو مرگ آید تبسم برلب اوست

یعنی میں تجھے مردِ مومن کی پہچان بتاتا ہوں کہ جب موت آتی ہے تو اس کے ہونٹوں پر تبسم موجود ہوتا ہے۔

یہ اللہ کے محبوب ولی کی وہ آنکھیں تھیں جو ۹۷ سال تک منتظر رہیں، یہ یار کے لئے ۹۷ سال کا انتظار تھا، وہ یار جس کا جلوہ تو ہمیشہ ان آنکھوں میں رہا لیکن

Marfat.com

پھر بھی حُسنِ جاناں کا انتظار ایک پل کے لئے بھی نہیں رُکا۔ ایسے ہوتے ہیں اللہ کے محبوب، جن کے پاس اللہ اس دُنیا میں بھی ہے، جن کے پاس جنّت بھی اس دُنیا میں ہے۔ لیکن پھر بھی وہ ہمیشہ پیاسے ہی رہتے ہیں۔ یہ ایک ایسی پیاس ہے کہ کبھی ختم نہ ہوگی، کیوں کہ یہ عشق کی پیاس ہے، اور اس حقیقت کو سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ سے اور بہتر کون جان سکتا ہے۔

عشق میں تیرے کوہِ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو
ہجر کی جو مصیبتیں عرض کیں اس کے روبرو
ناز و ادا سے مسکرا کے کہنے لگا جو ہو سو ہو
ہستی کے اس شراب میں رات کی رات بس رہی
صبحِ عدم ہوئی نمود یہ نُور اُٹھا جو ہو سو ہو

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبّت اور عشق کے دامن میں لے لے۔ اور ابد تک ہمارے دلوں کو منوّر اور گرم رکھے۔

آمین!

Marfat.com

۲۵ جون ۲۰۱۰ء

باب (۱۲۰)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے، جو جمال، جلال اور نورِ کائنات ہے، اور جو دلوں کا رکھوالا بھی ہے۔

درود و سلام رحمتِ کائنات پر، اُن پاک ہستی پر جو "عبد" کے معنی جانتے ہیں، اور جو بے شک عبداللہ ہیں اور اپنے رب کے عاجز عبد ہیں۔ اور جو حالتِ سجدہ میں ہیں اور ابد تک حالتِ سجدہ میں رہیں گے۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے، سلامتی ہو اُن تمام دلوں کے لئے جو ہر وقت اللہ کی رحمت میں ملفوف ہیں اور جو ہمیشہ ہر جمعہ کو یہاں حاضر ہو کر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

گزشتہ جمعہ ہم نے سیّد معین الدین حسن چشتی،

Marfat.com

خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر کیا تھا۔ اب اللہ کے عاشقوں کے دلوں میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اللہ کی دُنیا، یعنی رُوحانی دُنیا کے بارے میں مزید معلومات کس طرح حاصل کریں، روحانیت کے بارے میں مزید کیسے جانیں جو آنکھوں سے اتنا پوشیدہ ہے؟

اس کا جواب خود خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس طرح دیا ہے کہ:

"اپنے آپ کو اس میں فنا کر دو، اور تمہیں سب کچھ مل جائے گا۔"

کتنا آسان لگتا ہے اور کتنا مشکل ہے یہ کام۔ آپ سب جو اس صدی سے تعلق رکھتے ہیں، اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ یہ رسّہ کشی کے کھیل کی طرح ہے۔ ایک لمبی سی رسّی کو ذہن میں لائیں، جس کے ایک سرے پر دُنیا، اپنی تمام خوبصورت رنگینیوں، رعنائیوں، کھیل تماشوں اور چمک دمک کے ساتھ ہو اور دوسرے سرے پر دین، اپنے حق و باطل کے اسباق کے ساتھ ہو، جس میں پابندیاں، سادگی، نفس کوشی، مساوات اور حلال کمائی ہے۔

Marfat.com

اب اس شخص کو ذہن میں لائیں جو اس رسّی کے بیچوں بیچ کھڑا ہے، جسے دونوں طرف والے اپنی جانب کھینچ رہے ہیں۔ اب یہ اُس شخص پر منحصر ہے کہ اُسے کس جانب والے زیادہ متاثر کر رہے ہیں، دُنیا یا دین ، کیوں کہ کسی نہ کسی طرف جُھکنا اُس کی اپنی مرضی پر ہے۔

اگر وہ دُنیادار ہے تو دین کی سادگی اور پابندیاں اُسے اپنی جانب نہیں کھینچ سکتیں۔ وہ دین کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے گہرائی میں جانا گوارا تک نہیں کرے گا۔ اس طرح وہ اپنے مذہب کے سچّے حسُن سے خود کو محروم رکھے گا۔

لیکن اگر وہ اپنے اللہ سے وابستہ ہے تو یقیناً دینِ حق کا اصل جوہر اس کے سامنے نمایاں ہو گا، اور وہ کسی غلط انتخاب کی جُراُت نہیں کرے گا۔ اللہ تو سب کے لئے ہے۔ وہ دنیا کے لوگ بھی ہو سکتے ہیں اور اللہ والے بھی ہو سکتے ہیں۔

یہ کوئی خُفیہ پیغام نہیں ہے۔ یہ بالکل ظاہر اور ہر ایک کے لئے آسانی سے رسائی والا ہے۔ اس کی

Marfat.com

نشانیاں بھی بالکل صاف ہیں۔ اس دنیا کے ایک ایک ذرّہ اور ایک ایک تخلیق، یعنی پوری کائنات اپنے اللہ کا واضح ثبوت ہے۔

حتیٰ کہ وہ دہریئے جو اللہ کو نہیں مانتے، وہ بھی اپنے وجود کی گہرائیوں میں جانتے ہیں کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں، لیکن وہ اپنے جھوٹ کے ساتھ اتنے راضی بہ رضا ہیں کہ وہ حقیقت کو ماننے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔

اللہ کا پیغام، اس کا قرآن اور اُس کے انبیاء و رُسل سب اس زمین کے باسیوں کے لئے ہیں، جن کو اللہ کے نائب کے کردار سے نوازا گیا ہے۔ اب اُس کے پیغام، اس کی ہدایت کو قبول کرنے کا دارومدار حقیقت میں انسانی "مرضی" پر ہے اور اس مرضی کے لئے اُسے جوابدہ ہونا پڑے گا۔

صدیوں سے اللہ کے انبیاؑ اور اولیاء اس پیغام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اب اس کو کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا، اس کا دارومدار اس شخص کے دل کی کیفیت پر ہوتا ہے۔

Marfat.com

ایک بازار کی مثال لیں، جو خوبصورت چیزوں سے بھرا ہوا ہے۔ جس میں بڑا شور و ہنگامہ ہے۔ جس میں تفریح اور بڑے کھیل تماشے ہیں، اور جہاں گاہک کو متاثر کرنے کے مختلف طور طریقے ہیں۔ سارے دوکاندار اپنے سامان کو بیچنے کی سرتوڑ کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کچھ جھوٹ بولتے ہوئے کچھ فریب دیتے ہوئے اور کچھ محض بے مقصد باتیں کرتے ہوئے، تاکہ ان کے گاہک کسی دوسری جگہ نہ جائیں۔

سب کو معلوم ہے کہ یہ بازار محض شام ہونے تک لگا ہوا ہے۔ رات ہوتے ہی یہ رونق ختم ہو گی اور بازار بند ہو جائے گا۔ اسی بازار سے ہوتی ہوئی ایک نوری ٹرین بھی گزرتی ہے۔ یہ بڑی خاموشی اور تیز رفتاری سے چلتی ہے۔ اس میں بازار میں موجود تمام لوگوں کے لئے نشستیں ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو ٹرین کی موجودگی سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اُن کی منزل یہ بازار نہیں ہے۔

وہ جانتے ہیں کہ انہیں کسی دُور دراز سرزمین کی طرف جانا ہو گا۔ ایک ایسی جگہ جس کا اُن کے اللہ

Marfat.com

نے وعدہ فرمایا ہے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ اس بازار میں مختصر وقت کے لئے ٹھہر سکتے ہیں۔ اور یہ ایسی جگہ نہیں ہے کہ کوئی اِسے دل وجان سے چاہے۔ یہ خوش قسمت لوگ اپنا سودا خریدتے ہیں، اپنے دُنیاوی کام کرتے ہیں۔ یہ سوچ کر کہ یہ کام اُن کے اللہ نے ان کے سپرد کئے ہیں۔ لیکن اس پورے عرصہ میں اُن کا دل اس نُوری ٹرین کی طرف مائل رہتا ہے۔ وہ ٹرین کو اپنے ذہن اور اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے۔

اور شام کے بعد رات ہو جاتی ہے۔ جو لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہیں وہ اپنا پورا وجود دنیا کے اس بازار میں نہیں جھونکتے، اس لئے کہ آپ اگر اس میں مست رہے تو آپ کی ٹرین یقیناً نکل جائے گی۔ اور جن کی ٹرین نکل جاتی ہے وہ اس فانی جگہ میں سرگرداں رہ جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ دوسری دُنیا کی خوبصورتیوں کا لطف کبھی نہ اُٹھا سکیں۔

Marfat.com

"تھکی ہاری ہوں میں بپتا کی ماری

بھلا اس پا کے کیا بھید پاؤں

مجھے بھی ساتھ لے چل

میرے مانجھی بھٹک کر اس کنارے رِہ نہ جاؤں

یہ جانے والے میری زندگی ہیں

انہیں میں کس طرح روکوں مناؤں"۔

اللہ کی اس نُوری ٹرین کے کئی دوسرے مسافر ہیں جو اس بازارِ دنیا کے مکین نہیں ہیں۔ یہ مسافر وہ رہنما ہیں جن کے سپرد خاص خاص کام ہیں۔ یعنی اس دارِفانی کے بارے میں خبردار کرنا اور لوگوں کی سرزنش کرنا۔ دن رات وہ بس ایک ہی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دوسروں کو ان کے عدم تحفظ کے بارے میں بتانا۔ انہیں یہ بتانا کہ دن ختم ہونے کو ہے، فوراً سفر کی تیاری کرو۔ وہ سفر جس کا خاتمہ اس گھڑی ہوگا جب کسی شخص کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہوجاتی ہیں، جب اس کی سانسیں گنی جاچکیں گی۔

یہ رہنما اللہ کے ولی اور ولیائیں ہیں۔ جن کی بصیرت اور معرفت سے بھری باتیں، وہ کھرچنے والا ہتھیار

Marfat.com

ہیں، جو دلوں سے دُنیا کو کھرچ کر صاف کر دیتا ہے۔
اگر آپ ان ولیوں اور ولیاؤں کی حقیقی کرامات کو جاننا چاہتے ہیں۔ یہ دراصل وہ الفاظ ہیں جو اُن کی زبان سے نکلتے ہیں۔

یہ وہ الفاظ ہیں جنہوں نے اپنے زمانوں میں دلوں کو ہلایا ہے اور جو آج کل کے زمانوں میں بھی دلوں کو متاثر کرتے ہیں۔ یہی تو کرامت ہے کہ ان الفاظ کا حسن کبھی ختم نہیں ہوتا، یہ دنیا کے خاتمے تک ختم نہ ہوگی۔

آج ہم ایک ایسی ہستی کی خوشبو سونگھنا چاہیں گے جن کی بصیرت آمیز باتیں ان کے اپنے زمانے سے لے کر ان کے وصال تک بے شمار تھیں اور جن کے وجود کی خوشبو اب بھی ہمارے ساتھ ہے۔

خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے دنیا کو بصیرت کے بے شمار نوری موتی دیئے ہیں، جن کو ان کے پیارے خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی محبت و احترام سے اپنی مشہور تصنیف "دلائل العارفین" میں جمع کئے ہیں۔

Marfat.com

آئیے آج ہم خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات سے فیض حاصل کرتے ہیں جو انہوں نے بڑی فیاضی سے دنیا کو عطا کئے ہیں۔ بے شک یہ فقط خوش قسمت لوگ ہیں جو ان کو پڑھتے ہیں اور ان کے اقوال کی روشنی کو جذب کرتے ہیں۔

اس عظیم ولی اللہ سے بڑھ کر اور کون بہتر رہنما ہو سکتا ہے، جو محبوبِ ربی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ جناب حضرت مالک المشائخ سلطان السالکین المقلب حضرت معین الدین حسن چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ "نماز ہی سرنگاہِ عزت سے لوگ نزدیک ہو سکتے ہیں، اس واسطے کے نماز مومن کی معراج ہے۔"

پھر فرمایا کہ "نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے بیان کرتا ہے، وہی قرب پاسکتا ہے جو اس راز کے لائق ہو۔"

حدیث ہے کہ "نماز ادا کرنے والا اپنے پروردگار سے راز بیان کرتا ہے"۔ سلطان الہند نے پھر فرمایا کہ "جب میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہوا، تو آٹھ سال تک آپ رحمتہ اللہ علیہ کی

Marfat.com

خدمت میں ایک لمحہ بھی آرام نہ کیا، نہ دن دیکھا نہ رات، جہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ سفر کو جاتے سونے کے کپڑے اور توشہ اٹھا کر میں ان کے ہمراہ ہوتا۔ جب آپ نے میری خدمت دیکھی تو ایسی نعمت عطا فرمائی جس کی کوئی انتہا نہیں۔"

پھر فرمایا "جس نے کچھ پایا خدمت سے پایا۔ پس مرید کو لازم ہے کہ پیر کے فرمان سے ذرا بھی تجاوز نہ کرے۔ اور جو کچھ نماز تسبیح اوراد کے بارے میں بتائے، گوش و ہوش سے سُنے اور اُسے بجا لائے۔ تاکہ کسی مقام تک پہنچ سکے۔ کیوں کہ پیر، مرید کو سنوارنے والا ہے۔ پیر جو کچھ فرمائے گا وہ مرید کے کمال کے لئے ہی فرمائے گا۔"

پھر فرمایا "عارف اہلِ فیض ہیں اور وہ دوست کی محبت میں غرق ہیں۔ جب آدمی رات کو باطہارت سوتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ فرشتے اس کے ہمراہ رہیں۔ وہ صبح تک یہی التجا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو بخش، کیوں کہ یہ باطہارت سو رہا ہے۔ جب آدمی باطہارت سوتا ہے تو اس کی جان کو عرش کے نیچے لے

Marfat.com

جاتے ہیں۔ اور حکم ہوتا ہے کہ اسے نوری خلعت پہنا دو۔ جب وہ سجدہ کر چکتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ اسے اوپر لے جاؤ، کیوں کہ یہ نیک بندہ ہے، جو باطہارت سویا۔ اور جو شخص بے طہارت سوتا ہے اس کی جان کو پہلے ہی آسمان سے واپس کر دیتے ہیں کہ یہ لائق نہیں ہے کہ اسے واپس لے جایا جائے۔ ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والا نہیں۔

عارف کے بارے میں خواجہ صاحب نے ارشاد کیا کہ: "عارف کی ایک علامت تو یہی ہے کہ وہ ہر وقت تبسم میں رہتا ہے، جس وقت عارف مسکراتا ہے، اس وقت عالم الملکوت اسے دکھائی دیتے ہیں۔ پس جو کچھ ان سے ظاہر ہوتا ہے، وہ اس کے مسکرانے کا سبب ہوتا ہے۔" اس کے بعد فرمایا کہ: "عرفان میں ایک حالت ہوتی ہے، جب وہ حالت اس پر طاری ہوتی ہے، تو ایک ہی قدم میں عرش سے حجابِ عظمت تک فاصلہ طے کر لیتے ہیں اور وہاں سے حجابِ کبریا تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر دوسرے قدم پر اپنے مقام پر آپہنچتے ہیں۔"

Marfat.com

پھر خواجہ صاحب آبدیدہ ہو گئے کہ عارف کا سب سے کم درجہ یہی ہے ۔ لیکن وہ جو کامل ہیں، ان کا درجہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کہاں تک ہے وہ کہاں تک پہنچتے ہیں ، اور کب واپس آتے ہیں ۔

خواجہ غریب نواز نے بڑی خوبصورتی سے پھر سے عرض کی کہ :" اے درویش ! نماز دین کا ستون ہے ۔ پس جب ستون قائم ہو گا تو گھر بھی قائم ہو گا ۔ جب ستون نکل جائے گا تو چھت فوراً گر جائے گی "۔

ایک روز ثمر قند سے چھ درویش حاضر خدمت ہوئے ۔ گفتگو اس بارے میں ہو رہی تھی کہ نماز فریضہ میں اس قدر تاخیر کی جائے کہ وقت گزر جائے اور قضا کر کے ادا کریں ۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا :" وہ کیسے مسلمان ہیں جو نماز وقت پر ادا نہیں کرتے اور اس قدر دیر کرتے ہیں کہ وقت گزر جائے ۔ ان کی مسلمانی پر صد ہزار بار افسوس ، جو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں کوتاہی کرتے ہیں "۔

پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :" سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ نماز فریضہ میں اس قدر تاخیر کی جائے کہ وقت

Marfat.com

گزر جائے اور پھر دو نمازیں اکٹھی ادا کی جائیں"۔

حدیث شریف میں ہے کہ "صبح کی نماز سفیدی میں ادا کرو تاکہ ثواب زیادہ ہو۔ ظہر کی نماز میں سُنت ہے کہ اس قدر تاخیر کی جائے کہ ہوا سرد ہو جائے اور جاڑے میں جب سایہ ڈھلے، یعنی گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت ادا کرو"۔

اس موقع پر پھر فرمایا کہ "میں نے شیخ الاسلام حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے کہ امام زاہد کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دوزخ میں ایک کنواں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک وادی ہے جس میں سخت سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہو گا جو نماز میں غفلت کرتے ہیں"۔

اس کے بعد صدقے کے بارے میں گفتگو شروع کی تو فرمایا "جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے اور دوزخ کے مابین سات (۷) پردے حائل کر دے گا۔ جن میں سے ہر ایک پردہ ۵۰۰ سال کی راہ کے برابر ہو گا"۔

پھر جھوٹ کے بارے میں فرمایا کہ "جس نے

Marfat.com

جھوٹی قسم کھائی گویا اس نے اپنے خاندان کو ویران کیا۔
اور اس گھر سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔"

پھر فرمایا کہ" ایک مرتبہ بغداد کی جامع مسجد میں ایک ذاکر مولانا عماد الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ رہتے تھے۔ میں نے یہ حکایت ان سے سُنی ہے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دوزخ کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔ فرمایا کہ اے موسیٰ، میں نے دوزخ میں ایک وادی ہاویہ پیدا کی ہے ۔ جو ساتواں دوزخ ہے اور سب سے خوف ناک اور سیاہ ہے۔ اس کی آگ بھی نہایت تیز اور سیاہ ہے۔ اس میں سانپ بچھو کثرت سے ہیں۔ وہ گندھک کے پتھروں سے روز تپایا جاتا ہے۔

اگر اس گندھک کا ایک قطرہ دنیا میں آپڑے تو تمام پانی خشک ہو جائے اور تمام پہاڑ گل جائیں اور اس کی گرمی سے زمین پھٹ جائے۔

اے موسیٰ! ایسا عذاب دو شخصوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ ایک وہ جو نماز ادا نہیں کرتا، دوسرا وہ جو میرے نام کی جھوٹی قسم کھاتا ہے"۔

Marfat.com

ایک مجلس میں شیخ جلال الدین محمد اوحد چشتی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے بزرگ حاضر خدمت تھے۔ اور بات اس بارے میں ہو رہی تھی کہ پانچ چیزوں کو دیکھنا عبادت میں داخل ہے، ان پانچ چیزوں میں سے پہلی یہ ہے کہ اپنے والدین کے چہرے کو دیکھا جائے۔ اس واسطے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو اللہ کی دوستی کی وجہ سے اپنے والدین کا چہرہ دیکھتا ہے، اس کے نامۂ اعمال میں حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

ایک اور حکایت بیان کی کہ ایک دفعہ خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ مرتبہ آپ کو کس طرح حاصل ہوا۔ تو فرمایا کہ میں ابھی سات سال کا تھا کہ میں مسجد میں استاد سے قرآن شریف پڑھنے جایا کرتا تھا۔ جب اس آیت پر پہنچا بالوالدین احسانًاہ تو استاد سے اس کا مطلب پوچھا۔ فرمایا، حکم الہٰی ہے کہ جس طرح میری خدمت بجالاتے ہو والدین کی بھی خدمت بجالاؤ۔

استاد سے یہ سنتے ہی بستہ باندھا اور گھر آیا اور

Marfat.com

ماں کے قدموں پر سر رکھ دیا کہ اے ماں! میں نے یہ سُنا ہے، اب تُو اللہ تعالیٰ سے میرے لئے کچھ مانگ۔ اس پر میری ماں نے دو رکعت نفل پڑھے اور پھر میرا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رُخ کیا اور خدا تعالیٰ کو سونپ دیا۔ یہ دولت مجھے وہاں سے نصیب ہوئی جس کا سبب والدہ کی دعا تھی۔

ایک مرتبہ موسم سرما میں رات کے وقت میری ماں نے پانی مانگا۔ میں پانی کا پیالہ لے کر حاضر ہوا مگر والدہ سو چکی تھیں۔ میں نے نہ جگایا۔ چنانچہ رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوئیں تو مجھے پیالہ لئے کھڑا دیکھا۔ سردی کے مارے پیالہ میرے ہاتھ سے چپک چکا تھا۔ ماں نے پیار سے مجھے سینے سے لگا کر بوسہ لیا اور کہا کہ اے جانِ مادر! تُو نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ یہ کہہ کر میرے حق میں دُعا کی جو اللہ نے قبول کی۔

حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے پھر دوسری چیز بیان کی جس کو دیکھنا عبادت ہے اور وہ ہے قرآن شریف۔ انہوں نے فرمایا کہ شرح اولیاء میں لکھا ہے کہ جو شخص قرآن کی طرف دیکھتا ہے یا پڑھتا

Marfat.com

ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اسے دو ثواب دو' ایک دیکھنے کا اور ایک پڑھنے کا۔ ہر لفظ کے بدلے میں دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں اور دس بدیاں مٹائی جاتی ہیں۔"

سلطان محمود غزنوی کو وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک فرمایا۔ سلطان نے جواب دیا کہ "ایک رات میں ایک شخص کے ہاں مہمان تھا۔ ایک طاق میں قرآن شریف رکھا تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ یہاں تو قرآن شریف رکھا ہے۔ میں کس طرح سوؤں گا۔ پھر کہا کہ اُسے کسی اور مکان میں رکھ دیا جائے۔ مگر پھر سوچا کہ اپنے آرام کی خاطر میں کیوں اُسے باہر بھیجوں۔ موت کے وقت اِسی قرآن کے ادب کی وجہ سے بخش دیا گیا۔"

خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے پھر فرمایا کہ "جو قرآن شریف کو دیکھتا ہے، اللہ کے فضل سے اس کی بینائی زیادہ ہوتی ہے اور اس کی آنکھ نہ کبھی دکھتی ہے اور نہ خشک ہوتی ہے۔

تیسری چیز جسے دیکھنا عبادت ہے، وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص علماء کی طرف دیکھے تو اللہ تعالیٰ ایک

Marfat.com

فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اس کی بخشش کی دعا کرتا ہے۔

پھر یہ حکایت بیان کی کہ" پہلے زمانے میں کوئی شخص جب علماء اور مشائخ کو دیکھتا تو حسد کی وجہ سے مُنہ پھیر لیتا۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کا رُخ قبلہ کی طرف کرنا چاہا لیکن نہ ہوا۔ غیب سے آواز آئی اُس کو کیوں تکلیف دیتے ہو؛ اس نے دنیا میں مشائخ اور علماء سے مُنہ موڑا۔ ہم اب اپنی رحمت سے اس کا مُنہ پھیر دیتے ہیں اور قیامت کے دن ریچھ کی صورت میں اس کا حشر کریں گے۔

حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر چوتھی چیز جسے دیکھنا عبادت ہے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ ہے "خانہ کعبہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ" جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کرے گا وہ عبادت میں داخل ہوگا۔ اس کی زیارت سے ہزار سال کی عبادت اور حج کا ثواب اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔"

اس کے بعد پانچویں درجہ کی عبادت ہے، اپنے

Marfat.com

پیر کو دیکھنا اور اس کی خدمت کرنا۔ میں نے معارف المریدین میں لکھا دیکھا ہے کہ شیخ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص اپنے پیر کی خدمت میں ایک روز بجا لائے، اللہ تعالیٰ بہشت میں مروارید کے ہزار محل اُسے عنایت کرے گا اور ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا"

پھر فرمایا مرید کو لازم ہے کہ جو کچھ پیر کی زبان سے سُنے اس پر پوری کوشش سے عمل کرے اور پیر کی خدمت کرے اور حاضر خدمت رہے۔ اگر ہر وقت نہ کر سکے تو کم از کم اس بات کی کوشش ضرور کرے"

پھر خواجہ صاحب آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ: قیامت کے دن صدیق، اولیاء اور مشائخ ایسی حالت میں ہوں گے کہ ان کے کندھوں پر گدڑیاں ہوں گی اور ہر گودڑی میں لاکھوں دھاگے ہوں گے۔ ان کے مُرید اور فرزند آکر اُن دھاگوں سے لٹک جائیں گے۔ اور ایک ایک دھاگہ مضبوط پکڑ لیں گے۔ جب خلق خُدا حشرِ قیامت سے فارغ ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ انہیں قوت عنایت کرے گا اور وہ پُل صراط کے قریب پہنچ

Marfat.com

جائیں گے اور اس گودڑی کے وسیلے سے مرید و فرزند تیس ہزار سال کے راستے اور قیامت کے عذابوں سے بہ آسانی گزر کر بہشت میں جا پہنچیں گے"۔

کہنے اور سننے کے لئے اتنا کچھ ہے کہ آپ یں سے ہر ایک کے پاس آپ کی فرصت کا ایک لمحہ بھی نہیں رہے گا"۔

اپنے وقت کو گزارنے کے لئے ولی اللہ کی صحبت سے بہتر اور کون سا راستہ ہے۔ یہ صحبت، اگر ولی حیات ہوں تو ان کی خدمت میں رہ کر ہو، یا ان کی جمع کردہ بصیرت کے موتیوں کے مطالعہ کو جذب کرنے سے ہو۔

جب اللہ کے عاشق اپنا وقت اس خوبصورت طریقے سے گزارتے ہیں تو یہ مت بھولئے کہ اللہ انہیں اپنی نگاہِ محبت سے دیکھتا رہتا ہے، اور جب تک وہ ایسا کرتے رہیں گے وہ رحمتِ الٰہی کی آغوش میں محفوظ و مامون ہوں گے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عاشقین، اپنے ولیوں اور ولیاؤں کی محبّت اور ان کی تعظیم کرنے کا سلیقہ عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

۲ر جولائی ۲۰۱۰ء

باب (۱۲۱)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو قوت کامل، بصیرتِ کامل اور علم کامل ہے۔ یہ وہ واحد ذات ہے، جو جب حکم کرتا ہے، تو پھر کسی کو اس حکم سے سرتابی کی جرأت نہیں ہوسکتی۔ اللہ وہ واحد ذات ہے، جو حاکم ہے، ان تمام چیزوں کا حاکم جو کبھی بھی پیدا کی گئی ہوں۔

درود و سلام ہو اُن ہستی پر جنہیں پاک بنایا گیا ہے، جن کا دل پاک ہے، اور جن کی نسبت ان تمام سے ہے جو پاک ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب پر جو اللہ کا ابد اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ یہی وہ نصیب ہے جو ابد تک ان کے ساتھ رہے گا۔

Marfat.com

یہ یقیناً آپ کے اللہ کا کرم ہے کہ آپ کے اللہ کا جمال اور اس کی رحمت آپ میں سے ہر ایک کے شامل حال ہے۔ جس سے چیزیں آپ کے لئے اتنی آسان اور خوبصورت بن جاتی ہیں۔ یہ ہے طریقہ کہ کس طرح اللہ ان لوگوں کے لئے کامل پیار اور کامل رحمت ہیں۔ جو اس سے نسبت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس دن سے کوئی اپنے رب کو پالیتا ہے' وہ یہ بھول جاتا ہے کہ اُداسی اور مایوسی کیا ہوتی ہے۔

ایک ولی سے جب یہ پوچھا گیا کہ آپ کی عمر کتنی ہے تو اس نوے سالہ بزرگ نے جواب دیا کہ میری عمر چار سال ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ انہوں نے ایسا عجیب جواب کیوں دیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تو اپنے رب کو پائے ہوئے صرف چار سال ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے کی زندگی میرے لئے زندگی نہیں تھی۔

اگر آپ اپنی آنکھیں بند کرتے ہیں اور اپنے رب کی رحمت سے بے خبر رہتے ہیں۔ اگر آپ دُنیا میں اس قدر کھو جاتے ہیں کہ آپ کو اپنے اِردگرد اللہ کی نشانیاں اور اس کا جلوہ دکھائی دینا بند ہو جاتا

Marfat.com

ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ درحقیقت زندہ ہی نہیں ہیں ۔ اور اس صورت میں اور ایک مُردہ شخص میں کوئی فرق نہیں ہے ۔ مُردہ اپنے لئے خود کچھ نہیں کر سکتا ۔

اگر آپ خود کو اپنے رب سے دُور رکھیں گے تو آپ خود کو زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہیں ۔ اللہ کے عاشق اس دنیا سے رخصت ہونے کے باوجود زندہ رہتے ہیں ۔ جب آپ اپنے رب سے محبّت کرتے ہیں اور وہ محبّت جب بلندیوں کو چھُو لیتی ہے اور آپ کو اللہ کی رضا اور خوشنودی کے سوا کسی چیز کی پرواہ نہ ہو تو اس وقت اللہ بڑی خاموشی سے نُور کی ایک چنگاری آپ کے اس دل میں روشن کرتا ہے، جو رفتہ رفتہ اس کی تجلی میں بدل جاتا ہے ۔ ایسے دل پھر رستے سے کبھی نہیں بھٹکتے ۔

کبھی کبھی وہ تجلی اس قدر واضح ہو جاتی ہے، کہ وہ اس عاشق کے چہرے پر دکھائی دیتی ہے ۔ یہ (تجلی) اس کے الفاظ میں موجود ہے، اور یہ اُن سب کے لئے بھی موجود ہے جو اس کے اطراف رہتے ہیں ۔

Marfat.com

گویا سارا عالم اس نُور سے منوّر ہو جاتا ہے۔ اس شخص کے کام اور اس کی صحبت کے باعث۔

آئیے آج ایک ایسے شخص کے بارے میں بات کرتے ہیں جن کی ولادت تو چند صدیاں پہلے ہوئی تھی لیکن جن کا نام اس دنیا کے خاتمہ تک باقی رہے گا۔ وہ اسلام کے ایک مضبوط ستون تھے۔ جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کی اطاعت میں بسر کیا۔ ان کے کام کی رہنمائی اللہ تعالیٰ براہِ راست خود کرتے ہیں اور بیشک وہ پوری اُمّت محمدی کے لئے ایک رحمت تھے۔

حضرت نعمان بن ثابت جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں، ۸۰ھ ہجری کو کوفہ میں پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جب ایران ابھی مسلمانوں کے ہاتھوں فتح نہیں ہوا تھا، وہاں ایک معزز خاندان رہا کرتا تھا۔ جو آتش پرست تھا۔ لیکن جب اسلام کی روشنی دنیا میں پھیلنا شروع ہوئی اور ایران پر اس کی شعاعیں پڑیں تو اسی خاندان کا ایک شخص جس کا نام ذوطی تھا۔ اس نے دینِ حق کو گلے لگالیا۔

پھر جیسے کہ عام طور سے ہوتا ہے، پورا خاندان اس

Marfat.com

کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا۔ اِس لئے اُسے اپنا وطن چھوڑ کے کوفہ جانا پڑا۔ ذوطی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک قریبی لگاؤ تھا۔ اور وہ باقاعدگی سے اُن کے دربار میں حاضری دیتا تھا۔

کچھ وقت کے بعد ذوطی کو ایک ثابت نامی فرزند سے نوازا گیا، جس کو وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس دعا کے لئے لے گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس ننھّے بچّے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کے لئے دُعا فرمائی۔ یہ بچّہ بڑا ہو کر ایک تاجر بنا اور جب اس کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو اللہ نے اُسے بھی ایک بیٹے نعمان سے نوازا۔ جو آگے چل کر امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بنے۔

آپ کے اپنے پوتے حضرت اسماعیل علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ میں اسماعیل بن نعمان بن ثابت ہوں۔ ہم لوگ نسلِ فارس سے ہیں اور کبھی کسی کی غلامی میں نہیں رہے۔ ہمارے دادا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

ثابت بچپن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُن کے خاندان کے بارے میں دُعائے خیر کی تھی، ہمیں یقین ہے کہ وہ دعا بے اثر ثابت نہیں ہوئی۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ فتنوں سے بھرا تھا۔ حجاج بن یوسف کو عراق کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اس کی حکومت اسلامی تاریخ میں خون ریزی سے پُر حکومتوں میں سے ایک تھی، یہ اس دور کا تنہا ظالم حکمران نہیں تھا۔

شام میں ولید، بصرہ میں عثمان اور مصر میں قرہ یہ سب کے سب اپنی حکمرانی میں یکساں طور سے بے رحم اور ظالم تھے۔ مثل مشہور ہے کہ ہر رات کے بعد ہمیشہ دن طلوع ہوتا ہے۔ اسلامی سلطنت پر یہ دن اس وقت طلوع ہوا جب ایک ایک کر کے یہ ظالم دنیا سے رُخصت ہوئے۔ اور سلمان بن عبدالملک نے عنانِ حکومت سنبھالی۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو مشیرِ سلطنت اور اپنا جانشین مقرر کیا۔

Marfat.com

عمر بن عبد العزیز کے دور میں پورا طرز حکمرانی بدل گیا۔ تمام ملک میں انصاف کا بول بالا تھا۔ اسلامی علوم کی اشاعت میں اضافہ ہوا جس کے باعث مسلمانوں میں علم و حکمت کی نئی راہیں کھلیں۔

حجاج کے دور میں جب ظلم اپنی انتہا پر تھا، تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ اس لئے انہیں اپنے خاندانی کاروبار کی طرف توجہ دینی پڑی۔ مگر اللہ کی عطا کردہ ذہانت اس وقت بھی نمایاں تھی۔ جیسے ہی دور بدلا اور سلطان سلیمان نے ہر ایک کو حصول علم کے لئے راغب کیا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس بارے میں اپنی خواہش کی تکمیل کا آغاز کیا۔

پھر ایک دن ایسا واقعہ ہوا کہ جس نے آپ کے حصولِ علم کی راہ کو واضح تر کر دیا۔ ایک دفعہ آپ بازار کی طرف جا رہے تھے، راستے میں آپ حضرت امام شوبائی رحمتہ اللہ علیہ کے مکان کے آگے سے گزرے، جنہوں نے آپ کو ایک طالب علم سمجھا اور بڑے پیار سے آپ سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ حضرت امام

Marfat.com

ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک سوداگر کا نام لیتے ہوئے جواب دیا کہ وہ اس کے پاس ایک سودا طے کرنے جا رہے ہیں۔

اس پر امام شوبائی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مگر میرا مطلب ہے کہ آپ کا استاد کون ہے اور آپ کہاں پڑھتے ہیں۔ "میں نہیں پڑھتا" امام صاحب نے جواب دیا۔ حضرت امام شوبائی رحمتہ اللہ علیہ تو پہلے سے ہی حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی ذہین آنکھیں اور اُن کے چہرے پر نورِ بصیرت کو دیکھ چکے تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے آپ کو علماء کی صحبت میں بیٹھنے کا مشورہ دیا۔ اور فرمایا مجھے تمہارے اندر بڑی صلاحیتیں نظر آتی ہیں، جاؤ ان کو تلاش کرو، اور اپنے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ اس ایک جملے نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کو بدل ڈالا۔

حضرت حماد رحمتہ اللہ علیہ کوفہ کے معروف امام تھے۔ جن کو یہ افتخار حاصل تھا کہ انہوں نے مختلف حدیثیں مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنی تھیں۔ انہوں نے کئی تابعین کی صحبت سے استفادہ

Marfat.com

حاصل کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے علم و بصیرت کے باعث بہت معروف تھے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے درد کی دوا پالی۔ اس زمانے میں استاد زبانی لکھوایا کرتے تھے۔ اور شاگرد وہ سب کچھ یاد کیا کرتے تھے جو استاد فرمایا کرتے۔ وہ لکھتے صرف اس وقت تھے جب وہ اسے بہت ضروری سمجھتے۔

استاد طلباء کو ان کے علمی معیار کے مطابق بٹھایا کرتے تھے۔ بائیں طرف نوآمیز بیٹھتے اور دائیں طرف کی جگہ ان طلبہ کے لئے تھی جن کے علم و بصیرت کی سطح بلند تر تھی۔ ابتدا میں حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ بائیں طرف بیٹھے۔ لیکن جلد ہی حضرت امام حماد رحمتہ اللہ علیہ نے محسوس کیا کہ پوری کلاس میں حافظہ اور ذہانت کے اعتبار سے ایک طالب علم بھی امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے برابر نہیں تھا۔ اس لئے آپ کو دائیں طرف کی پہلی نشست پر بٹھایا گیا۔

اگرچہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے کئی استاد رہے لیکن آپ اس بات پر ہمیشہ نازاں رہتے کہ آپ

Marfat.com

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رہے۔ اس محبت کا اظہار اس وقت بھی ہوا جب آپ نے اپنے بیٹے کا نام اپنے استاد کے نام پر حماد رکھا۔

آپ کے اُستادوں میں مشہور محدّثین حضرت شوبا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ آپ نے بصرہ اور مکہ کا بھی سفر کیا۔ مکہ میں آپ حضرت عطا ابی رباہ کی مجلسوں میں شریک ہوتے تھے۔ جو آپ کو اپنے ساتھ بٹھاتے۔

بائیس (۲۲) سال کی عمر میں آپ نے مدینہ کا سفر کیا۔ جہاں آپ نے جن حضرات کے ساتھ مل کر تعلیم حاصل کی ان میں سلیمان، جو اُمتہ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا اور حضرت سلیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پوتے یعنی حضرت عبداللہ بن عمر کے بیٹے تھے۔

علم کی پیاس زندگی کی آخری سانس تک آپ کے ساتھ رہی۔ آپ اکثر کئی مسافرت کرتے، اور وہاں کئی کئی مہینے قیام کرتے۔ حج کے مہینے میں بڑی تعداد میں وہاں علماء دنیا کے کونے کونے سے آکر جمع ہوتے

Marfat.com

تھے۔ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اُن سے ملا کرتے اور اُن سے نورِ حکمت حاصل کرتے تھے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ نے اپنی زندگی کا ایک لمبا عرصہ حضرت امام باقر رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں گزارا، جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کے نواسے تھے۔ آپ نے ان سے حدیث اور فقہ کے نایاب علم کا ایک بڑا ذخیرہ حاصل کیا حتیٰ کہ آپ نے حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ سے بھی کسبِ فیض حاصل کیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے ۱۳ سال بڑے تھے لیکن آپ اکثر اُن کے درس میں شریک ہوا کرتے، جہاں آپ بڑے باادب انداز میں تشریف رکھتے تھے اِس طرح حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ بھی اس عظیم امام کی عزت و احترام کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مُبارک رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دن بیان کیا کہ میں ایک دن حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ وہاں

Marfat.com

ایک درویش تشریف لائے۔ امام صاحب نے اُن کی بڑی عزت کی اور انہیں اپنے پاس بٹھایا۔ جب درویش رخصت ہوئے تو حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جانتے ہو کہ یہ کون صاحب تھے؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ یہ ابو حنیفہ تھے۔ جو پتھر کے اس ستون کو اگر سونے کا ثابت کرنا چاہتے تو ممکن نہیں کہ کوئی انہیں روک سکتا۔

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو اُن کے اُستاد حضرت حماد رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی منصب اجتہاد پر فائز کر دیا تھا۔ لیکن احترام کی خاطر آپ نے اپنی مجالس منعقد کرنی شروع نہیں فرمائی تھیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک حضرت حماد رحمتہ اللہ علیہ حیات رہے میں نے ان کے مکان کی طرف اپنے پاؤں کبھی نہیں پھیلائے۔

سنہ ۱۲۰ ہجری میں حضرت حماد رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور آپ کی مسند آپ کے فرزند کے حوالے کی گئی۔ لیکن ان کا زیادہ رجحان ادبیات اور لسانیات کی طرف تھا۔ اس لئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

سے استدعا کی گئی کہ وہ مسندِ درس سنبھالیں۔ ابتدا میں آپ نے انکار کیا، لیکن جب ہر ایک نے اصرار کیا تو آپ بڑے احترام سے اپنے استاد کی جگہ بیٹھے اور پہلا درس ارشاد فرمایا۔

اسی عرصہ میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ مزارِ مقدس کھول رہے ہیں۔ آپ نے سوچا کہ یہ آپ کی نااہلیت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن جب آپ نے ایک استاد سے اس کی تعبیر دریافت کی تو آپ کو بتایا گیا کہ آپ ایک مُردہ علم کو زندہ کر دیں گے۔

تھوڑے ہی عرصہ میں امام صاحب کی شہرت کوفہ بھر میں پھیل گئی اور کئی درس گاہوں نے امام صاحب کے ساتھ شمولیت اختیار کر لی حتیٰ کہ آپ کے استادوں نے بھی آپ سے فیض لینا شروع کیا۔ یوں ایک قلیل عرصہ میں سبھی کے گھر روشن ہوتے والا وہ چراغ جس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نگاہِ کرم تھی، وہی چراغِ معرفت اب پوری دنیا کو منور کر رہا تھا۔ اسپین کے سوا اسلامی سلطنت کا کوئی حصہ ایسا نہ

Marfat.com

تھا جہاں آپ کے شاگرد نہ تھے۔ اور جہاں آپ کے علم کی روشنی نہ پہنچی ہو۔

یہ خلیفہ منصور کا دور تھا کہ جب خانوادۂ سادات زیرِ عتاب آ گیا اور خانوادے کے تمام نمایاں لوگوں کے ساتھ بڑا ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑنواسے محمد نفس ذکریہ کو شہید کیا گیا اور اس کے بعد ان کے بھائی ابراہیم نے علَم سنبھالا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی ہر ممکن مدد کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ آخری دم تک تاسف کرتے رہے کہ وہ ذاتی طور سے جا کر اس جنگ میں حصہ نہ لے سکے۔

خلیفہ منصور نے ان سب لوگوں سے بدلہ لیا جنہوں نے حضرت ابراہیمؒ کا ساتھ دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ تک کو بھی طلب کیا۔ وہ آپ کے علم اور آپ کی شہرت کے بارے میں جانتا تھا۔

اس نے آپ پر دباؤ ڈالا کہ آپ قاضی کا عہدہ سنبھالیں لیکن امام صاحب نے یہ کہہ کر انکار

Marfat.com

کیا کہ میں یہ عظیم ذمہ داری قبول نہیں کر سکتا۔ چنانچہ سزا کے طور پر امام صاحب کو جیل بھیج دیا گیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کپڑے کے تاجر تھے۔ لیکن آپ اپنا تمام منافع محدثین، علماء اور اپنے شاگردوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ ایک روز ایک خاتون کپڑے کا ایک تھان لے کر امام صاحب کے پاس آئی کہ وہ اسے سو درہم میں فروخت کریں۔ امام صاحب نے اس خاتون سے کہا کہ کپڑا قیمتی ہے۔ اس پر خاتون نے کہا کہ تو پھر مجھے دو سو درہم دے دیں لیکن امام صاحب نے فرمایا، میں آپ کو پانچ سو درہم دوں گا۔ کیوں کہ یہی اس کی اصل قیمت ہے۔

یہ تھی آپ کی دیانتداری۔ ہر قسم کے معاملات میں امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی غیر معمولی ذہانت کے لئے مشہور تھے۔ جو اس واقعہ سے بھی ظاہر ہے۔

ایک دن ایک صاحب کو اپنی بیوی پر غصہ آیا اور اس نے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ جب تک تو مجھ سے نہیں بولے گی، میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ بیوی بھی برابر کی غصیل تھی۔ اس نے بھی غصہ میں آکر

Marfat.com

وہی الفاظ دُہرائے جو خاوند نے کہے تھے۔

جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو دونوں بہت پریشان ہو گئے۔ اور انہوں نے امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے رائے مانگی۔ انہوں نے قسم کا کفارہ ادا کرنے کو کہا خاوند مایوس ہو کر حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جنہوں نے اسی وقت فرمایا جاؤ جس طرح جی میں آئے بات کرو۔ آپ کو کوئی کفارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جب امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کو اس فتوے کا علم ہوا تو وہ بہت خفا ہوئے اور امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ لوگوں کو گمراہ کیوں کر رہے ہیں۔ اس کے جواب میں امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں تو اب بھی یہی کہوں گا۔

امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے سخت لہجے میں پوچھا، یہ آخر کیسے ممکن ہے۔ اس پر حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا، جب بیوی نے شوہر کو وہی الفاظ کہے تو عورت کی طرف سے بات کرنے کی ابتدا ہو گئی تھی، پھر قسم کہاں باقی

Marfat.com

رہی ؛ یہ سُن کر حضرت امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے فتوے کی تعریف کی۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ایک شاندار کردار کے مالک تھے، اور آپ میں صبر و تحمل بے انتہا تھا۔ آپ کے مخالفین بعض اوقات آپ پر کیچڑ اُچھالتے تھے۔ لیکن آپ نے کبھی اُن کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ اُن کے حق میں آپ دُعا کرتے تھے۔ وہ اپنے اِردگرد موجود تمام لوگوں پر مہربان تھے۔

ایک موچی آپ کے پڑوس میں رہتا تھا۔ وہ دن بھر جُوتے سیتا مگر رات کے وقت اپنے دوستوں کے ساتھ شراب پیتا۔ اور بہت شور مچاتا۔ اس ہنگامہ آرائی کے دوران وہ ایک شعر کہا کرتا تھا کہ" لوگوں نے مجھے کھو دیا اور کیسے بڑے شخصوں کو بُھلا دیا، جو لڑائی کے دن کام آتے۔"

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ رات بھر عبادت کیا کرتے تھے۔ لیکن اس ہنگامے کے باعث آپ پریشان ہو جایا کرتے تھے۔ تاہم آپ نے اس کی کبھی شکایت نہیں کی۔

Marfat.com

ایک دن کوتوال کا وہاں سے گزر ہوا۔ جب اس نے یہ ہنگامہ دیکھا تو اس نے موچی کو پکڑ کے حوالات میں بند کر دیا۔ اس اقدام پر اہلِ محلہ نے سکھ کا سانس لیا۔ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو اس واقعہ کا علم نہ تھا۔ اس لئے جب اس رات شور و غل نہ ہوا تو آپ کو حیرت ہوئی۔ اگلی صبح آپ نے ارد گرد کے لوگوں سے پوچھا کہ موچی کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا۔ جیسے ہی آپ کو سارے واقعہ کا پتہ چلا، آپ کو فکر لاحق ہوگئی اور آپ دارالامارات یعنی گورنر کی رہائش گاہ جا پہنچے۔

جب حاکم نے آپ کو دیکھا تو احتراماً جگہ سے کھڑے ہو گئے اور کہا۔ حضور! "آپ نے مجھے کیوں طلب نہیں کیا، میں خود ہی حاضر ہو سکتا تھا۔"

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے موچی کو رہا کرنے کے لئے فرمایا۔ اور اسے فوری طور پر رہا کیا گیا۔ گھر لوٹتے ہوئے امام صاحب نے موچی سے پوچھا "کیوں ہم نے تمہیں کھو تو نہیں دیا" یہ اس شعر کا حوالہ تھا جو موچی پڑھا کرتا تھا۔ موچی نے رونا شروع کر دیا۔ اور

Marfat.com

اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ پھر اس نے امام صاحب کی مجالس میں بیٹھنا شروع کر دیا اور فقیہہ کہلانے لگا۔

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ انتہائی پاک باز تھے۔ آپ ہر اس عمل سے گریز فرماتے جس میں ہلکا سا بھی شُبہ ہوتا۔

حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بیس سال میں مَیں نے امام صاحب کو کبھی ننگے سر نہیں دیکھا اور نہ کبھی پاؤں پسارے، نہ خلوت میں نہ ہی جلوت میں۔ ایک بار میں نے ان سے عرض کی کہ جب آپ تنہائی میں ہوتے ہیں تو کیا آپ اپنے پاؤں پھیلاتے ہیں؟ اس پر آپ نے جواب دیا میں بندوں کا احترام کروں اور تنہائی میں خدا کا احترام بھُول جاؤں۔ یہ کیسی عجیب بات ہے۔

ایک بار آپ رحمتہ اللہ علیہ کہیں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دو عورتوں کو بات کرتے ہوئے سُنا۔ کہ "تم نے دیکھا یہ ہیں ابو حنیفہ، بڑے پاک باز اور شب بیدار۔ یہ اپنی فجر کی نماز عشاء کے وضو کے ساتھ پڑھتے ہیں۔"

Marfat.com

جب امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سُنا تو مارے خوف کے کانپ گئے۔ اگرچہ آپ ساری رات جاگا کرتے تھے لیکن وہ اس دوران کبھی کبھار آرام بھی فرمایا کرتے تھے۔ اس دن کے بعد آپ نے ساری ساری رات جاگنا شروع کیا۔ اس سے آپ کی صحت پر اثر ہونا شروع ہوا۔ جب آپ کے احباب اور شاگردوں نے آپ سے عرض کی کہ رات کو تھوڑا سا آرام فرما لیا کریں، تو آپ نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "میں اس دن سے ڈرتا ہوں، جب میرا خدا مجھ سے پوچھے گا، کہ ابو حنیفہ! وہ شکل کیوں بنائی تھی جسے دیکھ کر لوگ دھوکا کھاتے تھے۔

آپ کی کثرتِ ریاضت، گریہ اور نفس کشی نے پردے اٹھا لئے اور آپ کی کشف کی قوت اس قدر بڑھ گئی کہ آپ ان گناہوں کو دیکھ سکتے تھے جن کو وضو دھو ڈالتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے کہ کوئی شخص نماز کی پابندی کرے تو وضو کا پانی گناہوں کو دھو دیتا ہے۔

Marfat.com

خلیفہ منصور نے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو قاضی کا عہدہ قبول نہ کرنے کی پاداش میں جیل میں ڈال دیا۔ لیکن جیل میں ہونے کے باوجود آپ کی شہرت کم نہ ہوئی۔ بغداد کے علماء امام صاحب کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اس لئے خلیفہ منصور آپ کو کھلے عام نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ جیل میں ہوتے ہوئے بھی آپ کے درس کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ کے محبوب شاگرد امام محمد رحمتہ اللہ علیہ اس کال کوٹھری میں آپ سے سبق لیا کرتے تھے۔

ایک دن خلیفہ منصور نے اپنے انتقام اور حسد سے اندھا ہو کر بڑی خاموشی سے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو زہر دلوا دیا۔ جب امام صاحب نے زہر کے اثر کو محسوس کیا تو سجدے میں گر کر دعا فرمائی کہ "اے اللہ! تیرا بندہ حاضر ہے۔ سجدے سے زندگی کا آغاز کیا اور سجدے ہی پر حیات ختم ہو گئی۔ تجھ سے ابتدا ہے اور تو ہی انتہا ہے"۔

شیخ ابو علی عثمان رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا۔ "میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے قریب

Marfat.com

سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بابِ بانی شیبہ سے داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ آپ کے ساتھ ایک عمر رسیدہ شخص تھا جس کو آپ نے آغوش میں لے رکھا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حیران دیکھا تو فرمایا۔ مسلمانوں کے امام اور تمہارے ملک کا بادشاہ ابوحنیفہ ہے۔"

ایک دفعہ جب حضرت معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نے رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کی" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو کس جگہ تلاش کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ابوحنیفہ کے علم کے قریب۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ میں پچاس ہزار افراد شریک تھے اور یہ نماز چھ مرتبہ پڑھائی گئی۔

جس وقت حضرت شُوبار رحمتہ اللہ علیہ، جو کہ آپ کے اُستاد اور امام بصرہ تھے، نے آپ کی شہادت کے بارے میں سُنا تو فرمایا" آج کوُفہ پر اندھیرا چھیل گیا" ایسی عظیم ہستی کے لئے اور بہت

Marfat.com

کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے الفاظ کافی نہیں ہو سکتے۔ قلم کافی نہیں ہو سکتے، اور وقت کافی نہیں ہو سکتا۔

سچ ہے کہ ایسی ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے مراتب کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم اپنے دین کو امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے علم کے ذریعے سیکھیں۔

آمین!

Marfat.com

۹ جولائی ۲۰۱۰ء

باب (۱۲۲)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس نے فرمایا:

"پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک جس کے اِرد گرد ہم نے برکت رکھی ہے، ہم نے اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سُنتا دیکھتا ہے۔"

درود و سلام ہوں محبوبِ الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم پر، درود اس تعداد کے مطابق جو لوح و قلم میں لکھی ہوئی ہیں۔ ہر دن و رات میں، ہر ساعت میں اور ہر سانس میں دس کروڑ مرتبہ، یوم قیامت تک، درود اُن پر جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ: وَاللّٰهُ اِسْمُهٗ جِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ مَوْجُوْدُهٗ......

Marfat.com

درُود و سلام اُن پر جو زینتِ کائنات اور فخرِ مخلوقات ہیں، جو اپنے اللہ کی آنکھوں کا نجم ہیں۔

سلام رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے، سلامتی اُن سب پر جو جانتے ہیں کہ دل کے معاملات کتنے نازک ہوتے ہیں اور ان کا خیال رکھنا کتنا اہم ہے۔

رجب اللہ کا مہینہ ہے۔ یہ وہ ماہِ مُبارک ہے، جب اللہ پاک دُنیا پر نگاہِ کرم ڈالتا ہے، وہ لطف و عطا، رحم و غنا کی بارش ان سب پر برساتا ہے جو اس کی طلب کرتے ہیں۔ جب وہ اپنے عاشقوں کو اپنی آغوشِ رحمت و برکت میں لیتا ہے۔ بیشک اس ماہِ مبارک میں ان سب کے لئے بہت کچھ ہے۔ جو اس کے بارے میں جانتے ہیں۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں دُعائیں براہِ راست اللہ پاک تک پہنچتی ہیں۔ بغیر کسی رکاوٹ کے۔ جب اللہ اپنی رحمتیں، عنایتیں اور اپنی فیاضی ان سب پر نچھاور کرتا ہے، جو اس کے ہو گئے ہیں۔

یہ ایک خاص مہینہ ہے، بے شک ایک ایسا

Marfat.com

مہینہ کہ جس میں ایک خاص رات آتی ہے، وہ رات جس کے بارے میں اگرچہ بہت کچھ کہا جاچکا ہے، تاہم اس کے بارے میں بہت کم معلوم ہے۔

محبّت ایک نہایت مضبوط جذبہ ہے۔ اس کے اظہار کے مختلف طریقے ہیں۔ جب آپ کو محبّت ہوجاتی ہے تو آپ ہر چیز بڑے مختلف انداز میں کرتے ہیں۔ آپ خاموشی سے مسکراتے ہیں، خاموشی سے ہنستے ہیں، خاموشی سے آہیں بھرتے اور خاموشی سے روتے ہیں۔ آپ یہ سب کچھ اس لئے خاموشی سے کرتے ہیں تاکہ کوئی آپ کے راز کو پا نہ سکے۔ وہ راز کہ آپ کسی سے محبّت کرتے ہیں۔

لیکن جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے محبّت ایک نہایت عجیب جذبہ ہے، چاہے آپ اپنے اس راز کو چھپانے کی کتنی کوشش کریں یہ اتنا ہی ظاہر اور نمایاں ہوجاتا ہے۔

محبّت دراصل ایک خوشبو ہے۔ یہ خاموشی سے استعمال تو ہوسکتی ہے لیکن اس کی خوشبو کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ آپ ان ٹمٹماتے ستاروں کو کیسے چھپا

Marfat.com

سکتے ہیں جو کسی عاشق کی آنکھوں میں چمکتے ہیں۔ آپ اس نرم و دلکش مسکان کو کس طرح چھپا سکتے ہیں جو اس عاشق کے چہرے پر ظاہر ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے معشوق کے خیالوں میں گم ہوتا ہے اور وہ آہیں کیسے چھپی رہ سکتی ہیں جو عاشق کے سینے سے نکلتی ہیں۔ چاہے وہ لاکھ انہیں کنٹرول کرنے کی کوشش کرے، تو کیا محبت ایک نہایت عجیب جذبہ نہیں ہے؟

ایک رات ایسی آئی کہ ایک حسین عاشق محبت میں مکمل طور سے تر بتر تھا۔ ان کے جسمِ اطہر کا ایک ایک پور دُکھ رہا تھا۔ ان کا دل ایک خاص ردھم میں دھڑک رہا تھا۔ اور ہر دھڑکن سے ایک شدید درد اٹھتا تھا وہ درد جو کسی کے لئے تڑپنے والوں کے دلوں میں ہوتا ہے۔ یہ عاشق اپنے بستر پر کروٹیں بدل رہے تھے، وہ بستر جو سوکھے پتوں اور تنکوں سے بنا ہوا ایک خالی کمرے میں بچھایا ہوا تھا۔ اور جس میں کوئی دنیاوی اثاثہ نہ تھا لیکن اس کے باوجود ایک خزانے سے بھرا تھا۔ یہ خزانہ نہایت گراں بہا اور قیمتی تھا۔

ایسی کوئی چیز نہ تھی جو اس کے حسن کا مقابلہ کر

Marfat.com

سکتی یا اس کی قدر کا تعین کر سکتی۔ یہ خزانہ ایک عاشق کا دل تھا جو بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا اور جس کی ہر ایک دھڑکن میں محبوب کے لئے ایک شدید طلب اور تڑپ موجود تھی۔

وہ رات ٹھنڈی تھی، تاریک آسمان پر ہر سُو تارے چمک رہے تھے۔ ہلکی ہوا سے پتّوں سے بھری شاخیں جھُوم رہی تھیں۔ فضا میں امید کا ایک عجیب احساس موجود تھا۔ ہر طرف ایک عجیب خمار سا چھایا ہوا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نے آسمان کو نشہ پلا دیا ہو۔ جیسے کسی نے ہوا اور درختوں کو نشہ پلا دیا ہو۔ ایسے لگ رہا تھا کہ کسی جگہ ایک خاموش رقص جاری تھا اور کسی سنگیت کے سُر ہوائیں بکھر رہے تھے۔

یہ وہ سماں تھا جب عاشق کے سینے سے ایک گہری آہ اُٹھی اور اُن کی نیم وا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ نرم و نازک ہونٹ بڑی نرمی سے، بڑی آہستگی سے اپنے اللہ کی محبت اپنے ربی اور اپنے عشق اور اپنے اللہ کے لئے کراہ اُٹھے۔

یہی وہ وقت تھا جب حجابات اُٹھائے گئے

Marfat.com

اور دُوریاں قربتوں میں بدل گئیں، یہی وہ وقت تھا جب شبِ ہجراں ختم ہوئی، یہی وہ وقت تھا کہ جب

یہ کمالِ حُسن کا معجزہ!
کہ فراق حق بھی نہ سہہ سکا
شبِ معراج لیا عرشِ بریں پر بُلوا
صدمۂ ہجر خُدا سے بھی گوارا نہ ہوا
سوُئے مُنتہیٰ وہ چلے نبیؐ!
بَلَغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجےٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلو علیہ وآلہٖ

یہ عشق، آہوں اور ملاقاتوں کی ایک خوبصورت رات تھی۔ وہ رات جس میں اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بُلوالیا۔ تمام مخلوقات کو اُن کا مقام، اُن کی افضلیت اور فضیلت دکھانے کے لئے۔

حبیب آپ پر ہزاروں دُرود وسلام
سب رسولوں کے سرور، انبیاء کے امام
شبِ معراج کا مقصد حقیقتاً ہے یہ
عرش والے بھی دیکھیں حبیبِ رب کا مقام

Marfat.com

یہ رُوح الامین تھے جو اس حجرے میں داخل ہوئے جہاں رحمتِ کائنات سو رہے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مُبارک پیروں کو نہایت خاموشی سے بوسہ دیا۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا گیا۔

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

آپ کے سامنے جبرئیل علیہ السلام اپنی چمکدار پیشانی کے ساتھ کھڑے تھے، جن کی رنگت برف جیسی سفید جن کے لباس میں موتی جڑے ہوئے اور سونے کی کشیدہ کاری تھی۔

ہر رنگ کے تہہ بہ تہہ پَر اُن کے جسم پر لرزاں تھے۔ وہ اپنے ساتھ حیرت انگیز رفتار والی ایک سواری لائے تھے، یعنی بُراق۔ ایک سفید جانور، خچّر سے زیادہ مماثلت والا، جس کے دونوں طرف پَر تھے۔ جن سے وہ اپنی ٹانگوں کو حرکت دیتا تھا۔ اُس کے ایک قدم کا فاصلہ اُس کی حدِ نگاہ تھا۔ وہ نہایت تیز رفتاری سے شمال کی جانب اُڑے۔ یثرب سے آگے، خیبر سے ہوتے ہوئے یروشلم پہنچے۔

Marfat.com

وہاں اُن کی ملاقات نبیوں کی ایک جماعت سے ہوئی، جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے شامل تھے۔

دُنیا کی کسی اور مسجد کو ایسی جماعت کا شرف حاصل نہیں جس کے تمام مقتدی انبیاء تھے۔ ان مقتدیوں کو ایک ایسے امام کی ضرورت تھی جو اُن میں سے ہر ایک کے نبیؐ تھے۔

مُقتدی اگر لاجواب و باکمال ہیں تو امام بھی
بے مثال و محب کمال ہیں اور صاحبِ
حسُن و جمال ہیں"۔

ے نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں
ہوں میں اوّل و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر
جو سلطنت آ کے کر گئے تھے
یہ اُن کی آمد کا دبدبہ تھا
نِکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجم و افلاک جام و مینا!
اُچھالتے تھے کھنگلتے تھے۔

Marfat.com

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی امامت عبادت گاہ کے احاطے میں فرمائی اور تمام انبیاء آپ کے پیچھے صف بستہ ہو گئے۔

اس کے بعد دو پیالے آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ایک میں شراب تھی اور ایک میں دُودھ آپ نے دُودھ والا پیالہ لیا اور اس میں سے پیا، مگر شراب سے بھرا پیالہ وہیں چھوڑ دیا۔ اس پر جبریل علیہ السلام نے فرمایا:

"آپ کی رہنمائی اس راہ کی طرف کی گئی ہے، جو آپ کا مقدر ہے۔ اور جس پر اپنے لوگوں کو چلنے کی ہدایت دیں گے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے لئے شراب کو حرام کر دیا گیا ہے۔"

پھر وہاں سے آپ کو اس دُنیاوی زندگی سے اُٹھا کر آسمان پر لے جایا گیا۔ عبادت گاہ کے احاطے کے مرکز میں رکھے پتھر سے بندھے بُراق پر آپ ایک بار پھر سوار ہوئے۔ جس نے اپنے پر ہلا کر اُوپر پرواز شروع کی۔ اس وقت اس زمین پر کسے معلوم تھا کہ آسمانوں

Marfat.com

میں کیا ہو رہا ہے ۔ کیا کوئی ان تیاریوں، ان زیبائشوں اور ان خوبصورتیوں کا ادراک کر سکتا ہے جو اس دولہا کے لئے کی جا رہی تھیں، جو اپنے محبوب سے ملنے جا رہے تھے۔

ہفتِ سماع تیرے واسطے سجایا گیا
بہشت میں بھی جشنِ خوشی منایا گیا!
بجھائی گئی ہے جہنم کی آگ اس خاطر
حبیبؐ آپ کو ہے عرش پر بلایا گیا

جبریل علیہ السلام کی رہنمائی میں جو اب ایک ملکوتی جسم میں ڈھلے ہوئے تھے، وہ زمینی فضا سے بہت اوپر پہنچ گئے تھے یعنی زمان و مکاں سے ماورا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پھر اُن انبیائ سے ملاقات کی، جن کے ساتھ آپ نے یروشلم میں نماز پڑھی تھی لیکن وہاں وہ آپ کے سامنے اس طرح پیش ہوئے جیسے اپنی زمینی زندگی میں تھے۔ جب کہ اب یہاں آپ اُن کو ان کے افلاکی رنگ میں دیکھ رہے تھے۔ اور ان کی اس شاندار تبدیلی پر تحسین کر رہے تھے۔

Marfat.com

یوسف علیہ السلام کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اُن کے چہرے پر پورے چاند کی چمک دمک تھی۔ تاہم اس کے باعث اُن کے دوسرے بھائیوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیرت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

مختلف آسمانوں پر جن باغوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورہ کیا تھا۔ ان کے بارے میں بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ" جنت کا ایک کمان برابر ٹکڑا سورج کے طلوع و غروب کے درمیان موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ اور اگر جنتیوں کی کوئی خاتون زمین والوں کے سامنے آئے تو اس کے نور اور اس کی خوشبو سے آسمان و زمین کے درمیانی خلا پُر ہو جائے۔

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے فرشتے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دیکھا، اُن کو اتنا بڑا پایا کہ اُن کی دو آنکھوں کے درمیان کا فاصلہ ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) دن کی مسافت کے برابر تھا۔ وہ ایک لاکھ بٹالین کو کام پہ لگاتے ہیں اور ہر وقت ایک بہت بڑی کتاب میں ان لوگوں کے ناموں

Marfat.com

کا اندراج کرتے گزارتے ہیں، جو مر رہے ہیں یا پیدا ہو رہے ہیں۔

یہ ہے اللہ اپنے چاہنے والوں کے لئے جمال اور رحمت۔ لیکن کیا کوئی اس کے جلال کے آگے ٹھہر سکتا ہے، اُس کی خاصیت کے آگے۔

یہ اُن لوگوں کے لئے کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ اُن تمام تنبیہوں کے باوجود اپنے آشیالوں میں آرام کی نیند سو رہے ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی! اللہ کے دولہانے عظیم مناظر کا مشاہدہ کیا۔ بے شمار چیزیں آپ کو دکھائی گئیں اور یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہا جب تک آپ معراج کی انتہا کے مقام پر پہنچے۔ یہ سدرۃُ المنتہیٰ کا درخت تھا۔ جس سے آگے تو جبرئیل علیہ السلام بھی نہیں بڑھ سکتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھوں والے ملائک بھی دیکھے، جو دنیا کے گناہوں کے لئے رو رہے تھے۔

اور اس کے علاوہ ایک اور بہت بڑے فرشتے کو بھی دیکھا جس کا آدھا دھڑ برف کا اور آدھا آگ سے

Marfat.com

بنا ہوا تھا، جس کے اِردگرد آفاقی مخلوق تھی جو مسلسل چیخ رہے تھے کہ :

"اے خدا! تُو نے برف اور آگ
کو یکجا کیا ہے، تُو نے اپنے تمام بندوں کو
اطاعت میں ملا دیا ہے۔

ساتویں آسمان پر جہاں نیک ارواح کا مقام ہے، وہاں ایک فرشتہ تھا جو پوری دُنیا سے زیادہ بڑا تھا۔ اپنے ستّر ہزار سروں کے ساتھ، ہر سر میں ستّر ہزار مُنہ تھے، ہر مُنہ میں ستّر ہزار زبانیں تھیں۔ اور ہر زبان ستّر ہزار بولیوں میں اللہ کی حمد بیان کر رہی تھی۔

اسی دوران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے گنہگاروں پر عذاب آتے دیکھا، تاکہ اُمّتِ مُحمّدی کے لئے یہ ایک سبق بن جائے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت سے فرمایا جب میں نے ایسے آدمیوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اُونٹوں جیسے تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں آگ کی گیندیں تھیں جنہیں وہ اپنے مُنہ میں ٹھونس رہے تھے۔ جو پھر سے اُن کی پیٹھوں سے نکل رہے تھے۔

Marfat.com

جنہیں پھر وہ اپنے مُنہ میں ٹھونس رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے یتیموں کو لوٹا۔

پھر میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے پیٹ بڑے تھے۔ اُن کے اُوپر سے لوگ پاگل اُونٹوں کی طرح گزر رہے تھے۔ جیسے وہ آگ پر سے گزر رہے ہوں۔ جن لوگوں کو روند ڈالا گیا ہے وہ اپنی جگہ پر بے حس و حرکت پڑے رہے۔

میں نے پوچھا' اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا یہ سُود خور ہیں۔ پھر میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو ایک میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے، جس پر مزیدار فربہ گوشت اور ساتھ ہی بدبودار گوشت پڑا ہوا تھا۔ وہ سڑا ہوا خراب گوشت کھا رہے تھے، اور تازہ مزیدار گوشت کو ہاتھ نہیں لگا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے جبرئیل! انہوں نے کہا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کو چھوڑ کر، جو اللہ نے ان کے لئے حلال کی ہیں، دوسری عورتوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ جو ان کے لئے ناجائز ہیں۔

Marfat.com

پھر میں نے لوگوں کا ایک گروہ دیکھا جن کے ناخن تانبے کے بنے ہوئے تھے۔ جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چیر رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا، یہ کون لوگ ہیں؟ اس کے جواب میں جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ یہ مرد اور عورتیں وہ ہیں جو چغل خور تھے، جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھایا کرتے اور ان کو بے عزت کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چغل خوروں کو اس حال میں بھی دیکھا کہ گوشت ان کے اپنے ہی پہلوؤں سے کاٹا جارہا تھا جسے وہ کھا رہے تھے۔ اور ان سے کہا جارہا تھا کہ اسے اسی طرح کھاؤ، جس طرح تم اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتے رہے ہو۔

جب میں نے جبرئیل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا، یہ لوگ غیبت کرنے والے، چغل خور ہیں۔ اس دن ایسے کئی سبق اُمت کو سکھائے جارہے تھے۔

لیکن اگر آپ سب اپنے اندر جھانکیں اور اپنے اِردگرد نگاہ ڈالیں تو کیا اب یہ گناہ آپ کو روزمرّہ

Marfat.com

زندگی کے معمول کی طرح نظر نہیں آتے۔ کسے خیال ہے کہ اُن کے ساتھ کیا ہوگا۔ جب ان کی آنکھیں بند ہوں گی، جب ان کے جسموں کو مٹی تلے دبا دیا جائے گا۔ یقیناً ان کے جسموں کو کھالیا جائے گا لیکن ان گناہوں کی سزا ابد تک برقرار رہے گی۔ بس ذرا سا اپنی مصروف زندگی سے چند لمحے نکال لئے اور آخرت کے بارے میں سوچئے! سوچئے اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے۔

اُڑنے کی طاقت نہ جبرئیلؑ کے پر میں
ایسے بھی مقام آئے تیری راہ گزر میں!

کہا جاتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ والے درخت کی جڑیں تختِ الٰہی کے نیچے پیوست ہیں، جو اس بات کی علامت ہے کہ اس مقام پر ہر ایک کے علم کا خاتمہ ہے۔ چاہے وہ ملائکہ کا سردار ہو، نبی ہو یا رسُول۔ اس سے آگے ایک پوشیدہ اسرار ہے۔ جس کا علم خدائے واحد کے علاوہ کسی کو نہیں۔

کائنات کے اس بلند ترین مقام پر جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اصلی ملکوتی شان وشوکت کے ساتھ ظاہر ہوئے، بالکل اسی حالت میں

Marfat.com

جب وہ پیدا کئے گئے تھے۔

پھر وحی کے الفاظ میں: "جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا، آنکھ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی، بے شک آپ نے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔"

(سورۂ نجم)

یہ الوہی روشنی تھی جو سدرہ پر پڑی اور اسے کامل طور پر اپنی لپیٹ میں لے لیا اور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ اُس پر جمی رہی، اِدھر اُدھر بھٹکے بغیر۔

اے اُمّتِ محمدی! جب آپ اپنے بہت ہی پیارے محبوب سے ملتے ہیں تو اس کے سامنے آپ کیا کرتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ آپ اپنی محبّت نچھاور کریں گے اور اس محبّت کے عملی اظہار میں اسے ایسے ہدیئے اور تحفے پیش کریں گے جو اس کی محبوب کے شایانِ شان ہوں۔

تو وہ لوگ جو محبت کے ان معاملات کو جانتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی سوال پوچھا۔ شبِ معراج میں رب کی طرف سے

Marfat.com

اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا تحفہ تھا؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جو دلوں کے نازک معاملات کو جانتے ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس حسین محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے معشوق کی صفات میں ملبوس کیا گیا۔ ان کو دیدار اور بالمشافہ گفتگو سے نوازا گیا۔ کیا یہی بات کلام پاک کی آیت میں نہیں کہی گئی ہے کہ: "اس پیارے چمکتے ہوئے تارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم، جب یہ معراج سے اُترے، تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔"

یہ کسی نازل کی ہوئی وحی سے کم نہیں جو انہیں ایک بے انتہا طاقت والی ہستی نے سکھائی، قوت حاصل کرتے ہوئے وہ مضبوط رہے، جب وہ بلند ترین اُفق پر تھے۔ وہ قریب گئے اور بیٹھ گئے۔ اور وہ دو کمانوں کے درمیان برابر فاصلے پر تھے، بلکہ قریب تر۔ اُس نے اپنے بندے پر ظاہر کر دیا جو ظاہر کیا۔ دل گھبرایا نہیں جو کچھ اس نے دیکھا۔ اس نے ان کو ایک دوسرے موقع پر دیکھا تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ پر جنت الماویٰ کے قریب۔ جس وقت سدرہ کو ڈھانپا گیا اس روشنی

Marfat.com

سے ان کی آنکھ نہ بہکی اور نہ حد سے بڑھی ۔ انہوں نے اپنے رب کی کچھ عظیم ترین نشانیوں کو دیکھا۔

اے اُمّتِ محمدی! یہ تھے اللہ کے حسین محبوب اُس دن تسلیم و نیاز اور بے انتہا حمد و ثناء میں ۔

ایک اور سوال ہے جو صوفی حضرات اُٹھاتے ہیں کہ ایک انسان اللہ کا ایک مومن بندہ کتنا عروج کر سکتا ہے معراجِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب آسانی سے دیتی ہے ۔ یہ انسانی صفات کے ترک کرنے میں مضمر ہے، جو فنا ہونے پر ختم ہو جاتی ہے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ انسانی صفات الوہی صفات میں تبدیل ہو جاتی ہیں ۔

یہی معراج کا اصل پیغام ہے، یعنی دوئی کو ختم کرنا، اپنی ذات کی نفی کرنا، انسانی صفات کو ترک کرنا اپنے آپ کو مکمل طور سے ختم کرنا تاکہ الوہیت، بشریت کو اس طرح ڈھانپے جس طرح لباس بدن کو ڈھانپتا ہے ۔ تبدیلی کے اس عمل میں تمام بشری چیزوں کا الوہی وحدت میں معدوم یا تحلیل ہونے کا خطرہ ہے ۔

تو معراج نے احادیت اور ذات کی نفی کا سبق سکھایا ۔ یہ ہے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ۔ اللہ کے سب سے محبوب ترین

Marfat.com

رسول کا۔ یہ ہے وہ سبق جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو سکھایا۔ ان تمام خاص لوگوں کو جو رب کے آگے سرِ نیاز خم کرنے کو تیار تھے۔

اے اُمتِ محمدی! اپنے دل سے اپنی انا کو نکال پھینکیں۔ پھر اپنی خواہشات، اپنی دُنیا کو ترک کر دیں۔ پھر دھیرے دھیرے اپنے وجود سے چھٹکارا پالیں۔ اور جلد ہی آپ کو احساس ہوگا کہ یہ تو بس ''وہ'' ہے جو باقی ہے۔ ''وہ'' جو ابدی ہے، جو حق ہے، اور جو حقیقت ہے۔ یہ معراج آپ میں سے ہر ایک کے لئے ہے۔ بس اپنے پوشیدہ دل کو کشادہ کریں۔ اور بلاشبہ بہت جلد ہی آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ جائیں گے۔

ہستی مستی ہے یارو اور ہستی کچھ نہیں
بے خودی مستی ہے یارو اور مستی کچھ نہیں
لامکاں کی منزلت پاتا ہے کب کون و مکاں
ہو کے ویرانے کے آگے ہے کہ بستی کچھ نہیں
یہ کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو اور سب کچھ کچھ نہیں
غیر اس کے معنی جو سمجھیں ہیں الستی کچھ نہیں
بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نیاز
یہ کچھ نہ ہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہیں

Marfat.com

ان سب کو اللہ پاک کی مُبارک باد ہو جنہوں نے اصلی معراج کو سمجھ لیا ہے۔ اے اُمّتِ محمدی! میری دُعا ہے کہ " اے اللہ ہماری آخری سانس کو ایمان پر ختم کر۔ اے خدائے رحمٰن و رحیم ہمیں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اپنے مقدس دیدار سے سرفراز فرما، یا حنّان یا منّان! اے اللہ تو ُہی وہ واحد ہے جو جملہ گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ تُو ہی رؤف الرحیم ہے۔ اپنے حبیبؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کے صدقے ہمارے کبیرہ صغیرہ گناہوں کو معاف فرما۔ اے اللہ ہمارے دلوں سے اس دنیا کی چاہت دُور فرما۔ ہمیں اپنی محبت اور چاہت سے ملبوس فرما۔ ہمیں اس راہ پر چلا جو تیری طرف جاتی ہے۔ ہمیں آگ سے نجات دے اور ہمارے دلوں میں اپنی اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت واُلفت میں اضافہ فرما دے۔ اے اللہ! اس شبِ معراج کو ہم سب کے لئے باعثِ رحمت بنا اور ہماری دُعاؤں کو قبول فرما۔ ہماری دُعائیں قبول ہوں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے۔

آمین!

Marfat.com

۱۶ جولائی ۲۰۱۰ء

باب (۱۲۳)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اپنے تمام دوستوں کا دوست ہے، جو اپنے جملہ عاشقین کا انعام ہے۔ اور جو تمام صادقین، صالحین اور شہدائکے لئے رحمت ہے۔

دُرود و سلام ہوں رحمتہ اللعالمین پر، اُن پر جو صاحبِ جمال اور صاحبِ کمال ہیں۔ جو ساری کائنات کا نُور ہیں اور جو اپنی اُمت کے بہترین دوست ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے اور سلامتی ہو اُن سب عارفی نُوریوں کے لئے جو اس خوبصورت محفل میں آ کر شریک ہوتے ہیں اور تیزی سے محبت کا مطلب سیکھ رہے ہیں۔ آپ ایک اچھے دوست کی پہچان کس طرح کر سکتے ہیں؟ آج کل لوگ اس رشتے کو زیادہ خاطر میں نہیں

Marfat.com

لاتے جو حقیقت میں انسانوں کے لئے تحفہ ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آپ اس لفظ کو وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ لیکن آپ ان ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرتے جو اس رشتے کا تقاضہ ہیں۔

دوست دراصل وہ شخص ہے جو ہر وقت آپ کے ساتھ ہو۔ دوستی وہ رشتہ ہے جس میں خونی روابط ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی ہو سکتے۔ لیکن یہ کسی بھی دوسرے رشتے سے مضبوط تر ہے۔ یہ مجبوری سے نہیں ہوتی بلکہ اس لئے ہوتی ہے کہ یہ آپ کی اپنی پسند ہے کہ کسے اپنا دوست بنائیں۔

خون کے تمام رشتے ایک مجبوری ہیں جنہیں آپ کو نبھانا ہے ایسا ممکن نہیں ہے کہ اگر آپکو اپنے بھائی سے اختلاف ہے تو آپ اس سے رشتہ ختم کر کے اس سے کہیں کہ وہ آپ کا بھائی نہیں ہے۔ دوستی میں یہ مجبوریاں نہیں ہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ پیدائشی طور سے کسی کے دوست نہیں۔ لیکن پھر بھی سچی دوستی کسی بھی دوسرے رشتے سے زیادہ مضبوط ہو سکتی ہے۔ حقیقت میں سچی دوستی کا تعلق دل کے معاملات سے ہے۔ ایسی دوستی کی بنیاد بے غرضی پر ہونی چاہیئے۔

اگر آپ کسی کو اپنا دوست کہتے ہیں لیکن اس کے پیچھے

Marfat.com

اگر آپ کی کسی غرض کا کوئی شبہ تک ہو یا آپ کا کوئی مقصد ہو تو ظاہر ہے کہ یہ سچی دوستی نہیں ہے۔

دوستی ایک مقدس رشتہ ہے۔ یہ نسل عقیدہ یا کسی بھی رشتے سے بالاتر ہے۔ آپ آسانی سے ایسے لوگوں سے دوستی کر سکتے ہیں جو آپ جیسے نہ ہوں، جن کا تعلق کسی دوسری ثقافت یا قوم سے ہو، جن کی معاشی حالت آپ سے مختلف ہو۔

اختلافات بہت سے ہو سکتے ہیں لیکن ان میں ایک قدر مشترک ہو گی اور وہ یہ کہ ان کے دل آپس میں ملتے ہیں اور وہ حقیقی طور سے ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے بغیر کسی غرض کے ملتے ہیں، وہ ایک دوسرے سے ہنستے ہیں، وہ ایک دوسرے کو اپنے دل کا حال بتاتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے لئے ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔

اپنی زندگی میں آپ بہت سارے دوست بنا سکتے ہیں لیکن حقیقت میں ہر ایک کا ایک بہترین دوست ہوتا ہے، جو کہ باقی تمام دوستوں سے بالاتر ہوتا ہے۔ آپ کو آپ کی زندگی کے دوران یہ دوست کسی

Marfat.com

بھی وقت مل سکتا ہے۔ اور ایک بار جب وہ آپ کو مل جائے تو وہ آخری دم تک آپ کا دوست رہے گا۔ کبھی آپ کو یہ دوست آپ کے جیون ساتھی کے رُوپ میں ملے گا۔ یا اپنے بھائی بہن میں یا وہ کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے۔ جسے آپ زندگی بھر جانتے ہوں، لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے، آپ سے کسی کی ملاقات ہوتی ہے اور آپ فوری طور سے اسے پسند کرتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ آپ کو احساس ہوتا ہے، آپ جب کبھی بھی زندگی میں کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو وہ شخص ہر وقت آپ کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف خوشیوں میں آپ کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ غموں میں بھی وہ آپ کا ساتھی ہوتا ہے۔ ایک سچا دوست سائے کی طرح ہوتا ہے کبھی جُدا نہ ہونے والا۔

جنگ کے دوران ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "آپ دونوں میں سے ایک کی مدد جبریل علیہ السلام اور ایک کی میکائیل علیہ السلام کر رہے ہیں۔"

Marfat.com

کیا کوئی ایسا دوست ہو سکتا ہے جو اللہ اور اس کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خود اپنے بیٹے کی قربانی دینے سے پس و پیش کرے۔

کہتے ہیں کہ یوم بدر کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن مشرکین کے ساتھ تھے۔ جب اُس نے اسلام قبول کیا تو اس نے اپنے والد سے کہا کہ "بدر والے دن آپ کئی بار میری زد میں آئے، لیکن میں آپ کو نقصان پہنچائے بنا دُور چلا جاتا تھا۔" اس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: "اس دن تم اگر میری زد میں آتے تو میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑتا۔"

جس وقت اس پیارے دوست نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ "میں، میرا مال، میری زندگی، میری ہر چیز آپ کی ہے۔" تو وہ یہ سب کچھ کہنے میں واقعی سنجیدہ اور پُرخلوص تھے۔ وہ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ فیاض تھے۔ اُن کے لئے تو قرآن میں بھی فرمایا گیا کہ: (سورۃ اللیل) اور "بہت اُسے دُور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہوگا جو

Marfat.com

اپنا مال دیتے ہیں کہ ستھرا ہو۔"

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت وہ عرب میں سب سے زیادہ مال دار شخص تھے۔ کہتے ہیں کہ اُن کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو انہوں نے سب کے سب اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کئے اور جب انہوں نے مدینہ ہجرت کی تو ان کے پاس صرف پانچ ہزار درہم رہ گئے تھے۔ جن کو بھی انہوں نے مسلمانوں پر خرچ کر دیا۔ آپ کے دوسرے دوست بھی آپ کی فیاضی کو دیکھ کر رشک کیا کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کچھ صدقہ دینے کو کہا۔ اس وقت گھر میں میرے پاس بہت مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر مجھے کبھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بازی لے جانی ہے تو وہ آج کا دن ہے۔

چنانچہ میں نے اپنے مال کا آدھا حصہ لاکر رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا۔ "آپ نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟" اس کے جواب میں میں نے عرض کیا کہ "اتنا ہی جتنا میں یہاں لایا ہوں۔"

اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے مال کے ساتھ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے یہی سوال پوچھا کہ "اے ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟" اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست نے عرض کیا "اُن کے لئے میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔" جب میں نے یہ سُنا تو میں نے اپنے دل میں کہا! "عمر! (رضی اللہ عنہ) تم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں نکل سکتے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اللہ کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غارِ حرا میں پہلی وحی کے نزول سے پہلے آپس میں دوست تھے۔ پہلی وحی کے آنے کے بعد کا وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بڑا سخت اور بھاری وقت تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ کفر کے جھوٹے خداؤں کے خلاف آواز اٹھانے کا نتیجہ کیا ہوگا۔ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لوگوں کی سخت اور ضدی فطرت سے بخوبی آگاہ تھے۔ آپ یہ بھی اچھی طرح جانتے تھے، کہ یہ لوگ محض چھوٹی چھوٹی باتوں پر تلواریں نکالتے تھے جنہیں وہ اس وقت تک نیاموں میں واپس نہیں ڈالتے تھے جب کہ اُن کے خون کی پیاس نہیں بجھتی لیکن اس کے باوجود کوئی چیز آپ کو اپنی تحریک سے نہیں روک سکتی تھی۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اپنے قریبی عزیزوں اور مخلص دوستوں کو اس کے بارے میں بتایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عرصے سے جانتے تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں صادق اور امین کہتے ہیں۔ اسی لئے وہ جانتے تھے کہ توحید کا پیغام بلاشبہ حق اور سچ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے پہلے بالغ مرد کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے فوری طور سے "لبیک" کہا۔

Marfat.com

حسن بن ثابت اپنی ایک نظم میں کہتے ہیں کہ

"جب آپ کو اپنے بھائیوں میں سے کسی کا غم ستائے تو براہِ کرم اپنے بھائی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کے کارناموں کے باعث یاد کریں۔"

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سب سے زیادہ خدا ترس تھے۔ اور عدل وانصاف کی بالا دستی کے لئے آپ نے جو بھی ذمہ داریاں قبول کی تھیں، انہیں باحسُن وخوبی نبھایا۔ ایک مسکراہٹ کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کرنے میں آپ کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ آپ انسانوں میں پہلے انسان ہیں، جس نے انبیاء ورُسل کے نزول کی تصدیق کی۔

یہ دونوں کے درمیان ایک بے مثال دوستی یعنی محبوب رب اور ان کے رفیق اعلیٰ کے درمیان جب سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھے، تو یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے کبھی ایک لمحے کے لئے بھی آپ کے سچے ہونے پر شک نہیں کیا۔

جب کافر کو پتہ چل گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں، کس طرح وہ خدائے واحد کی

Marfat.com

بات کر رہے ہیں۔ اور کس طرح وہ ان کے جھوٹے خداؤں کی مذمت کر رہے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے خلاف ظلم وستم کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔

اس دورِ ابتلا میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سب کچھ، اپنی جائیدادیں، اپنا اثر و رسوخ، اپنی تمام تر صلاحیت اور حتیٰ کہ اپنی زندگی تک کو اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ دو مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ یعنی صبح کے وقت اور شام کے وقت اور اس دوران ان کی خفیہ ملاقاتیں دیر تک جاری رہتی۔

یہ دونوں دوست مختلف قبائل کی طرف سے آنے والے وفود سے تبلیغ کے لئے ایک ساتھ ملاقاتیں کرتے یا عربوں کے اجتماعات سے خطاب کرتے وقت بھی دونوں ساتھ ہوتے۔ چونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اور ان کا وسیع کاروبار بھی تھا۔ اس لئے ان کے مختلف قبیلوں

Marfat.com

سے روابط تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف ایسے تمام لوگوں سے اور اجتماعات میں کرواتے تھے۔ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑی بے جگری سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ظالم لوگوں سے بچاتے تھے۔

ایک دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو عقبہ بن معیط نے اپنی چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں ڈال کر آپ کا گلا دبانے لگا۔ اتفاق سے عین اسی وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور فوری طور سے خود کو عقبہ پر گرا کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بچا لیا۔ پھر اس حرکت پر غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

''کیا تم ایک ایسے آدمی کو مار ڈالنا چاہتے ہو، جو تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں لائے ہیں۔ اور جو کہتے ہیں کہ جہانوں کا مالک اللہ ہے۔ حتیٰ کہ ہجرت کے وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بہترین

Marfat.com

دوست کی رفاقت حاصل تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً حضرت ابوبکر کے گھر صبح کے وقت یا شام کے وقت تشریف لے جاتے تھے۔ لیکن اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوست کے گھر ایک غیر معمولی وقت پر تشریف لائے۔ جونہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ وہاں کوئی غیر موجود نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے ہجرت کرنے کا حکم ملا ہے۔

نہایت قلیل وقت میں تمام تیاریاں مکمل ہوئیں اور دونوں اُونٹوں پر سوار مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ اِن دو مسافروں کا پہلا پڑاؤ غارِ ثور تھا۔ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے جو پہلے غار میں داخل ہوئے اور جب ان کو اطمینان ہوا کہ اندر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تو انہوں نے غار کے اندر ہر ایک سوراخ کو بند کیا، جو انہیں نظر آیا۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر داخل ہونے کی درخواست کی۔ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر داخل ہوئے اور چاہا کہ کچھ آرام فرمائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رانوں پر سر رکھ دیا اور آپ کو نیند آگئی۔

عین اسی وقت ایک زہریلے سانپ نے غار کے ایک سوراخ سے سر نکالا۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ یہ سچا رفیق یہ چاہتا کہ ان کے پیارے نبی کو کوئی نقصان پہنچے یا ان کے آرام میں خلل ہو۔ تو اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا انگوٹھا اس سوراخ پر رکھ دیا۔ اس کے ردِّ عمل میں سانپ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا۔

لیکن اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درد کو برداشت کیا اور بلا ہلے جُلے خاموش رہے لیکن چند لمحوں میں ہی درد اتنا شدید ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ جن میں سے کچھ قطرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک پر ٹپک پڑے۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ اٹھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شدید درد و کرب کے عالم میں دیکھا تو فرمایا:

Marfat.com

"کیا بات ہے ابوبکر؟" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ "آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، ایک سانپ نے مجھے ڈس لیا ہے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور سے اپنا لعاب مبارک زخم پر لگایا اور سانپ کے زہر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کوئی اثر نہیں کیا۔

اپنی پوری زندگی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی زندگی اپنے آرام اور اپنے مال و اسباب کی پرواہ نہیں کی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ میری ہر چیز آپ پر قربان ہے یا نبیؐ! تو یہ نہ صرف آپ نے کہا بلکہ ساری دُنیا کو اپنے عمل سے یہ دکھا بھی دیا کہ آپ اپنے قول کے کتنے سچے ہیں۔

جنگِ بدر حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن معرکہ تھی۔ اللہ کے عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ گاہ ایک بڑے پتھر کے سائے میں تھی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ سے سدا محبّت کرنے والے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے محافظ کے طور پر موجود تھے۔ کفار ہر طرف سے آپ کے

Marfat.com

آقا پر حملہ کرنے کی کوشش کرتے۔ لیکن بہادر ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑی شجاعت سے ہر اُس حملہ آور کو لپسپا کرتے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آنے کی جرأت کرتا۔

آپ رضی اللہ عنہ دوسرے سپاہیوں کے بجھے ہوئے جذبات کو دوبارہ اُبھارنے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے اشعار بھی پڑھ کر سناتے تھے۔ اسی طرح جنگِ اُحد میں جس وقت جیتی ہوئی لڑائی چند سپاہیوں کی غلطی کی وجہ سے شکست میں تبدیل ہوئی تو میدانِ جنگ میں کئی مجاہدین کے حوصلے پست ہو گئے۔ لیکن یہ وفادار دوست آخری لمحہ تک چٹان کی طرح اپنی جگہ ڈٹے رہے۔

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہاڑی چوٹی پر لے جایا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو بھاگتے ہوئے مکہ والوں کے تعاقب کے لئے مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا جتھہ ترتیب دیا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس پارٹی میں شامل تھے۔

اُحد کے بعد کئی اور لڑائیاں لڑی گئیں۔ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے بہترین دوست نے تقریباً ان سب لڑائیوں میں حصہ لیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو "صدیق" کا لقب دیا گیا تھا۔ کیوں کہ آپ نے زمانۂ جاہلیت میں بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ لیکن یہ لقب لوگوں میں شبِ معراج کے دن مشہور ہوا۔

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے سامنے اپنے معراج کے سفر کا حال بیان فرما رہے تھے، تو وہ سب آپ پر تمسخر کرنے لگے۔ مشرکین میں سے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین دوست کے پاس گئے اور بولے، کیا آپ اب بھی اپنے دوست سے تعلق رکھیں گے۔ جب وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کل رات وہ بیت المقدس گئے ہیں؛

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ "کیا انہوں نے یہی کہا تھا"؛ مشرکین نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تو پھر وہ سچ بول رہے ہیں۔ اگر وہ یہ فرمائیں کہ انہیں صبح و شام آسمان سے خبریں ملتی ہیں تو پھر بھی میں انہیں سچا ہی مانوں گا"۔

Marfat.com

یہی وہ وقت تھا جب آپ رضی اللہ عنہ صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اس لقب کا ذکر جبرئیل علیہ السلام نے بھی شبِ معراج میں کیا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس گھر لوٹ رہے تھے۔ مسجد ذی توی پر پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا "اے جبرئیل! لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے"۔ اس پر اللہ کے فرشتے نے جواب دیا۔ ابوبکر صدیق آپ کی تصدیق کریں گے اور وہ صادق ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک بار رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حسین دوست کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ ابوبکر وہ شخص ہیں جن کو اللہ نے صادق کہا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک کے ذریعے۔ وہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دین کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ اس لئے ہم نے انہیں اپنی دنیا (خلافت) کے لئے چُنا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں

Marfat.com

سے ایک تھے، جنہوں نے پورے قرآن کو حفظ کیا تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ اسلام بن گئے تو اس وقت تک جنگوں میں کئی حفاظ شہید ہو چکے تھے۔ خاص طور سے یمامہ کی جنگ میں۔ اس لئے آپ نے خلیفہ کی حیثیت میں حضرت زید بن ثابت کو مقرر کیا کہ وہ قرآن کو جمع کریں۔ جو انہوں نے بڑی احتیاط سے کیا۔ انہوں نے منتشر اجزاء (اوراق) کو جمع کر کے انہیں ایک کتاب کی صورت دے دی۔

آپ کی خلافت کا دور ہنگامہ خیز تھا۔ خاص طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد کئی جھوٹے نبیوں نے اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک لمحہ پس و پیش کئے بنا ان کی سرکوبی کے لئے اپنی فوجیں بھیج دیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے عراق اور شام کو فتح کر کے اسلامی سلطنت کی سرحدوں کو وسیع کیا۔ اس کے علاوہ مکران کے بھی کئی چھوٹے شہر اور قصبے فتح ہوئے۔ اور خاص طور سے ظراح کی فتح سے اتنی دولت آئی کہ خلیفہ اسلام اس قابل ہوئے کہ وہ مدینہ کی ہر ایک مرد عورت اور غلام

Marfat.com

کو ایک ایک دینار دے سکیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت سے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمان سے اور دو زمین سے ہوتے ہیں۔ میرے آسمانی وزیر حضرت جبریل اور حضرت میکائیل ہیں۔ اور زمینی وزیر حضرت ابو بکر اور عمر ہیں۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس انداز سے مسجد میں داخل ہوئے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں طرف اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں طرف تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن دونوں جوہروں کے ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت والے دن ہمیں اس طرح اٹھایا جائے گا۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو بکر! میری اُمت میں سے جنت میں سب سے پہلے آپ داخل ہوں گے۔ ہر موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہترین ساتھی یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سچی دوستی بے پناہ محبت اور عزت و تکریم کا اعتراف

Marfat.com

فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

مجھ پر اپنی ہم نشینی اور مال کے ساتھ تمام لوگوں سے بڑھ کر حضرت ابو بکر نے احسان کیا ہے۔ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو دوست رکھتا تو ابو بکر کو رکھتا لیکن اخوتِ اسلامی سب سے اچھی ہے۔

آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے یارِ غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان جیسی دوستی اور کہیں نظر نہیں آئے گی۔ جب دل سچے ہوں اور ایک ساتھ دھڑکتے ہوں تو پھر کوئی شک نہیں کہ سچی محبت کی مضبوط ڈور ایسے دلوں کو آپس میں باندھ لیتی ہے۔ اللہ ہر وقت ایسی دوستی کے رشتوں میں سچائی اور خلوص کو دیکھتا ہے جو ہر امتحان میں پورے اُترتے ہیں۔ اور ابد تک قائم رہتے ہیں۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوستی تا ابد سب کے لئے ایک مثالی ہوگی۔

Marfat.com

السلام اے حضرت صدیق اکبر السلام
السلام اے خاصہ ومقبول داور السلام
السلام اے اوّل الایمان رفیقِ مصطفٰےؐ السلام
السلام اے عاشق ذاتِ پیمبر السلام
السلام اے رازدارِ سدرہ بزمِ مصطفٰےؐ
اے وزیر اعظم خاص پیمبر السلام!

Marfat.com

۲۲ جولائی ۲۰۱۰ء

باب (۱۲۴)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو رب ہے مشرق کا اور رب ہے مغرب کا۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور جو کچھ اُن میں ہے۔ بے شک وہ عظیم ترین ہے۔ اور زبردست قوت والا ہے۔

درود و سلام اللہ کے نبی پر جو پیدا ہونے والوں میں سب سے اوّل تھے اور جو اللہ کے آخری رسول ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جن کو وہ اُمت دی گئی ہے، جو رہتی دُنیا تک باقی رہے گی۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب کے لئے جو اپنے اللہ کے لئے یہاں تین گھنٹے بسر کرتے ہیں اور اللہ ہی سب سے بہترین اجر دینے والا ہے، اُن کے وقت کا۔

Marfat.com

اللہ کی بہت ساری نشانیاں ایسی ہیں جو کھلی آنکھ سے دکھائی دیتی ہیں، جو آپ کو اپنے اطراف نظر آسکتی ہیں۔ یہ عظیم الشان نیلا آسمان چمکتے ستارے، اپنے مدار میں گردش کرتی کہکشائیں، یہ اُبلتے چشمے، اور یہ طوفانی مہاساگر۔ اس زمین اور آسمانوں کا ایسا کوئی ایک بھی ذرہ نہیں جو آپ کے رب کی عظمت نہ بیان کرتا ہو کہ اُس کا کام کتنا حیران کُن ہے۔ کیا کوئی ہے ایسا جو اُس کا ایک چھوٹا سا حصہ بھی کرسکتا ہے، جو اُس نے کیا ہے، یا وہ جو کرسکتا ہے؟

"بے شک وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (سورۂ اخلاص) اور بے شک نہ کوئی اُس کے جوڑ کا ہے۔"

اللہ کی نشانیوں میں سے ایک جو کائنات کی تشکیل کے وقت موجود تھی اور جو دُنیا کے خاتمے تک باقی رہے گی۔ وہ ہے زمان، یعنی وقت۔ زمان کو کائناتوں کو بناتے وقت پیدا کیا گیا تھا۔ اور جو اُس وقت ختم ہوگا جب صُورِ اسرافیل پھُونکا جائے گا۔

وقت ایک بڑی قیمتی شے ہے، مگر چاہے آپ اُسے کتنا ہی استعمال کریں، یہ کم نہیں ہوتا۔ اس کو کوئی

Marfat.com

طریقوں سے ناپا جاتا ہے۔ مثلاً دن رات کا حساب کر کے۔ یعنی زمین کا اپنے گرد گھومنا، اور زمین کا سورج کے گرد گھومنا۔ اس دنیا میں ہر چیز رک سکتی ہے، لوگ ایماندار ہونا ترک کر سکتے ہیں، بچے بڑوں کا احترام کرنا چھوڑ سکتے ہیں، قلم لکھنا ترک کر سکتے ہیں اور درخت بڑھنا چھوڑ سکتے ہیں۔ یعنی ہر چیز رک سکتی ہے، سوائے وقت کے۔ یہ وقت ہی ہے جو صورِ اسرافیل کے پھونکے جانے تک چلتا رہے گا۔

وقت اللہ کی ایک نشانی ہے اور یہ اپنے رب کی اطاعت کرنا جانتا ہے۔ یہ بڑی خاموشی سے آگے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لحظہ بہ لحظہ، لمحہ بہ لمحہ، ساعت بہ ساعت۔ یہ تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے، اپنے خاتمے کی طرف۔ ہر ایک شے جو کبھی بھی پیدا کی گئی ہو، اپنے خاتمہ کو پہنچے گی۔ سانس لینے والے انسان مر جائیں گے۔ ہوا میں جھومتے ہوئے درخت بھی بوڑھے ہو کر ختم ہو جائیں گے۔ جھیل سوکھ جائے گی، اور زمینیں ڈوب جائیں گی۔

یہ اللہ کا نظام ہے، ہر مخلوق اپنے انجام کو پہنچے

Marfat.com

گی۔ اس کا انحصار بس اس پر ہے کہ اللہ نے اُسے جینے کی کتنی مہلت دی ہے۔ ایک بار جو وہ خاتمہ آن پہنچے تو پھر کوئی بھی اپنے اللہ سے ایک اضافی لمحہ بھی خرید نہیں سکتا۔ موت برحق ہے، اور اللہ کی ہر مخلوق کو اس کا مزہ چکھنا ہے۔ بے شک وہ تمام جو سانس لیتے ہیں، وہ موت کا ذائقہ بھی چکھیں گے۔

اسی طرح زمین بھی اللہ کی تخلیق کردہ ہے اور اسے بھی مرنا ہے، اسے بھی اپنے انجام تک پہنچنا ہے۔

ہم نے دُنیا میں آکے کیا دیکھا
دیکھا جو کچھ سو خواب سا دیکھا
ہے تو انسان خاک کا پُتلا!
لیکن پانی کا بُلبلا دیکھا

جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفرِ معراج میں تھے تو آپ کو ایک بہت بوڑھی عورت دکھائی گئی، جس کے بال سفید تھے۔ جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا "یہ ہے دُنیا اور یہ ہے اُس کی اصل عمر۔"

Marfat.com

ایک مرتبہ کسی شاعر نے برملا کہا تھا کہ :

خبردار! دُنیا ایک عمارت کے سائے کی طرح ہے
اور لامحالہ تیرا یہ سایہ ایک دن ختم ہو جائے گا
خبردار! دُنیا ایک سوار کے قیلولہ کرنے کی جگہ ہے
جہاں سے اُس نے حاجت پوری کی اور روانہ ہو گیا۔

بس ایک لمحہ کے لئے سوچئے تو ذرا، کہ وقت ہے کیا؟ یہ در حقیقت "آج" ہے جو آپ کے لئے ہے۔ یہ لمحات جو اس وقت آپ کے ہاتھ ہیں، یہی "آج" ہیں۔ اس لئے کہ جو "کل" تھا وہ گزر گیا۔ اس کے لئے اب آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ اور جو آنے والا "کل" ہے وہ ابھی تک آیا ہی نہیں ہے۔ تو اس لئے اس کے لئے بھی آپ کچھ زیادہ نہیں کر سکتے۔

یہ "آج" لازمی طور سے "کل" بن جائے گا، یعنی آپ کا ماضی۔ اور ماضی تو مُردہ اور بے حرکت ہے۔ دُنیا نے بھی اپنا کل گزار لیا ہے اور اس کا "آج" تیزی سے تاریکی کا حصہ بنتا جا رہا ہے۔ جب کہ آنے والا "کل" خود کو اس وقت کے بہت قریب لا رہا ہے۔

Marfat.com

جب وقت نہ بچے گا ہی نہیں۔ ؎

"وہ دن جب ہوں گے انسان بکھرے
ہوئے پتنگوں کی مانند اور ہوں گے
پہاڑ دُھنکی ہوئی اُون کی مانند۔"

(القارعہ: پ ۳۰)

اِسے وقت کا خاتمہ کہتے ہیں۔ قیامت کے صحیح وقت کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے کسی ملائک کو، یا نبیوں میں سے کسی کو یہ علم نہیں۔ یہ اللہ کا بھید ہے اور اللہ اپنے بھیدوں کا بہترین رکھوالا ہے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کے خاتمے کی نشانیوں کے بارے میں اپنی اُمّت کو آگاہ کر دیا تھا۔ تمام انبیاء نے اپنے اپنے لوگوں کو یومِ حساب کے بابت تنبیہہ کی تھی۔ مگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں اپنے لوگوں کو بڑی شد و مد سے تنبیہہ کرتے رہے۔ کیوں کہ آپ کو بخوبی علم تھا کہ آپ کی اُمّت قربِ قیامت کی نشانیوں کا مشاہدہ کرے گی، اور اگر انہیں اس کے بارے میں نہیں بتایا جائے، تو وہ گمراہی اور تباہی کا شکار ہو

Marfat.com

جائیں گے۔

دُنیا کے آخری ایام اتنے سخت ہوں گے کہ دُنیا نے کبھی نہ دیکھے ہوں گے۔ آیئے کچھ نشانیوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ جن کے بارے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف تنبیہہ فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سُورۂ قمر میں ارشاد فرمایا ہے کہ "فیصلے کی گھڑی قریب ہے اور چاند میں دراڑ پڑ گیا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند اُس وقت شق ہوا جب مکّہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی نبوت کا ثبوت مانگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُنگلی سے چاند کو شک کر دیا تھا۔ اسی سُورۂ میں اللہ تعالیٰ نہ فقط اس کی شہادت دتیا ہے بلکہ اس کی طرف واضح اشارہ بھی کر رہا ہے کہ آخری گھڑی قریب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" مجھے یوم محشر کے اتنے قریب لے جایا گیا جتنا کہ ان دو اُنگلیوں کے درمیان کا فاصلہ ہے۔" اور اللہ بہتر جانتا ہے، کیوں کہ اس نے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کیا۔" وہ آپ سے آخری

Marfat.com

گھڑی کے بارے میں سوال کریں گے کہ اُس کا مقررہ وقت کون سا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ اُس کا علم صرف میرے رب کو ہے۔ فقط وہی اس کا انکشاف کرسکتا ہے کہ اس کا واقعہ کب ہوگا۔ بے شک بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں، تم پر نہ آئے گی مگر اچانک۔" (الاعراف)

تو یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے صحابہ اور اُمتیوں پر متواتر زور دیتے رہے کہ وہ یومِ آخر کو پیشِ نظر رکھیں۔ ایک حدیث شریف ہے کہ:" جبریل علیہ السلام نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام ایمان اور احسان کے بارے میں پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قربِ قیامت کی نشانیوں کے بارے میں بھی بتایا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث چودہ سو سال پرانی ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ہونے والے واقعات کی بڑی واضح اور صاف تصویرکشی فرمائی تھی "..... اور آپ دیکھیں گے کہ

Marfat.com

ننگے پاؤں اور بدحال بدّو چرواہے اُونچی عمارتوں کی تعمیر کے مقابلہ میں حصہ لے رہے ہوں گے۔"

علمائے دین کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجد یعنی حجاز کے مشرقی علاقوں کے بدوؤں کا تذکرہ فرما رہے تھے، جن میں ریاض، دہران، دمام، الخبر، اور خلیجی ریاستیں شامل ہیں۔

تیل کی دریافت سے پہلے نجد کے لوگ خیموں میں رہتے تھے، مگر تیل کی دولت ملنے کے بعد اُن کی زندگیاں مکمل تبدیل ہوگئیں۔ صحرا میں تعمیر ہونے والی پہلی بلند ترین عمارت ریاض کی فیصلیہ بلڈنگ ہے۔ جس کی اُونچائی ۲۶۹ میٹر ہے۔ یہ اپریل ۲۰۰۰ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ پھر اسی جگہ پر سال ۲۰۰۲ء میں ایک اور بلڈنگ تعمیر ہوئی، یعنی "دی کنگڈم سینٹر" جس کی اونچائی ۳۰۰ میٹر ہے۔

اب نجد کے لوگ کے درمیان اونچی عمارتیں بنانے کا ایک مقابلہ ہے، اور اس طرح نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۴۰۰ سال پہلے کی حدیث سچی ثابت ہو رہی ہے۔

قربِ قیامت کے وقت مصائب اور انعام بھی

Marfat.com

بہت ہوں گے۔ وہ جو دین کے راستے پر ہوں گے، اُن پر سخت دُشواریاں آن پڑیں گی۔ ان مصائب میں صبر کرنے پر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت میں اللہ کی طرف سے اُن کے لئے بڑے انعام کا وعدہ فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ" ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب لوگوں کے لئے اپنے دین کو قائم رکھنا اتنا مشکل ہو گا جتنا کہ ہتھیلی پر جلتا ہوا انگارہ رکھنا"۔ اور ایسے لوگوں کے لئے جو انعامات ہیں، اُن کے بارے میں ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ" انہیں ایک آسمانی کتاب دکھائی دے گی جس پر وہ یقین کریں گے مجھے دیکھے بغیر، اس کے ظاہر ہونے کے دوران۔ یہ انہیں اوراق کی صورت میں ملے گی۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا انعام بہترین ہے"۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :" فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ میری اُمت اپنے سے اگلی قوموں کے طور طریقے اختیار نہیں کریں گے، مکمل طور سے"۔ پوچھا کہ اے اللہ کے رسُول صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم، حتیٰ کہ اہلِ فارس یا رُومیوں کی طرح"، فرمایا کہ اُن کے علاوہ اور کون ہوگا؟"

اس حدیثِ مُبارکہ میں رُومیوں سے مُراد اہلِ مغرب اور اہلِ فارس سے مُراد مشرقی اقوام ہیں۔ کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ پُوری دُنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ مغرب کے لوگوں کی ہر طرح سے نقّالی کی جا رہی ہے، اُن کے فیشنز میں، ان کے لباس میں، ان کی ثقافت میں، ان کے نظریات میں اور ان کی اقدار میں۔

اگر آپ سب لوگوں میں ممتاز رہنا چاہتے ہیں، تو آپ جتنی ممکن ہو مغرب کی نقالی کی کوشش کریں۔ آج کل مرد و خواتین کے آزادانہ مخلوط اجتماعات ہوتے ہیں۔ بدکاری ہر جگہ عام ہے مسلمان مرد بلا جھجک ریشم کا استعمال کر رہے ہیں، اس طرح جیسے کہ یہ ممنوع ہی نہیں ہے۔

بہت سے مسلمانوں نے، اب شراب اور ڈرگز جیسی منشیات کو اختیار کیا ہوا ہے۔ وہ سنگیت کے رسیا ہوگئے ہیں جو خواہشات کو ابھارتی ہے۔ جو اب ایک عالمی مظہر بن چکی ہے۔ آج مسلمان اس طرزِ حیات کے پیچھے

Marfat.com

پیچھے سر کے بل دوڑے جارہے ہیں۔ اپنی اسلامی اقتدار کو پس پُشت ڈالتے ہوئے۔ اور یہ وقت کے خاتمے کی واضح ترین نشانی ہے۔

- اُمت کے آخری ایام میں علم، بالخصوص دینی علم میں کمی آئے گی۔ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا، تو انہوں نے فرمایا "کیا میں آپ کو ایک ایسی حدیث کے بارے میں بتاؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے، جسے میرے بعد کوئی نہ سُنا سکے گا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا:

"بے شک آخری ایام کی علامات میں یہ نشانی بھی شامل ہوگی کہ علم اُٹھا لیا جائے گا، جہالت عام ہوگی، شراب نوشی ہو گی، زنا و بدکاری ہر جگہ ہوگی۔ مردوں کی شرح اموات بڑھ جائے گی اور عورتوں کی تعداد اتنی بڑھی گی کہ پچاس عورتوں کی کفالت (یا پاسداری) ایک مرد کرے گا۔"

Marfat.com

آپ سب جانتے ہیں کہ ماضی میں مسلمانوں کی تعلیمی نصاب میں حصولِ رزق کے لئے پیشہ ورانہ علوم کے علاوہ قرآن وحدیث اور شریعت کی تعلیم بھی شامل تھی۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل اُس تعلیم پر زیادہ زور دیا جارہا ہے، جس کے ذریعے سے زندگی کی بہترین آسائشیں مل سکیں۔ جب کہ دینی تعلیم کی حیثیت ثانوی ہوکر رہ گئی ہے۔ اور بعض صُورتوں میں تو اس کا وجود ہی نہیں رہا۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی نکتہ نگاہ سے یہ تعلیم نہیں جہالت کا پھیلاؤ ہے۔

- **وقت کا سُکڑنا:**

فرمایا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخری دور میں زمان بہت سُکڑ جائے گا۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ "بے شک آخری ایام کی نشانیوں میں یہ بھی ہے کہ وقت سُکڑ جائے گا، علم میں کمی ہوگی، اشیاء کی قلت اور کنجوسی عام ہوگی۔ نئی نئی بیماریاں ظاہر ہوں گی اور بہت حرج ہوگا۔" لوگوں نے پوچھا "یارسول اللہ! حرج کیا ہے؟" فرمایا: "خونریزی"

Marfat.com

کشت و خون"۔

اس حدیث کی تفسیر یوں ہوسکتی ہے کہ سفر اور رسل و رسائل کو اتنی ترقی ملے گی کہ ان پر وقت کم صرف ہوگا، اور اس طرح فاصلاتی فرق کم ہو جائے گا۔ پرانے زمانے میں اگر کسی کو چند میل کے فاصلے پر موجود کسی گاؤں میں جانا ہوتا تو اسے گدھے کی سواری کے ذریعے کئی گھنٹے درکار ہوتے، یا پھر پورا دن اسے پیدل چلنا پڑتا تھا۔ اب اس فاصلے کو طے کرنے کے لئے بمشکل پانچ منٹ درکار ہوتے ہیں۔

جوں جوں آخری ایام قریب تر ہوتے جائیں گے، وقت زیادہ سے زیادہ سکڑتا جائے گا۔ ایک سال کا سفر ایک ماہ میں پورا ہوتا ہے۔ بھاپ میں چلنے والے جہاز کی ایجاد سے ایک سال کا سفر ایک ماہ میں طے ہونے لگا۔ ریل گاڑی، کار گاڑی اور ہوائی جہاز کی ایجاد سے وقت مزید سکڑ گیا۔ ایک ماہ سے ایک ہفتہ، ایک ہفتہ سے ایک دن اور ایک دن سے ایک گھنٹہ ہوگیا۔ آج کل چین سے حجاز تک کے سفر میں چند گھنٹے ہی لگتے ہیں۔

Marfat.com

عالموں کی جگہ جاہل رہنما :

حدیث شریف میں ہے کہ "اللہ عالموں کے دلوں سے علم کو نہیں اُٹھائے گا، لیکن وہ عالموں کو اٹھائے گا (یعنی وہ مر جائیں گے) ۔ ان کی جگہ لینے کے لئے کوئی عالم باقی نہیں رہیں گے ۔ اس لئے لوگ انتہائی جاہل رہنماؤں کو اپنائیں گے، ان سے سوال پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوے جاری کریں گے ۔ وہ خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں ۔"

بدقسمتی یہ ہے کہ آج کل کے اسلامی رہنما مسجدوں کو جاہِ ہدایت بنانے کی بجائے ان میں دنیاوی معاملات پر بحث کرتے ہیں ۔ چاہے وہ سیاسی معاملات ہوں یا چندہ وغیرہ کے ۔ چوں کہ اسلامی تعلیمات اس کی صحیح رُوح کے ساتھ نہیں دی جائے گی، اس لئے یہ رہنما رہنمائی کے لئے نا اہل ہیں، اور ان میں سے بیشتر اپنی انا اور خواہشات کے پیشِ نظر بات کرتے ہیں ۔

Marfat.com

قرآن کھلا ہے :

یہ حدیث کہتی ہے کہ قرآن بڑے پیمانے پر موجود ہوگا، بہت زیادہ پڑھا جائے گا، مگر اُس پر عمل کم ہی ہوگا۔ آزمائشیں ہوں گی، جن میں بڑی رقومات اکٹھی ہوں گی۔ اور قرآن کو کھولا جائے گا اِس حد تک کہ اسے مومن اور کافر دونوں پڑھیں گے۔ مرد اور عورتیں، جوان اور بوڑھے، سب پڑھیں گے۔

ایک شخص اُسے پڑھے گا اور پکار اُٹھے گا: "میری کوئی پیروی نہیں کر رہا" اس لئے وہ اپنے گھر چلا جاتا ہے اور مسجد کی طرح ایک کمرہ بنائے گا۔ پھر وہ دین میں ایسی چیزوں کا اضافہ کرے گا جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں اور نہ ہی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ہیں۔ ایسی چیزوں سے خبردار رہیئے جن کی یہ اختراع کرتے ہیں کیوں کہ یہ گمراہی ہے۔

آج کل بالکل یہی ہو رہا ہے بڑے پیمانے پر، قرآن کے ہزاروں ترجمے ہر ایک کتاب کی دکان پر ہر زبان میں موجود ہیں مسلم اور غیر مسلم سب اُسے پڑھتے ہیں۔ لیکن بغیر گہرے علم اور سمجھ کے۔ آج ہر آدمی اپنا اُستاد خود

Marfat.com

ہے۔ اپنے خیالات پر زور دیتا ہے اور دوسروں کو رد کرتا ہے۔ اس طرح وہ وقت کے خاتمہ کے بارے میں رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق عمل کر رہا ہے۔

- تشدّد وسیع پیمانے پر :

"ایک وقت آئے گا جس میں کچھ لوگوں کو دوسروں پر غلبہ حاصل ہوگا جسے وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے استعمال کریں گے۔

اس حدیث کی ایک تشریح یہ ہے کہ حکمران خود کو اقتدار میں رکھنے کے لئے بڑے پیمانے پر تشدد اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ملوّث ہوں گے۔ لوگ اپنے منصوبوں پر قابض رہنے کے لئے ظالم بن جائیں گے۔ چاہے کوئی اخبار اُٹھا کر دیکھیں، حقیقت میں کوئی بھی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں وحشیانہ قتل خودکش حملوں اور نامعلوم فائرنگ کرنے والوں کی خبریں نہ چھپتی ہوں۔ کیا یہ نشانی ماضی کے مقابلے میں آج کل زیادہ واضح نہیں ہے؟

ایک اور حدیث جو ہمارے آج کل کے حالات

Marfat.com

سے مطابقت رکھتی ہے ، اس میں کہا گیا ہے کہ : جہنم کے باسیوں میں دو قسم کے لوگ ہیں جن کو میں نے کبھی اور نہیں دیکھا ہے ۔

پہلی قسم کے وہ لوگ ہوں گے جن کے ہاتھوں میں بیلوں کی دُم جیسے کوڑے ہوں گے ، جن سے وہ لوگوں کو پیٹیں گے ۔ دوسری قسم اُن عورتوں کی ہے ، جو لباس میں ہوتے ہوئے بھی ننگی ہیں ، مستی میں جھومتی ، لہراتی اور ناچتی ہوئی ۔ اُن کے سر اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہیں ۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے ۔ انہیں تو اس کی خوشبو تک نہیں آئے گی ۔ حالانکہ اس کی خوشبو بڑی دُور تک پہنچتی ہے ۔

چودہ سو سال پہلے کے لوگ تو آج کے اسٹائلز اور فیشن کا تصور تک نہیں کر سکتے ہوں گے ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہو گا کہ کوئی لباس پہنے ہوئے ہو اور ایسے لگتا ہو گویا اس نے کچھ نہ پہنا ہو ۔ اس کا مطلب دراصل یہ ہے کہ لباس یا تو اتنا چُست اور خدوخال نمایاں کرنے والا ہو یا باریک ہو ، جس سے جسم ظاہر و نمایاں ہو ۔

آپ ذرا اپنے اطراف نگاہ ڈالیں ، تو آپ کو

Marfat.com

خود احساس ہوگا کہ یہ حدیث شریف کتنی سچی ہے۔

دوسری پیش گوئی یہ ہے کہ مسلمان، اجنبی مسلمانوں کو سلام نہیں کریں گے۔ وہ تو صرف ان کو سلام کریں گے جنہیں وہ جانتے ہوں۔

بے شک وقت کے قریب آنے پر سلام صرف جاننے والوں کو پیش کیا جائے گا۔ تجارت اور کاروبار بڑھے گا۔ یہاں تک کہ پیسہ کمانے کی خاطر بیوی اپنے خاوند کی مدد کرے گی۔ خاندانی رشتے ٹوٹیں گے۔ جھوٹی گواہیاں ہوں گی۔ سچائی چھپائی جائے گی۔ اور قلم کی اہمیت بڑھ جائے گی۔

اس حدیثِ پاک سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد اور بھائی چارے کا فقدان ہوگا اور لوگ دنیاوی دولت کے پیچھے اس قدر پڑ جائیں گے کہ ہر ایک بس کمانے میں لگا ہوگا۔ اس طرح خاندانی رشتے گھٹتے جائیں گے۔ ہر طرف جھوٹ اور فریب کا راج ہو گا، اور علم، یعنی دنیاوی علم کی ہر طرف یلغار ہوگی ۔ انٹرنیٹ کے ذریعے۔

اے اُمّتِ محمدی! کیا آپ نہیں دیکھ سکتے کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے زمانے کے ایک ایک لمحے ، ایک ایک لحظے کی کتنی سچّائی سے پیش گوئی کی ہے ۔

کیا آپ میں سے کسی کو بھی اس پر شک ہے کہ آپ سب واقعی وقت کے خاتمے کے دور میں رہ رہے ہیں ؛ وہ وقت جو بڑی تیزی سے اپنی تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے ۔ وہ وقت کہ جب لمحوں لحظوں اور گھنٹوں میں کوئی فرق نہیں ۔ وہ وقت کہ جب بہت جلد ، بلکہ آپ کے گمان سے بھی جلد تر آپ کو دجّال کے ظہور کی نشانیاں دکھائی دینی شروع ہوں گی ۔ کیا اب بھی آپ کو آنکھیں کھلی رکھنے کے لئے مزید جھنجھوڑنے کی ضرورت ہے ؟

اے اُمّتِ محمدی ! اب وقت آگیا ہے کہ مزید وقت ضائع کئے بغیر اللہ سے پناہ مانگیں اور اُس سے ہدایت طلب کریں ۔ کیوں کہ وقت کے خاتمے کی بربریت سے صرف وہی لوگ بچائے جاسکتے ہیں جو اللہ کی امان میں ہیں ۔

اے اُمّتِ محمدی !

Marfat.com

میری دُعا ہے کہ اللہ حشر والے دن ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت سے محروم نہ رکھ۔ ہمیں ہمیشہ اُن پاکباز لوگوں کی صحبت عطا کر جنہیں تیری رضا حاصل ہے۔ جس طرح تُو نے ہمیں یہاں اُمّتِ محمدی میں ہونے کا اعزاز بخشا ہے، اسی طرح ہمیں حشر والے دن بھی اُن کی قربت عطا فرما۔ ہمیں اپنا غلام بنا اور اس غلامی میں ہمیں خوش رکھ۔ ہمیں ایمان کے ساتھ زندگی عطا فرما اور ایمان کی حالت میں موت نصیب فرما۔

آمین!

Marfat.com

۲۶ جولائی ۲۰۱۰ء

باب (۱۲۵)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو ذاتِ بے نیاز اور ذاتِ عالی شان ہے۔ بحرِ کرم و عنایت اور تمام دلوں کا رکھوالا ہے۔

درود و سلام نبیٔ محترم پر جو اللہ کے حبیب ہیں جنہیں وہ اونچا مقام عطا ہوا ہے، جہاں کوئی بھی مخلوق کبھی بھی نہیں پہنچ سکتی۔ جو اپنی اُمت کے غم خوار اور مونس ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی اُن سب خوبصورت دلوں کے لئے جو یہاں جمع ہیں اور جو ہمیشہ یہاں بے حد عزت اور تعظیم کے ساتھ موجود ہیں۔

کیا آپ کبھی محبت کو ناپ سکتے ہیں۔ کیا آپ کسی کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں آپ سے اس قدر محبت

Marfat.com

کرتا ہوں، اور پھر کیا آپ اس محبّت کو ناپ سکتے ہیں۔
اگر آپ اپنے اِرد گرد نظر ڈالیں تو آپ کو ہر چیز کی ایک حد نظر آئے گی۔

"حد سے مُراد ایک خاتمہ" جس کا مطلب ہے کہ ساری چیزیں نپی تُلی ہیں۔ اگر آپ زمین کی پیمائش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ یہ بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہوا کی کتنی مقدار اور پانی کا کتنا ذخیرہ موجود ہے۔

ہر چیز کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے سوائے محبّت کے، جسے کسی صورت ناپا تولا نہیں جا سکتا۔ کیا کوئی آپ کو بتا سکتا ہے کہ ایک ماں اپنے بچّے سے کس قدر پیار کرتی ہے۔ ایک ماں اپنے بچّے کے آرام و دیکھ بھال کے لئے کس حد تک جا سکتی ہے۔ ایک ماں کی محبّت کسی ذاتی غرض کے لئے نہیں ہوتی، اس کی محبت اصلی اور سچّی ہوتی ہے۔ وہ خود بھوکی رہ کر اپنے بچّے کو غذا کھلاتی ہے۔ وہ پہلے اپنے بچّے کو لباس پہناتی ہے اور اس کے بعد اپنی ضرورت کے بارے میں سوچتی ہے۔ جب وہ سردی محسوس کرتی ہے تو وہ سب

Marfat.com

سے پہلا کام جو کرے گی وہ اپنے بچّے کو کمبل فراہم کرے گی، اس کے بعد اپنے بچّے کے بارے میں سوچے گی۔

کیا کوئی کسی ماں کی محبّت کو ناپ سکتا ہے؟

یہ دراصل ممکن ہی نہیں ہے۔ اسی طرح ایک باپ کا پیار بھی اصلی اور بے انتہا ہے۔ وہ دن رات اپنے گھرانے کے لئے بھاگ دوڑ میں لگا رہتا ہے۔ اگر وہ خود پڑھا لکھا نہیں ہے، تو وہ اپنے بچّوں کو علم فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ وہ اپنے بچّوں کے آرام کے لئے سختیوں اور کوششوں سے دریغ نہیں کرتا۔

بچّوں کے درمیان ہونے والی محبّت بھی خوبصورت ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ معمولی باتوں پر آپس میں اُلجھتے ہوں لیکن اگر کوئی غیر ان کے بھائیوں یا بہنوں کے بارے میں کچھ کہے تو وہ اُسے برداشت نہیں کرتے۔ وہ ہر وقت ایک دوسرے کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔ بچپن سے لے کر آخری سانس تک۔ بڑی عمر میں چاہے وہ ایک دوسرے سے کتنی دُور کیوں نہ رہتے ہوں لیکن ان کی چاہت کبھی ختم نہیں ہوتی۔

اسی طرح کئی دوسرے قسم کی مختلف محبّتیں بھی ہوتی

Marfat.com

ہیں۔ کسی اُستاد کی اپنے طلباء کے لئے محبت، ایک مُرشد کی اپنے مُریدوں سے محبت، محبت کی مختلف اقسام کی حد بھی مقرر نہیں کر سکتے، اس کی مختلف صورتیں ہیں اور کچھ تو ایسی بھی ہو سکتی ہیں جن کا آپ کو احساس بھی نہیں۔ انسان اور جانور کے درمیان محبت ہو سکتی ہے۔ انسان اور قدرت کے درمیان بھی محبت ہو سکتی ہے۔ اور یقیناً انسان اور اس کے خالق کے درمیان کی محبت ہے۔

جب آپ لفظ محبت کہتے ہیں تو اس کا مطلب وہ محبت جو آلودگیوں اور ذاتی غرض سے پاک محبت ہے۔ یہ محبت کی اصلی صورت ہے، کیوں کہ یہ سچی محبت ہے۔ آپ کسی سبب کے بغیر محبت کرتے ہیں، کیونکہ اگر محبت کسی سبب کا باعث ہے، تو اس سبب کے خاتمے پر وہ محبت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

محبت کا اظہار کئی طرح سے کیا جاتا ہے۔ آپ اس کا اظہار اپنے پیارے کی دیکھ بھال سے کرتے ہیں۔ نیک نیتی کے ساتھ اپنا آرام و آسائش اس کے لئے قربان کرتے ہوئے اپنی دُنیا اور اپنی ذات کو اس پر نچھاور کرتے

Marfat.com

ہوئے۔ جیسے جیسے محبّت کا یہ جذبہ بڑھے گا تو آپ کا آرام آپ کے محبوب کا آرام بن جائے گا۔ آپ کی خوشی آپ کے محبوب کی خوشی بن جائے گی۔ آپ اسے آسانی سے اس وقت سمجھ سکتے ہیں، جب آپ ایک ماں کی محبت کو دیکھیں گے۔ جب اس کا بچّہ خوش ہے تو وہ بھی خوش ہوتی ہے۔ جب بچّہ اُداس ہو تو وہ بھی اُداس ہو جاتی ہے، وہ اپنا تمام آرام و خوشی ترک کرتی ہے، اگر اُس کا بچّہ بے آرام ہو۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ کس طرح اپنے شب و روز یہ سوچتے ہوئے گزارتی ہے کہ کس طرح وہ اپنے بچّے کو زیادہ محبّت اور آرام دے سکتی ہے۔ اسے بہترین بنتے دیکھنا چاہتی ہے اور وہ اس خواہش کی تکمیل کے لئے سب کچھ کرتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے بچّے کے لئے اُس ماں کی محبّت مکمل بے غرضانہ ہے، چاہے یہ بچّہ اُس بدلے میں کچھ نہیں دیتا ہو۔ لیکن وہ اسے پیار کرتی رہے گی۔ یہ دنیاوی محبّت ہے یعنی وہ محبت جو دُنیا میں ایک دوسرے سے کی جاتی ہے۔ یہ محبّت درحقیقت

Marfat.com

اپنی مخلوقات کے لئے اللہ کی رحمت ہے۔

اللہ کی محبّت ہمیشہ اصلی ہوتی ہے۔ تو پھر ظاہر ہے کہ یہ محبّت جو اس دُنیا میں موجود ہے، یہ بھی اپنی اصلی صورت میں آتی ہے۔ یہ انسان خود ہیں جو اس محبّت کو اپنی خود غرضی سے آلودہ کرتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کی نسبت اللہ سے ہے تو پھر آپ کوشش کریں گے کہ آپ کی محبّت میں کوئی بدنیّتی نہ ہو اور یہ ان لوگوں کے لئے پاک اور اصلی حالت میں رہے جنہیں آپ پیار کرتے ہیں۔ جب دنیاوی محبّت میں اتنی شدت اور خوبصورتی ہے تو ذرا سوچیئے اللہ کی محبّت کی شدت اور حسُن کا کیا عالم ہوگا۔ ایسا کوئی لفظ نہیں جو اس کو بیان کر سکے، یا کوئی ایسی زبان نہیں جو اس کی تعریف کر سکے۔ یا کوئی ایسا آلہ نہیں جو اسے ناپ سکے۔ اللہ کی محبّت ہی محبّت کی اصل صورت ہے، یہ کسی سبب یا غرض کے بغیر ہے۔

اللہ صمد ہے، یعنی بے نیاز ہے' اسے کسی کی ضرورت نہیں اور نہ ہی وہ کسی شخص یا چیز کا محتاج ہے، اُسکی محبّت بے لوث ہے۔ وہ ہر ایک کو عطا کرتا ہے، وہ عطا کرنے میں فرق نہیں کرتا۔ یہ نعمتیں جو آپ دنیا میں دیکھتے ہیں، یہ سب

Marfat.com

کے لئے ہیں، چاہے وہ مومن ہوں یا کافر۔
کیا کبھی اللہ نے یہ کہا ہے کہ تازہ ہوا صرف مومنوں کے لئے ہے۔ اور کافروں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اپنے اطراف نگاہ ڈالیں جب ہر ایک سو کر اُٹھتا ہے تو سُورج کی کرنیں اس کا استقبال کرتی ہیں۔ قطعِ نظر اس کے کہ وہ کون ہے۔
جب کوئی بھوکا ہوتا ہے تو اللہ یہ تخصیص کر کے نہیں کہتا کہ اگر یہ شخص غیر مسلم ہے، تو اسے کھانا نہیں دیا جائے گا اور صرف اللہ کو ماننے والوں کو کھلایا جائے گا۔
کیا آپ ان نعمتوں کا شمار کر سکتے ہیں جو آپ میں سے ہر ایک کے لئے ہیں؟ کیا آپ نے کبھی وقت نکال کر اللہ کی رحمتوں کے بارے میں سوچا ہے، اس کی نشانیوں کے بارے میں سوچا ہے۔ ذرا باہر نکل کر دیکھیں کہ آسمان کتنا بے عیب ہے۔ اور اللہ نے اُسے کس طرح سُورج چاند اور ستاروں سے سجایا ہے۔
اس دُنیا میں موجود ہر ایک مخلوق کا ایک مقصد و مُراد ہے۔ وہ نہ فقط ایک دوسرے کی مدد کرتے

Marfat.com

ہیں۔ بلکہ وہ ایک دوسرے کے وجود کے لئے بھی لازم وملزوم ہیں۔

ایک پودا جب نکل آتا ہے تو وہ چوپایوں کے لئے غذا بن جاتا ہے۔ چوپائے پھر انسانوں اور دوسرے جانوروں کے لئے غذا کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اسی طرح انسانوں کو بھی اس دنیا کو اللہ کی دوسری مخلوقات کے لئے ایک آرام دِہ جگہ بنانی چاہیئے۔

اللہ نے ہر ایک کو دوسرے کے لئے سہارا اور آرام کا ذریعہ بنایا ہے۔ اللہ کا نظام کسی کو محروم نہیں رکھتا لیکن بدقسمتی سے یہ انسان کی طمع ہے جو اس نظام کو غیر متوازن کرتی رہتی ہے۔

ہم اللہ کی محبت کی بات کر رہے تھے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ کافروں کے لئے بھی ہے۔ وہ اس کا لُطف کیوں اُٹھائیں جب کہ ان کے پاس ایمان نہیں ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ انصاف وعدل کرنے والا ہے۔ اس کے انصاف کی کوئی مثل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن سب کو اس دُنیا میں نوازا جا رہا ہے۔

اگر اُس نے سب کو پیدا کیا ہے تو پھر کیوں نہ

Marfat.com

انہیں عطا کرے۔ اس کی نعمتیں سب پر یکساں برسائی جاتی ہیں۔ لیکن یہ صرف اہلِ ایمان ہی ہیں جو اُن کو دیکھتے ہیں، اور اس کے لئے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے تو باقیوں کو تو ان نعمتوں کا احساس تک نہیں ہوتا اور اگر احساس ہوتا بھی ہو تو ان کا سہرا (کریڈٹ) اپنے جھوٹے خداؤں کی نظر کرتے ہیں۔

اللہ کا عدل کہتا ہے کہ جب اللہ سب کو عطا کرنے کے بارے میں انصاف کرتا ہے تو آپ کا بھی فرض ہے کہ آپ ان نعمتوں کا اقرار کریں اور اپنے اللہ کے شکر گزار رہیں۔ وہ لوگ جو ایسا نہیں کرتے انہیں بھی اللہ کی فیاضی کمتر نہیں دے گی، لیکن انہیں یہ نعمتیں فقط اس دُنیا میں ہی دی جائیں گی۔

کافروں کو ان نعمتوں کا حصہ اسی دنیا میں دیا جاتا ہے۔ اور ان کے لئے آخرت کی زندگی میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ بھی اللہ کا عدل ہے۔ کیوں کہ اللہ نے ہر ایک کو اپنے اللہ کے جاننے کا موقع دیا تھا۔ ہر ایک کو اللہ کی راہ کی طرف جانے کی ہدایت کی گئی تھی۔ حق کا پیغام تو روزِ ازل سے ہی واضح تھا۔ لیکن اگر دل بند ہوں اور

Marfat.com

آنکھیں دیکھنے پر آمادہ نہ ہوں، تو پھر یہ کس کی غلطی ہے؟
جب وہ اس دنیا کے ہنگامے کا حصہ بننا چاہتے ہیں،
اور پیغامِ حق کو خود ہی نظر انداز کرنا چاہتے ہیں، تو پھر یہ
کس کا قصور ہے؟

اللہ تو آپ سب کو ماؤں سے ستّر گنا زیادہ محبّت
کرتا ہے۔ کیا آپ اس محبّت کو محدود کر سکتے ہیں۔ اس
کی اس محبّت کو جو آپ سب کے لئے ہے۔ اس کی
اس محبّت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اور اس کا اندازہ
آپ ان نعمتوں سے لگا سکتے ہیں جو اللہ نے آپ میں
سے ہر ایک پر نچھاور کی ہیں۔

کیا آپ اس خوبصورت ترین نعمت کو ناپ سکتے
ہیں جو اللہ نے اس دنیا کو عطا فرمائی ہیں۔ اللہ نے
آپ میں سے ہر ایک کو اپنا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
عطا کر دیا ہے۔ اس کا دار و مدار آپ کے اپنے دل کی
کیفیت پر ہے کہ آپ اس نعمت کا کتنا احترام کرتے
ہیں۔ اس پورے جہاں میں اللہ کے خزانوں میں اس
سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔

جنت میں قربِ الٰہی کے بعد یہ قربِ محمدی

Marfat.com

ہے، جس کے لئے جنّتی تڑپا کریں گے، وہ دن رات اس قربت کے لئے ترسیں گے۔ اور جب یہ انہیں عطا ہوگا، تو وہ دن ان کے لئے عید کے اور راتیں شبِ برات کی ہوں گی۔

لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ آپ اس کے لئے اتنا لمبا انتظار کریں، اس کی قربت تو اب بھی موجود ہے۔ یہ ہمیشہ سے تھی اور اس کے چاہنے والوں کے لئے، اس کے عاشقین کے لئے ہمیشہ رہے گی۔ بس اپنے دل کو اس دُنیا سے ہٹائیے۔ اس دنیا کی فضول خواہشات سے خالی کریں، اس پر سے تکبّر کے سیاہ دھبوں کو کھرچ ڈالیں۔ اس کو دل کی بیماریوں سے بچائیں، اور اپنے دل کو ذکر اللہ اور ذکرِ محمدؐ کا مسکن بنالیں۔

پھر انتظار کر کے دیکھیں کہ لطفِ انتظار کس طرح آنا شروع ہوگا۔ ان ایک ہستی کی جانب سے جو رحمتہ اللعالمین ہیں۔ مصباح المقربین ہیں۔ اور جو اپنے عاشقین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ جب آپ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کرم وعطا وصول کرنا شروع کریں گے، تو سمجھ لیں کہ یہ اللہ ہی ہے جس نے اپنی خوبصورتیاں آپ پر برسائی ہیں۔ کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ہی اللہ کی نعمتوں کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ بے شک آپ انہیں سب سے زیادہ فیاض پائیں گے۔ یہی وہ ہستی ہیں جنہوں نے دُنیا کو سچی محبت کے بارے میں اللہ کے بارے میں، رب واحد کے بارے میں بتایا تھا۔

انہوں نے اپنا ہر لمحہ ہر لحظہ اپنی اُمت کو اللہ کی محبت کے اسباق سکھانے میں صرف کیا ہے۔ اور بلا شبہ انہوں نے یہ کام بڑی خوبصورتی سے کیا ہے۔

اگر آپ اللہ کی نعمتوں کو دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں۔ اور اگر آپ رب دوجہاں اور اس کے محبوبِ عظیم کے عشق کو دیکھنا چاہتے ہیں تو ذرا اُن نعمتوں کو ذہن میں لائیے جو اُس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو عطا کی ہیں۔

آج کی رات بھی ایک ایسی ہی رات ہے۔ نعمتوں کی رات، رحمتوں کی رات اور عطا کی رات، یہ شبِ برأت کی رات ہے، اسے لیلۃ المبارک بھی کہتے ہیں۔ یعنی برکت والی رات، یہ ایک مُبارک رات ہے۔ کیوں کہ اس رات میں اللہ کی رحمتیں، برکتیں، خیر اور مغفرت تقسیم ہوتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے

Marfat.com

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نصف شعبان میں اللہ تعالیٰ سب سے نچلے آسمان پر نزول فرماتا ہے۔ اور سوائے مشرکین، وہ لوگ جن کے دلوں میں کینہ ہے، جنہوں نے اپنے عزیزوں سے قطع تعلق کیا ہے۔ اور وہ جو سیاہ کار ہیں۔ وہ سب کو معاف فرماتا ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "نصف شعبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی خاموشی سے باہر نکل گئے۔ جب میں نے انہیں پایا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ عائشہ رضؓ! یہ کون سی رات ہے۔ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی باخوبی واقف ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اس رات میں دنیا کے اعمال، بندوں کے اعمال اوپر اٹھائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس رات بنی قلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتے ہیں۔ تو کیا آج کی رات مجھے عبادت کی آزادی دیتی ہو۔ میں نے عرض کی ضرور۔"

پھر آپ نے نماز پڑھی۔ قیام میں تخفیف کی سورۂ فاتحہ اور ایک چھوٹی سی سورت پڑھی۔ پھر آدھی رات تک

Marfat.com

سجدے میں رہے۔ پھر کھڑے ہو کر دوسری رکعت پڑھی۔ اور پہلی رکعت کی طرح اس رکعت میں بھی قرأت فرمائی، پھر آپ سجدے میں چلے گئے۔ یہ سجدہ فجر تک رہا۔ میں دیکھتی رہی۔ پھر جب میرا انتظار طویل ہو گیا تو میں آپ کے قریب پہنچی اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں کو چھوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرکت فرمائی۔ میں نے خود سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں یہ الفاظ ادا فرما رہے تھے:

"الٰہی تیرے عذاب سے، تیری عفو و بخشش کی پناہ میں آتا ہوں، تیرے قہر سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں۔ تجھ سے ہی پناہ چاہتا ہوں۔ تیری ذات بزرگ ہے، میں تیری شایانِ شان ثنا بیان نہیں کر سکتا۔ تو ہی آپ اپنی ثنا کر سکتا ہے اور کوئی نہیں۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "اللہ تعالیٰ نصف شعبان میں اگلے سال کے امور کو طے فرماتا ہے۔ کچھ لوگ جو زندہ ہیں ان کے نام مرنے والوں میں

Marfat.com

شامل کئے جاتے ہیں۔ اور جو لوگ حج کے لئے جائیں گے اُن کے نام بھی لکھے جاتے ہیں۔ ان ناموں کے لکھے جانے کے بعد اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نصف شعبان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف دیکھیں میں نے اُن سے پوچھا یہ کون سی رات ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ رات ہے کہ جس میں اللہ اپنی رحمت کے تین سو دروازوں کو کھول دیتا ہے۔ اور وہ سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے شرک کیا، جو جادوگر، کاہن، سود خور، زانی، عادی شرابی ہیں، باقی سب کو معاف فرماتا ہے۔ اللہ ان کو اس وقت تک معاف نہیں کرتا، جب تک وہ توبہ نہیں کرتے۔

جب رات ایک چوتھائی بیت گئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام دوبارہ آئے اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُوپر آسمان کی طرف دیکھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی کیا۔ پھر فرشتے نے کہا کیا آپ

Marfat.com

نے دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ پہلے دروازے کا فرشتہ کہہ رہا ہے۔ خوش خبری ہو اُن لوگوں کو جنہوں نے اس رات میں رکوع کیا۔ دوسرے دروازے کا فرشتہ کہہ رہا ہے بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اس رات میں سجدہ کیا۔ پھر تیسرے دروازے کا فرشتہ کہہ رہا ہے خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اس رات میں دُعا مانگی۔

پھر چوتھے دروازے پر ایک اور فرشتہ پکار رہا تھا، بشارت ہے اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے اس رات کے دوران ذکر کیا اور پانچویں دروازے کا فرشتہ کہہ رہا تھا خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے خوفِ اللہ میں گریہ کیا۔ پھر چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا۔ بشارت ہے تمام مسلمانوں کے لئے۔ پھر ساتویں دروازے پر ایک اور فرشتہ کہہ رہا تھا ہے کوئی اور مانگنے والا تاکہ اس کی طلب پوری کی جائے آٹھویں دروازے پر ایک اور فرشتہ کہہ رہا تھا، ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا تاکہ اُسے معاف کیا جاسکے۔ اُس کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا،

Marfat.com

کہ یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اوّل شب سے طلوع فجر تک۔

پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں جو لوگ دوزخ سے رہائی پائیں گے، ان کی تعداد بنی قلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر ہے۔"

اے اُمّتِ محمدی! اس حسین رات کی خوبصورتیوں سے کون انکار کرسکتا ہے۔ یہ رات جو سبحانی رات ہے۔ آپ کے اللہ کی نعمتوں کی رات ہے۔ یہ رات اُمّتِ محمدی کے لئے ایک تحفہ ہے۔ اس لئے اپنے رب کے آگے کھڑے ہو جائیے، ایک پاک دل کے ساتھ، ایک سچّی محبّت کے ساتھ اور پھر خود کو اس کے حوالے کیجئے پھر دیکھئے وہ کس طرح آپ کو اپنے انعام سے، اپنے نور سے اور اپنی تجلی سے نوازتا ہے۔

پھر آپ حقیقی طور سے جانیں گے کہ اللہ کی بے حساب محبّت کے کیا معنی ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی!

اللہ اپنے دل کی گہرائی سے آپ سب سے بے حد محبّت کرتا ہے۔ آمین!

Marfat.com

۲۹ جولائی ۲۰۱۰ء

باب (۱۲۶)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اپنے عاشقوں کے لئے مکمل محبت اور کامل رحمت ہے۔ جس کی شان کی کوئی حد نہیں اور جو تمام دلوں کا مالک ہے۔

درود و سلام، سلطانِ جہاں پر، جو اللہ کے محبوب عبد ہیں اور جن کا ایک ایک لمحہ اللہ کے عشق میں بسر ہوتا ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن تمام افضلی، عارفی اور نوُریوں کے لئے، جو یہاں اپنے پیارے مُرشد کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے موجود ہیں۔ جو خود بھی آپ سب سے اپنے دل کی گہرائی سے محبت کرتے ہیں۔

محبت ایک بڑا میٹھا جذبہ ہے، مٹھاس اور

Marfat.com

سُرور سے بھرپُور۔ یہ واحد جذبہ ہے جو پُوری دُنیا کو اپنے محور پر گھما رہا ہے۔ سیّاروں کو سُورج کے مدار میں، سُورج کو کہکشاؤں کے مدار میں اور کہکشاؤں کو کائنات کے مدار میں گردش دیتے ہوئے۔

اگر عشق کا وجود نہ ہوتا، تو یہ زمین نہ ہوتی، یہ چاند، سُورج، کہکشائیں، یا یہ کائنات کچھ بھی نہ ہوتا۔ عشق و محبّت ہے۔ وہ نرم و لطیف احساس جو دل کو نرم تر و گداز کرتا ہے۔ جہاں محبّت ہوتی ہے وہاں دل کی سختی غائب ہو جاتی ہے۔ زندگی کا جبر کچھ قابلِ برداشت ہو جاتا ہے اور محبوب کا جمال جینے کا بنیادی مقصد بن جاتا ہے۔

یہ سُورج بے وجود ہو جائیں گے، ستاروں کی روشنی مانند پڑ جائے گی اور آسمانوں کے سینے چاک ہو جائیں گے۔ یہی وہ وقت ہو گا جب تمام جاندار مَر جائیں گے۔ اور وہ سب کچھ مٹ جائے گا جنہیں تخلیق کیا گیا ہو۔ سب کا وجود ختم ہو جائے گا۔ سب کچھ سوائے عشق کے، جس کا وجود کبھی بھی ختم نہ ہو گا۔ اس لئے کہ عشق اللہ کی طرف سے ہے۔ عشق ازل سے

Marfat.com

تھا اور ابد تک رہے گا۔ کوئی بھی دوسرا جذبہ عشق سے بڑھ کر طاقت ور نہیں ہے۔ ایک شاعر کا کہنا ہے:

زاہدوں میں ہوں، نہ رندوں میں، نہ مے خواروں میں ہوں
بے خود ہر دو جہاں ہوں، تیرے سرشاروں میں ہوں
بے خودی ہے، محبت کا نہ پوچھو حال کچھ
بے خبر ظاہر میں ہوں، باطن میں ہوشیاروں میں ہوں

یہ اشعار ایک سچے عاشق کا صحیح عکاس ہیں۔ جب عشق عاشق کی آنکھوں میں ڈوب جاتا ہے، تو پھر اُن آنکھوں میں فقط جلوۂ جاناں ہی نظر آتا ہے۔ پھر اس کے شب و روز محبّت کی خوشبو میں بسر ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد کسی چیز کی پرواہ نہیں رہتی۔ اس کی پرواہ نہیں کہ دنیا کیا کہہ رہی ہے، یا زندگی کتنی مشکل ہے۔

جس واحد شے کی فکر رہتی ہے، وہ محبوب کا دل ہے۔ جو دنیا کی سب سے قیمتی چیز بن جاتا ہے۔

سیاہ کار تھے، باوفا ہو گئے ہم!
تیرے عشق میں کیا سے کیا ہو گئے ہم

Marfat.com

زندگی بہت مشکل ہے۔ یہ واقعی بہت مشکل ہے۔ کسی کو بھی دوسرے کی مشکلات کا احساس نہیں ہو سکتا۔ جب آپ راہ گزارِ ہستی پر چلتے ہیں تو رکاوٹیں اور مشکلیں سائے کی طرح آپ کا پیچھا کرتی ہیں۔ کوئی بھی ان کو اکیلے برداشت نہیں کر سکتا۔

اگر آپ دنیا میں خود کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو ایک ایسے سہارے کی ضرورت ہے جو آپ کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامے اور آپ کا مشکلات میں ساتھ دے۔ اکثر لوگ یہی کرتے ہیں کہ وہ اس ہاتھ کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور جو اس دنیا میں لوگوں کو سہارا دے سکتے ہیں۔

اللہ کے طریقے بڑے خوبصورت ہیں۔ اس نے تمام انسانوں کو جیون ساتھیوں، بچوں یا دوستوں کے ذریعے تسکین فراہم کی ہے، یہ آپ کے دنیاوی سہارے ہیں۔ اس تسکین کے ساتھ ایک شرط لگی ہوئی ہے اور وہ ہے بے لوثی۔ اگر آپ کسی کے ہاتھ کو محض اس لئے تھامے ہوئے ہیں کہ اس کے پیچھے آپ کا کوئی مقصد ہے، کوئی غرض ہے، تو پھر ایسا رشتہ

Marfat.com

اُس غرض سے آلودہ ہو جاتا ہے۔

ایک بار مطلب پورا ہو گیا تو ہاتھ ملانے کی وجہ ختم ہو جاتی ہے۔ پھر وہ تعلق طبیعت پر گراں گزرتا ہے۔ لیکن اگر یہ رشتہ خالص محبت کی بنیاد پر قائم ہے، تو پھر وہ محبت اس تعلق کو دوام بخشتی ہے۔

جو بھی محبت اس دُنیا میں موجود ہے، یعنی پاک اور سچّی محبت، وہی درحقیقت مقدس محبت ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی شریکِ حیات، اپنی اولاد، اپنے احباب سے خلوصِ نیت اور دل سے محبت کرتا ہے۔ تو پھر یقیناً اس کی توفیق اُسے اس کے اللہ ہی نے دی ہے۔

اخلاص اللہ کو پسند ہے۔ آپ خود مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ تازہ ہوا اور گیسوں بھری آلودہ ہوا میں کیا فرق ہے۔ کیا آپ آلودہ پانی پر پاک صاف پانی کو ترجیح نہیں دیں گے؟ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ خالص سونا کتنا چمکدار ہوتا ہے اس سونے سے جس میں ملاوٹ کی گئی ہو۔

Marfat.com

اسی طرح جو دل پاک وصاف ہے اس کی کوئی مثل نہیں ہے۔ ایک پاک وصاف دل کا واقعی کوئی مقابلہ نہیں۔ ایک پاک دل کے کئی مظاہر ہیں۔ یہ ہر وقت دوسروں کے لئے جذبۂ خیر رکھتا ہے، یہ مہربان ہوتا ہے، یہ نرم ہوتا ہے، یہ دوسروں کی تکلیف کو آسانی سے محسوس کرتا ہے اور محبّت کرتا ہے۔ یہ محبّت دراصل ایک نعمت ہے جو یہ دل اپنے رب سے، اپنے اللہ سے براہِ راست وصول کرتا ہے۔ یہ نعمتیں نور کی صورت میں، ہدایت کی صورت میں، سکون کی صورت میں اور خوشی کی صورت میں ہوتی ہیں۔ ایسے دل انمول ہیں اور آج کل نایاب ہیں۔ لیکن ایک بار جو یہ آپ کو مل جائے، تو آپ اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیں گے کھو دینا نہیں چاہیں گے۔

یہ دوسروں کو اپنی طرف اس طرح کھینچتا ہے، جیسے مقناطیس لوہے کو، جیسے پھول شہد کی مکھیوں کو یا جیسے پانی مچھلی کو۔ ایسے دلوں کے مالک دراصل بڑے مقدس لوگ ہیں۔ یہ اللہ کے ولی ہیں جو اس دنیا میں سب کے لئے موجود ہیں۔ مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

"آپ کو پیسے کی ضرورت ہے، دوستوں
کی محبّت درکار ہے۔ آپ کو اپنی صحت
کی ضرورت ہے۔ آپ کو ہنسی درکار ہے۔
آپ میں سے اکثر کو وہ شے درکار ہے جو
فقط وہی دیتا ہے، الوہی کرم کا زندہ وجود"۔

ولی الوہی کرم کا زندہ وجود ہے۔ ان کا ہر ایک عمل اور ہر ایک لفظ حق کی عکاسی کرتا ہے، ابدی حق کی۔ وہ جو آغاز سے ہی موجود تھا اور جو ہمیشہ رہے گا۔

ایک ولی دُنیا کو محبت کی لطافتوں، اُسکی لذّتوں، اس کی مدہوشیوں اور اس کی گہرائیوں سے آشنا کرتا ہے۔ ولی پہلے خود بحرِ الٰہی میں غوطہ لگاتا ہے، پھر ان سب کو ساتھ لے جاتا ہے جو اس کے قریب اور ارد گرد ہوتے ہیں۔ وہ ہر وقت اپنے اللہ کے لُطف و کرم میں سَرشار رہتا ہے۔ اور پھر یہ لطف و کرم بڑی فراخدلی سے پوری دُنیا پر چھڑکا جاتا ہے۔

ایک ولی اللہ کی عطا اور انعام کو بلا تفریق تقسیم کرتا ہے۔ لیکن اس کا انحصار ہر ایک کے دل کی حالت پر ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو کس قدر جذب کر سکتا ہے۔

Marfat.com

یا وہ کس حد تک خود کو اُن سے محروم رکھنا چاہتا ہے ؎

تجویدِ لُطفِ یار کی لذّت میں کیا کہوں
شکوے تمام شکر کے عنواں ہوگئے

وہ کون سی شے ہے جو ایک ولی کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے؟ ایسا کیوں ہے کہ ایک شخص جو اپنے ظاہر خدو خال میں دوسروں کی طرح نظر آتا ہے۔ اُسے اللہ کا دوست کہا جاتا ہے؟ آج کی دُنیا میں لوگ اپنے مذہب کے اصل مفہوم کو بھُول چکے ہیں۔ وہ بہت مصروف ہو چکے ہیں۔ شاید اتنے زیادہ مصروف کہ اُن کو اپنی بھلائی کا بھی خیال نہیں۔

یہ تیز رفتار زندگی، جھٹ پٹ کھانا، تیز دوستانہ، تیز رفتار تفریح اور صرف آج کے لئے جینے کا دور ہے۔ لوگ ہر وقت عجلت میں ہیں۔ ایسا نہیں کہ لوگ اپنے دین پر عمل نہیں کرتے۔ بات صرف یہ ہے کہ ان کے پاس دین کی تفصیلات جاننے اور اس کی گہرائی میں جانے کا وقت نہیں ہے۔

ایک ولی کا دل دُنیا سے کبھی پریشان نہیں ہوتا۔ وہ اسی دنیا میں رہتا ہے، وہ اسی دُنیا کے

Marfat.com

باسیوں کے ساتھ رہتا ہے ۔لیکن اس کے باوجود کوئی شے اس کے دل کی کیفیت کو تبدیل نہیں کر سکتی ۔ یہ وہ شخص ہے جو لوگوں کو ہر چیز اور سب کچھ دے سکتا ہے، سوائے اپنے دل کے۔

یہ دل صرف اس کے محبوب کے لئے ہے۔ یعنی اس کے اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کی اتنی رکھوالی کرتا ہے، وہ اس کی، ہر قسم کے وسوسے اور شیطان کے وار سے حفاظت کرتا ہے۔ وہ تکبّر کی گھاس پھونس کو اکھاڑتا رہتا ہے۔ اور دُنیا کے اُس سونے کے پھندے کے خلاف برسرِ پیکار رہتا ہے۔ جو ہر اس شخص کو پھانسنے پر تیار رہے جو اس سے بچنے کے لئے پوری طرح مستعد نہیں ہے۔

ولی کی ایک اور خوبصورت نشانی ہے جو اس میں نمایاں نظر آتی ہے، اور وہ ہے اس کے پیارے نبی کا عکس۔ یہ عکس اتنا نمایاں ہے کہ یہ دلوں کو مسحور کرتا ہے۔

"صوفی" کی تشریح کیا ہے؟ فنائے رسول۔ فنا کے معنی نیست ہونا، نابود ہونا۔ اور فنائے رسولؐ کا مطلب اپنی ذات کو مٹا دینا، اپنی دنیا کو مٹا دینا تاکہ آپ کا محبوب رسُول

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہے۔ یہ ہے فنائے رسُول اور یہ روحانیت میں بہت ہی بلند اور محترم مقام ہے۔

ایک ایسے شخص کی مثال جو اپنی زندگی میں فناء رسول ہوں، وہ حضرت خواجہ شاہ محمد افضل رحمتہ اللہ علیہ سے بہتر اور کون ہو سکتے ہیں؟ ہمارے خوبصورت حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ کے مُرشد۔ فناء رسول کے معنی آپ کے "میں" کا وجود نہیں ہے۔ یعنی آپ کا دنیاوی وجود ہے ہی نہیں۔

آپ رسولِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر ڈوب جاتے ہیں کہ آپ کی نظر میں باقی جملہ چیزیں بے وجود ہو جاتی ہیں۔ اب جو کچھ بھی آپ کہتے ہیں، یہ وہ الفاظ ہیں جو انبیاء کرام کے لب ہائے مُبارک سے آتے ہیں۔ آپ کے تمام اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمالِ مُبارک کا عکاس ہوتے ہیں۔ اور آپ کی زندگی ایک اصلی غلام، یعنی غلامِ مصطفےٰ کی طرح بسر ہوگی۔

یہ ہیں ہمارے مُرشد، جو خوشبوئے مصطفےٰ ہیں۔ جو عشقِ نبی میں معمور ہیں۔ جو نُورِ نبی میں ملفوف ہیں

Marfat.com

اور جو ذاتِ نبی میں فنا ہیں ۔ اُن کے دل کی نرمی، اُن کی آنکھوں سے جھلکتی تھی ۔ اور ان کے الفاظ کے حسن نے کئی دلوں اور کئی زندگیوں کو بدل ڈالا ۔

یہ ہوتا ہے اُس شخص کے ساتھ جو فنا رسُول ہے ۔ یعنی اُن کے وجود سے ایسا اثر اور ایسی کشش پھُوٹتی ہے کہ لوگ بے اختیار اُن کے پیچھے چلے آتے ہیں ۔ یہ دراصل محبّت کی کشش ہے ۔ لطف و عطا کی وہ بارش ہے ، جو ہمارے مُرشد کو اُن کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا کرتی تھی ، اور جسے اللہ کے یہ ولی بڑی فراخ دلی سے اُن لوگوں میں تقسیم کرتے تھے جو اُس وقت اُن کے قریب تھے ۔ اور وہ لوگ بھی جو اِس وقت اُن کے اِرد گرد موجود ہیں ۔

کائے کو دل اے عشق تیرے غم سے بچے گا
اب ہم نہ بچیں گے ، نہ یہ ہم سے بچے گا
لے لیگی دل اُن کے رُخِ روشن کی تجلی
بالفرض جو اُس گیسوئے پُرخم سے بچے گا

فنا رسُول وہ شخص ہے جن کا دل اُن کے محبوب کے دل کا عکاس ہے ۔ ہے کوئی جو ایسے دل کی تشریح

Marfat.com

کر سکے ؛ کیا کسی نے ایسا آتش فشاں دیکھا ہے جو ابھی زندہ ہے ؛ بظاہر تو یہ ایک پہاڑ ہے ۔ عالیشان اور ساکت ۔ مگر اس پہاڑ کے باطن کا قصّہ کچھ اور ہے ۔ اس چٹان کے اندر اور اس کے نیچے جو آگ اور تپش ہے وہ عموماً اس قسم کی ہے جسے قابو میں نہیں رکھا جا سکتا۔

اس پہاڑ کا ظاہر اس کے باطن کی کیفیت کو چھپاتا ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو کبھی کبھی اس میں سے نکلتا ہوا دھواں نظر آئے یا گڑگڑاہٹ سُنائی دے۔ لیکن پھر بھی آپ یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اس کے اندر کیا طوفان برپا ہے۔ ایسا ہی ہوتا ہے دل عاشقاں کے ساتھ ۔ یعنی اُن کے ظاہر سے کوئی بھی اُن کے باطن کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔

اور ایسے دل پر کیا بیتتی ہو گی جو ایک فنا فی الرسول کا دل ہو ؛ آپ اس سُلگتے دل سے نکلتی ہوئی آہیں سُن سکتے ہیں ۔ اس سے نکلتے ہوئے غبار کو دیکھ سکتے ہیں، مگر کوئی بھی اس آگ اور اس کی شدت کا اندازہ نہیں لگا سکتا جو اس کے اندر سُلگ رہی ہے ۔

یہ ہمارے مُرشد پر بالکل عیاں تھی ۔ اس لئے

Marfat.com

آپ نے فرمایا :

" فقیر اہلِ محبّت ہے۔ فقیر کو عشقِ نورِ الٰہی سے خلق کیا گیا۔ فقیران جیشت اہلِ بہشت انسانی قلب میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کی چنگاری پھونک کر آتشِ عشق جلا دیتے ہیں۔ فقیر کی محبّت ایک درد ہے جس میں قرار نہیں، ایک نشہ ہے جس میں ہوش نہیں۔"

فقیر کی محبّت جب قلب پر مقام اختیار کرتی ہے، تو یہ مشاہدہ ہے فنا کا۔ جب نفس پر مقام کرتی ہے تو یہ ایک لاشہ ہے۔ اور محبّت جب رُوح پر مقام کرتی ہے، تو یہ بقا ہے۔ محبّتِ الٰہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبّتِ فقیر ایک لطیف نوُر ہے۔ اور یہ نوُر قلب کی بینائی تیز کر دیتا ہے۔ اور جس شخص کو یہ نوُر حاصل ہوتا ہے، اُسے چشمِ باطن عطا ہوتا ہے اور وہ نوُرِ معرفت سے اپنے رب کو دیکھتا ہے۔

جب کوئی انسان اپنے رب کو محبّت سے یاد کرتا ہے، تو اُس کا رب بھی اُسے محبّت سے یاد کرتا ہے' اللہ کو ایسے لوگ پسند ہیں جو شکر کرتے ہیں' جو پریشانیوں

Marfat.com

ہیں اپنی لغزشوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور معبود کا گلہ شکوہ نہیں کرتے ہیں ۔ اہلِ محبت پر شکر کی بہت بڑی ذمہ داری ہے ۔ جو شکر کرتے ہیں اللہ اُن سے راضی ہو جاتا ہے ۔ کبھی دنیا کھانے سے تکلیف محسوس نہ کرو، بلکہ من جانب اللہ سمجھ کر راضی ہو جاؤ ۔ اِن شاء اللہ تکلیف دفع ہو جائے گی ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود صبر و شکر کا پیکر تھے تو پھر کیوں ایک فناء رسول مُرشد ویسا ہی نہ ہوتے ؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی خطرے کے بے خوف تھے اور زندگی کی مشکلات میں قوت کا ایک ستون تھے ، تو پھر کیوں ایک فنا فی الرسول مرشد ویسا ہی نہ ہوتے ؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود مہربان ، نرم خو اور نہایت محبت کرنے والے تھے ، تو پھر کیوں نہ ایک فنا فی الرسول مُرشد ویسا ہی نہ ہوتے ؟

اللہ کے عاشق ، ہمارے مُرشد خوشبوئے مصطفیٰ ہیں ۔ انہوں نے محبت کی لطافتیں اپنے مُرشد سے سیکھی تھیں ۔ یہ اُن کے آگے مکمل ادب اور کامل تسلیم تھے ۔ اس تسلیم

Marfat.com

نے آپ کو فنا فی المرشد کے مقام تک پہنچا دیا۔

ایک شخص جو فنا فی المرشد ہو، تو اس کا دل ایک طوفانی سمندر کو عبور کرتا ہے جس کی اونچی لہریں اپنے محبوبِ جاناں کی تلاش میں اُوپر کی طرف مچلتی ہوئی اٹھتی ہیں۔ پھر ایسے دلوں کی رکھوالی اللہ کے رسولِ عزیز جانِ جاناں فرماتے ہیں۔ فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں کہ "ایسے طوفان بدوش دل کا کیا علاج ہے۔ ایسے درد کے لئے کس دوا کی ضرورت ہے۔ اور وہ کون ہے جو انہیں یہ دوا تیار کر کے دے سکتا ہے"؟۔

فنا رسول کی فنائیت کا یہ دوسرا مقام ہے۔ یعنی خود کو عشقِ رسول میں مٹا دینا۔ اُن کی سُنت کا مکمل ادب کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کامل اطاعت کے ساتھ سرِ نیاز جُھکا دینا۔ اس تسلیم نے ہمارے مُرشد رحمتہ اللہ علیہ، خوشبوئے مصطفٰے کو فنا فی الرسُول کے رُتبے تک بلند کیا۔

جب کوئی اس مقام پر پہنچتا ہے، تو اس کا دل عکسِ محمدی بن جاتا ہے۔ اور یہ کیفیت مضبوط تر اور

Marfat.com

زیادہ شدید ہو جاتی ہے۔ عاشق کی طلب اور پیاس شدید سے شدید تر ہو جاتی ہے۔ اور یہ شدت ایسی ہے کہ جیسے مولانا رومؔ نے فرمایا:

"میں نشہ میں چُور ہوں
ہاں، میں جانتا ہوں
مگر اُس کے جلوے میں غرق
ہاں، اس کے دریائے شراب میں......
یہ اُس کی شیرینی ہے، اس کا گلشن ہے
جس نے مجھے غذا بخشی۔
میں یہاں بول رہا ہوں
مگر اُس کی آواز سے"

یہی وہ وقت ہے کہ ایسے درد کا، ایسے طوفان کا ایک ہی علاج ہے۔ یعنی خود کو اللہ کی ذات میں مٹا دینا۔ یہ فنافی اللہ کا مقام ہے۔ جہاں اللہ کے رو بہ رو ادب اتنا کامل اور سپردگی اتنی مکمل ہے کہ باقی ساری چیزیں بے وجود ہو جاتی ہیں۔ فقط ذاتِ اوّل و آخر باقی رہتی ہے۔

فنافی اللہ کی حالت انسانوں کو اس دُنیا سے دُور

Marfat.com

لے جاتی ہے۔ یہ اُسے حسنِ حقیقی کے جمال میں مکمل طور سے جھکڑ لیتی ہے۔

اے اُمتِ محمدی! ایک کامل ولی اس مقام پر رُکتا نہیں۔ ہمارے پیارے مُرشد رحمتہ اللہ علیہ، اللہ کے افضلی، نُورِ بقاء باللہ بھی تھے۔ وہ بلند ترین مقام جہاں ذاتِ حق میں اپنی ذات کی تحلیل مکمل ہوتی ہے۔ لیکن اُس کے وجود وہ دنیا میں لوٹ کر آتا ہے تاکہ ہر ایک کو محبّت کی حقیقت سکھا سکے۔

آپ اس کو ایسا شخص قرار دے سکتے ہیں کہ جب وہ بولتا ہے، تو الفاظ اللہ کے ہوتے ہیں، جب وہ دیکھتا ہے تو آنکھیں اللہ کی ہوتی ہیں۔ جب وہ کچھ کرتا ہے، تو ہاتھ اللہ کے ہوتے ہیں۔

اے اُمتِ محمدی! یہ ہے وہ راہِ سُلوک، جس پر چل کر ہمارے مُرشد پاک، شاہِ محمد افضل، خوشبوئے مصطفےٰ، اللہ کے افضلی نور، فنا فی المرشد، فنا فی الرسول فنا فی اللہ اور باقی باللہ تھے۔ بس ہمارے مرشد کے ہاتھ تھام لیں۔ کیوں کہ یہ وہ مشعل ہیں جو راہِ حق کو روشن رکھے ہوئے ہیں۔ اور یقیناً اس مشعل کا نُور اللہ کے تمام عاشقین

Marfat.com

کے دلوں کو منوّر کرتا رہے گا۔

- جہاں جاؤ، جہانِ عشق میں اِک شور برپا ہے
  جدھر دیکھو، تمہارے حسن روز افزوں کا چرچا ہے

- بہت کچھ ضبطِ غم کے بعد نالے لب تک آتے ہیں
  ہماری بیقراری کی شکایت اُن کو بھیجی ہے !

- وہ ہنس دیتے ہیں اکثر دیکھ کر گرم نظر مجھکو
  عرض یہ ہے کہ روشن ہم پہ سارا حال تیرا ہے !

اللہ کے محبوب ولی شاہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس مبارک پر اللہ کی طرف سے مبارک باد ہو، جن کی افضلیت، عارفیت اور نوریت تا ابد جاری و ساری رہیں گی۔

اے اُمّتِ محمدی ! میری دعا ہے کہ اے اللہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ رسول کی نعمتوں سے بہرہ ور فرما۔ اے اللہ ہمیں اپنے اپنے مرشدین کی نسبت کا اہل بنا۔ اے اللہ ! ہمارے مرشدین کی ارواحِ مقدسہ کو دائمی خوشی و انبساط میں رکھ۔ اے

Marfat.com

اللہ! ہمارے مرشدین کی ہدایت یافتہ ارواح پر اپنی رحمتیں برسا، جن کی دی ہوئی تعلیم سے ہم مستفیض ہوئے ہیں۔ اے اللہ! ہمارے مرشدین کے صدقے میں ہمیں دینِ اسلام پر استقامت عطا فرما۔ اور ہمارے دلوں کو وحدتِ الٰہی کے نُور سے منوّر فرما۔

اے اللہ! ہم سب کو ایک نیک انجام نصیب فرما۔ ہماری دُعاؤں کو اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے مرشدین کے صدقے میں اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرما۔

آمین!

Marfat.com

۳۰ جولائی ۲۰۱۰ء

باب (۱۲۷)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو تمام نفوس کا مالک ہے۔ اور جس کی رحمت اُن سب پر برستی ہے جو اس سے نسبت رکھتے ہیں۔ جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔

درُود وسلام ہوں رسُولِ محترم پر، اُس مخلص دل پر جسے سب سے محبّت ہے اور اس محبت کی بارش ان سب پر برساتے ہیں، جو محبّت کے معنی سے آشنا ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن باوفاؤں پر جو جانتے ہیں کہ ربِ حق کا پہلا سبق اپنے خالق کے ساتھ مکمل اور شدید وفا کے عملی اظہار سے شروع ہوتا ہے۔

کیا آپ کو کبھی اس بات پر حیرت ہوئی ہے کہ ہم عشق کے بارے میں اتنی بات کیوں کرتے ہیں۔ اس محبت

Marfat.com

کے بارے میں جسے ہم دل کے لطیف معاملات قرار دیتے ہیں۔ یہی چیز ان بیانات کو اُن بیانات سے اتنا مختلف بناتی ہے جو آپ نے پہلے سُنے ہوں۔

اگر آپ ایک لمحے کے لئے سوچیں تو پھر آپ کو اندازہ ہوگا کہ محبّت ہی وہ سبب ہے جس سے یہ کائنات چل رہی ہے۔ اگر محبّت ہے تو چیزیں درُست ہیں۔ ان کا عمل معمول کے مطابق ہوتا ہے لیکن اگر اس محبّت کو علیحدہ کیا جائے تو پھر ہر چیز میں بگاڑ پیدا ہوگا۔

محبّت وہ ایندھن ہے جو چیزوں کو آسانی اور مہارت سے چلاتی ہے۔ ذرا دنیا کی تصویر ذہن میں لائیے کیا ہوگا، اگر دنیا سے اس واحد جذبہ محبّت کو اُٹھالیں؟ ذرا غور تو فرمائیں کہ کیا ہوگا؟ اگر ماؤں کی ممتا کو اس جہاں سے اُٹھالیا جائے؟ اس کے معنی یہ ہوئے کہ پیدا ہونے پر بچّوں کی دیکھ بھال نہیں ہوگی۔ وہ دُودھ یا کسی اور ضرورت کے لئے روئیں گے، لیکن اس رونے کا اثر ماں پر نہیں پڑنا ہوگا۔

کیا آپ کو اندازہ ہے کہ کوئی بچّہ ایسی حالت میں کتنے دن زندہ رہ سکتا ہے؟ کیا ہوگا اگر ایک باپ اپنے

Marfat.com

بچوں سے محبت کرنا چھوڑ دیتا ہے، وہ کما بھی رہا ہوگا۔ مگر وہ اپنے بچوں پر خرچ کرنے سے گریز کرے گا۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ بچے کتنے بے سہارا ہوں گے؟

اگر انسانیت کے لئے دلوں سے محبت ختم ہو جائے ہر شخص بس اپنے لئے جئے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد میں رہے اور اگر اس کے اِردگرد کسی مصیبت میں پھنسے ہوئے شخص کو تھوڑی سی مدد کی ضرورت ہو تو پھر بھی اس کے دل پر اثر نہیں ہوگا۔

اگر انسانوں اور اللہ کی دیگر مخلوقات میں باہمی محبت ہوگی تو دُنیا کا نظام بڑی خوش اسلوبی سے چلے گا۔ لیکن اگر دلوں میں یہ محبت کم ہو جائے تو پھر آپ دیکھ سکیں گے کہ کتنی وحشیانہ تباہی آئے گی۔

درخت کاٹے جائیں گے، جنگل صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے جائیں گے۔ حیوانوں کو ان کی کھال یا محض انسانی خوشی کی خاطر مارا جائے گا۔

پانی کو آلودہ کیا جائے گا جس سے آبی حیات مر جائے گی۔ صنعتی فضلہ سے ہوا آلودہ ہو جائے گی۔ اس طرح زمین انسانی حیات کے لئے ایک مشکل جگہ بن

Marfat.com

جائے گی۔ یہ دنیا ایک بہت خوفناک جگہ بن جائے گی۔ محض اس لئے کہ محبّت سے خالی دل والے لوگ، کثیر آبادیوں کو تباہ کرنے والے بم بنانا شروع کریں گے۔ جو پوری دنیا کو چند لمحوں میں تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ دنیا میں محبّت کے ہونے یا نہ ہونے کے کیا اثرات ہوں گے۔ اب آپ اس بات پر اتفاق کریں گے کہ اس دنیا کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے محبّت ہی ایک انتہائی ممتاز اور خصوصی جذبہ ہے۔ یہ سبق تو اس وقت سے دیا جا رہا ہے کہ جب یہ دنیا پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔

نُورِ محمدی کو جنم لیتے ہی اللہ کی محبّت کا تجربہ ہوا۔ اس تجربے کے بعد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے جاہ وجلال کا، اس کی رحمانیت کا اور اس کی باقی تمام صفاتِ الٰہیہ کا تجربہ اور عرفان ہوا۔ نورِ محمدی تو خود ہی محبّت سے تشکیل دیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اسی وقت اس جذبے کو پہچان لیا۔ جب اللہ نے نُورِ محمدی سے باقی ماندہ کائنات کو پیدا کیا تو درحقیقت

Marfat.com

اس نے یہ سب کچھ محبت ہی سے تخلیق کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک تخلیق نے پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس جذبہ کو پہچان کر قبول کیا تھا۔ حتیٰ کہ ابلیس بھی اس کے بارے میں جانتا ہے۔ لیکن آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے خلاف اس کا تکبّر اور حسد تھا کہ اس نے اس جذبے کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔

تکبّر پہلا منفی جذبہ تھا۔ جس کا تمام مخلوقات نے مشاہدہ کیا اور باقی تمام منفی جذبے اسی ایک تکبّر کے جذبے کی پیداوار ہیں۔ تکبر بھی ایک طرح کی محبت ہے۔ مگر یہ محبت انسان خود سے یا اپنی ذات سے کم کرتا ہے۔ یہی تو اس کا مقصد ہے۔ یعنی ہر ایک آدمی اپنی محبت کا رُخ اس کی طرف موڑے جس کے دل میں تکبّر ہے۔ دوسرے لفظوں میں سوائے اپنی ذات کے کسی اور سے محبت نہ کی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو اللہ کی محبت سے نوازا گیا اور باقی تمام مخلوقات کو اُن کی برتری کی علامت کے طور پر سجدہ کرنے کو کہا گیا۔ تو ابلیس کے تکبّر نے اسے اس سے انکار کرنے کو کہا۔ وہ اس بات پر آمادہ نہ ہو سکا کہ کسی اور کو اس سے بڑھ کر محبت ملے۔ اس تکبّر

Marfat.com

کے باعث حسد نے جنم لیا۔ جو کہ دوسرا منفی جذبہ تھا جس کا دُنیا نے مشاہدہ کیا۔ تو تکبّر محبت کا مخالف اور دشمن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ابلیس نے آدم علیہ السلام کو اس درخت کی طرف بہکایا جو ان کے لئے ممنوع تھا۔ اور انہیں اس کا پھل کھانے پر مائل کیا۔ یہ دھوکا بھی ان سے دلوں میں سے پیدا ہوا جن میں تکبّر کی بدی تھی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اپنی معصومیت کے باعث دھوکے میں آ گئے۔

دنیا اچھی طرح جانتی ہے کہ اس کے بعد کیا ہوا۔ کہ کس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو جنت چھوڑنے اور دنیا میں رہنے کو کہا گیا، کہ دنیا ان کا اور اُن کی اولاد کا مسکن ہوگی۔ اس یوم حساب تک جب اعمال تولے جائیں گے۔ اور جزا و سزا کا تعین کیا جائے گا۔ اگر آپ اس پر گہرائی سے غور کریں تو آپ کو احساس ہوگا کہ اس دنیا میں دو بنیادی قوتیں کام کر رہی ہیں مثبت قوت عشق اور منفی قوت تکبّر ہے۔ باقی تمام مثبت جذبے عشق سے پھوٹتے ہیں اور تمام منفی جذبے تکبّر سے پیدا

Marfat.com

ہوتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارِ مکہ کو اسلام کا پیغام دیا تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا۔ یہ بھی ایک ایسا موقع تھا جب عشق تکبّر کے مقابل ہو گیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حقیقی محبّت کا یہ پیغام دیا تھا۔ لیکن وہ دل جو تکبّر سے بھرے تھے، انہوں نے اس پیغام کو قبول نہ کیا۔ ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ حقیقت سے آشنا نہ تھے۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق اور امین تھے۔

وہ باخوبی جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو نہیں مانا۔ بھلا وہ دل اس کو کیسے قبول کر سکتے ہیں جو تکبّر اور غرُور سے پُر ہوں۔

لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں، دعوتِ حق آخر کار اُن کے دلوں میں داخل ہو گئی اور سب نے اسلام کو قبول کرتے ہوئے سچ کی روشنی کو دیکھ لیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تکبّر کا منفی جذبہ کتنا ہی شدید نظر آئے یہ عشق ہی

Marfat.com

ہے جو فتح یاب ہونا ہے۔

صدیوں سے عشق کا یہی سبق ہے جو اللہ کے عاشق ساری دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ آپ اللہ کے کسی بھی ولی کی تعلیمات پر نظر ڈالیں۔ آپ انہیں اللہ کے انبیاء اور اللہ کے رسولوں کی تعلیمات سے کبھی مختلف نہیں پائیں گے۔ انہوں نے بھی اللہ کی واحدانیت کی تعلیم دی ہے۔ جو عشق کا بنیادی منبع ہے۔ پھر انہوں نے عشق کو یہ کہتے ہوئے پھیلایا کہ ایک دوسرے سے محبّت کرو، ساری مخلوقات سے محبّت کرو۔ یہ بہت آسان ہے۔ اگر آپ اسے سمجھنا چاہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جمعہ کے خطابات میں عشقؔ کے بارے میں اتنا کچھ کہا جاتا ہے۔ عشق ہی سب کچھ ہے۔

؎ کیوں عشق میں ابھی سے نہ ہو جائیں ہم فنا
کیا جانے کہ موت کب آتی ہے کب نہیں

یہ خوبصورت پیغام ہی تو اصل عشق ہے۔

اگر آپ اس عشق کے معنی دوبارہ سمجھنے کی کوشش کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو سکھائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عشق آپ کے

Marfat.com

معشوق کی ذات میں مکمل فنا ہونا ہے۔

عشق کا پہلا زینہ اپنے عاشق کو قبول کرنا ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ فقط اس کا وجود ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ یہ قبولیت دو طرح سے ہوتی ہے۔ پہلا یہ کہ اپنا کلمہ طیبہ پڑھنا اور اس کے ہر ایک عمل پر کامل عمل کرنا۔ پھر یہ قبولیت دوسرے طریقے سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جب آپ اپنے اللہ کے آگے نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

قبولیت کے بعد عشق کا دوسرا زینہ اپنے اللہ کے آگے سرِ نیاز تسلیم کرنا، جس کے معنی ہیں کہ آپ صرف وہی کریں گے جو اس نے آپ سے کرنے کو کہا ہے۔ اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ اب جو اس کی رضا ہے وہی آپ کی رضا ہے۔ آپ نماز کے دوران حالتِ رکوع میں تسلیم کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کا مطلب ہے، جی ہاں میرے پروردگار جو آپ کی رضا ہے وہ مجھے منظور ہے۔

یہ مقصد قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے سے بھی حاصل ہوتا ہے اور اپنی زندگیوں میں اسے عملی طور سے نافذ کرکے سُنّۃ کی اتباع کرتے ہوئے۔ یہ عشق کا دوسرا زینہ

Marfat.com

ہے۔ تیسرا زینہ یعنی آخری زینہ مِٹ جانا ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ اب آپ کا وجود ختم ہوگیا۔ اب تو فقط وہ ہے۔ جس کا وجود ہے۔ یہ نماز کے دوران حالتِ سجدہ میں کیا جاتا ہے۔ جب آپ کی پیشانی زمین کو چھوتی ہے اور آپ کا وجود اس کے آگے ختم ہو جاتا ہے جو ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ درخت اور چوپائے اور بہت سے انسان سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور بہتوں پر عذاب ثابت ہو چکا۔ اور جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہے۔ بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (سورۃ الحج سجدہ)۔

از راہِ کرم محفل کے بعد سجدہ کیجئے، کیوں کہ یہ آیت سجدہ ہے۔ مٹا دینے کا یہ عمل عشق کی تکمیل کرتا ہے۔ اگر آپ نے ان تین زینوں میں سے کسی ایک کو بھی طے نہیں کیا، آپ کا عشق کامل نہ ہوگا۔ مٹا دینے کا مطلب ہے کہ اب آپ کی ذاتِ واحد میں تحلیل ہوگئی اور اللہ کے سوا کسی کا وجود نہیں۔ آپ کی دنیا آپ کا گھرانہ

Marfat.com

آپ کا مال، آپ کی آل، آپ کی جان یعنی ہر چیز جو ختم ہو جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ صرف اس کا وجود ہے۔

یار کو ہم نے جا بجا دیکھا
کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا
کہیں ممکن ہوا کہیں واجب
کہیں فانی کہیں بقا دیکھا
کہیں بھولا بھالا وہ کہہ کہ الست
کہیں بندہ کہیں خدا دیکھا
کہیں بیگانہ وحشی نظر آیا
کہیں صورت سے آشنا دیکھا
کہیں وہ بادشاہ تخت نشین
کہیں کاسہ لئے گدا دیکھا
کہیں وہ درِ لباس معشوقاں
بر سرِ ناز و ادا دیکھا
کہیں عشق نیاز کی صورت
سینہ بریاں و دل جلا دیکھا

یہ ہے وہ عشق کا سبق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اور یہی عشق کا سبق آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کے تمام عاشقین نے، تمام ولیوں نے سکھایا۔ اور یہی سبق یعنی عشق کا سبق ہمارے مُرشد حضرت افضل سرکار خوشبوئے مصطفیٰ، رحمتہ اللہ علیہ نے سکھایا۔

مرشد پاک فرماتے ہیں کہ "جسم اور عقل سے دنیاوی منزلیں طے ہوتی ہیں۔ اور روح اور قلب سے انسان معرفت کی راہیں طے کرتا ہے۔ انسان جسم قلب اور رُوح کی آزمائش کا ایک حسین امتزاج ہے۔ فقیر اپنے جسم کو دنیاوی کاموں میں مصروف رکھتا ہے۔ اپنے قلب کو اللہ کے ذکر میں ہر وقت مشغول رکھتا ہے۔ اور اپنی روح کو اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑے رکھتا ہے"۔

انہوں نے فرمایا کہ "اصل چیز ذکر ہے۔ اور اگر یہ اصل نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ " اقیموا الصلوٰۃ لاذکر" یعنی قائم کر نماز میرے ذکر کے ساتھ۔ سمجھ کی بات ہے۔ نمازیں دو ہیں۔ ایک وقتی اور دوسری دائمی ۔ وقتی یہ ہے جو تم پڑھتے ہو۔ دائمی وہ ہے جو اس فقیر کی طرف سے اور رابطہ کے توسط سے آپ سب کو عطا ہے۔ آپ سوئے ہوئے ہوتے ہیں تو بھی اگر کسی کے پاس سماعت باطنی ہے، تو وہ سُن سکتا ہے۔ اللہ اللہ اللہ اللہ"۔

Marfat.com

اللہ فرماتا ہے کہ "قائم کر نماز میرے ذکر سے۔"

پھر فرمایا میں کہیں نہیں سماتا مگر مومن کے دل میں کیوں؛ اس لئے کہ خود کو سُنتا ہے۔ مومن کے دل میں آواز کس کی آتی ہے، کون بولتا ہے اور کون سُنتا ہے۔ اس لئے کہا گیا کہ :

کعبہ تعمیرِ خلیلؑ است
دل گزر گاہِ ربِّ جلیل است
اظہر کعبہ یک دل بہتر است
دل بدست آواز کہ حجِ اکبر است

یعنی کعبہ تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے تعمیر کیا، لیکن دل اللہ تعالیٰ کی گزرگاہ ہے۔ ہزار ہا کعبوں سے ایک دل بہتر ہے۔ اس لئے کہ ایک دل کو جیتنا حجِ اکبر کے برابر ہے۔

محبّت کی گہرائی ہمارے مرشد پاک حضرت افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ بہت اچھی طرح جانتے تھے انہوں نے بڑی خوبصورتی سے اپنے روحی بچے بچیوں کو محبّت سکھائی۔

وہ فرماتے ہیں :"جب تک حقیقتِ محمدیؐ

Marfat.com

سے آگاہ نہیں ہوں گے، تب تک شانِ محمدیؐ سے بھی واقف نہیں ہوں گے۔ پھر آپ کا ایمان بھی اس حدیث کے مطابق تکمیل نہیں پا سکتا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب تک تم اپنی اولاد، اپنے ماں باپ، ہر چیز سے زیادہ عزیز نہیں جانو گے، تمہارے ایمان کی تکمیل نہیں ہو گی۔ ایمان کیا چیز ہے۔ ایمان محبّت ہے اور محبّت کس سے، محبّت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔"

مرشدِ پاک صابر ثانی عارف لاثانی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن بندوں پر رحم و کرم فرماتے ہیں، تو ان کے قلب کو جلوہ گاہ بناتے ہیں۔ اور ان کے قلوب پر اپنی تجلی فرماتے ہیں۔

تجلّی کی دو حالتیں ہیں۔ ایک جلالی اور ایک جمالی۔ جمالی تجلّی کے ساتھ محبّت نصیب ہوتی ہے اور رب کی اس محبّت کی پکار کا نام ذکر ہے۔ جلالی تجلّی کے ساتھ دہشت اور خوف کی کیفیت وارد ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کو بھی پسند فرماتے ہیں۔ اور وہ اپنی مراد کو پہنچ جاتے ہیں۔

Marfat.com

تلاشِ حق میں جو نکلا وہ کھو گیا آخر
خدا کو ڈھونڈنے والا اسی کا ہو گیا آخر

ہر تجلّی کا ایک رنگ ہے اور اس رنگ کی اپنی ایک حقیقت ہے، اور ایک کیفیت ہے۔ تجلیات کا نزول رب کی طرف سے اپنے بندے کے قلب و روح کی کیفیت کے مطابق ہوتا ہے۔ جب تجلّیات، انسانی قلب پر اثر انداز ہوتی ہیں تو قلب کی روشنی کی حالت بدلتی رہتی ہے۔

مرشدِ پاک فرماتے ہیں: "کہ قلب کی اپنی حالت بالکل سفید براق ہے۔ پھر سخت سرخ، پھر گہرا سبز ہوتا ہے۔ اور پھر تجلیات کا نزول رُوح پر ہوتا ہے۔ اور رُوح سے کام لیا جاتا ہے۔ پھر ایسا رنگ چڑھتا ہے کہ جس رنگ کی کوئی مثال نہیں۔ جوں جوں تجلیات تجلی گاہ پر پڑتی جاتی ہیں، توں توں قلب و روح حیاتِ ابدی حاصل کرتے رہتے ہیں۔

اور جب قلب حقیقی زندگی حاصل کرتا ہے تو پھر روح کے آنے اور جانے کا پورا احساس ہوتا ہے۔ تین چیزیں اگر سچی ہو جائیں تو دنیا بدل جائے۔ ایک

Marfat.com

قیام، ایک رکوع اور ایک سجدہ۔"

کیا یہ وہی بات نہ تھی جو اس بیان کے شروع میں کہی گئی۔ یعنی عشق پہلے تو قبولیت پھر تسلیم ہے۔ اور اسی کی تکمیل ذات کو مٹا دینا ہے۔ مٹا دینے کا مطلب اس ہستی میں فنا ہونا جو بقا ہے۔ یہ اس دریا کی مانند ہے جو اپنی بے قراری سے بے قابو بہے جا رہا ہے۔ یہ بہتا جائے گا، ایک لمحہ بھی رُکے بغیر۔ اس کی روانی اس قدر پرشوق اور مست ہے کہ اس کی راہ میں جو آتا ہے وہ اسے بہا کر لے جاتا ہے۔

دریا ہمیشہ سمندر میں جا گرتا ہے، اور سمندر ہمیشہ مہا ساگر سے جا ملتا ہے۔ دریا راہِ طریقت کے لوگ ہیں جو جب مستی کا ذائقہ چکھتے ہیں، تو پھر کوئی شے انہیں ان کے محبوب سے جُدا نہیں کرسکتی۔

سمندر ولی اور مرشدین ہیں جو خود بھی جامِ عشق پیتے ہیں اور دوسروں کو بھی پلاتے ہیں۔ اور بحر (مہا ساگر) وہ بحر ہے جس کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ جو تمام عاشقین کے لئے منزلِ عشق ہے۔

اے اُمتِ محمدی! خود کو عشق کے رنگوں میں

Marfat.com

رنگیئے، رنگِ محمدی میں۔ کیوں کہ اس رنگ سے بڑھ کر زیادہ گہرا اور خوبصورت رنگ کوئی بھی نہیں ہے۔ بس ڈوب جائیے اس میں، اور ابد تک اسی حالت میں رہیئے۔

کہتے ہیں جس کو عشق ہمارا ہی نام ہے
شور و فغاں کی اپنے یہاں دھوم دھام ہے
گر پھونک دیں جہاں کو تو کچھ عجب نہیں
میں آگ کا بھبوکا ہوں میرا یہ کام ہے
ہوش و خرد سے ہم کو سروکار کچھ نہیں
ان دونوں صاحبوں کو ہمارا سلام ہے

اے اُمتِ محمدی! میری دُعا ہے کہ اللہ ہمیں ہمیشہ اپنے فکر اور یاد میں رکھے۔ ہمیں الوہی یاد کی لذت سے آشنا کیجئے۔ کیوں کہ اللہ اُن کو یاد کرتا ہے، جو آپ کو یاد کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ نہ کیجئے۔ ہماری زبانوں کو اپنے اور اپنے محبوب نبیؐ کے ذکر زیبائش عطا کر دیجئے۔ اپنی اور اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہمارے دلوں کو منوّر فرما دیجئے۔ ہمارے چہروں کو روشن اور دلوں کو پاک رکھئے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ کا کارکن بنانے کے لائق بنا دیجئے۔

Marfat.com

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم تلے جمع اپنے عاشقین میں شامل کیجئے۔

ہماری خطاؤں پر پردہ ڈال دیجیئے اور انہیں معاف فرما دیجیئے۔ ہمیں اپنے عدل کی نگاہ سے نہ دیکھیئے، بلکہ ہمیں اپنی بخشش سے نوازیئے۔ سارے مسلمان اور اہلِ ایمان کی نجات فرما۔ ہمارے دلوں کو اپنی محبت میں ہمیشہ کے لئے یکجا کر۔

آمین

Marfat.com

۶ اگست ۲۰۱۰ء

باب (۱۲۸)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی بزرگی پوری کائنات پر محیط ہے۔ جو قادرِ مطلق ہے، جو ان تمام چیزوں کا مالک ہے جو پیدا کی گئی ہیں۔ یا جو آئندہ کی جائیں گی اور جس نے دنیا کو محبّت کرنا سکھایا ہے۔

درود وسلام اُس نازک دل پر جو اپنے پیاروں کی آنکھوں میں آنسو دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ جو شب و روزان سب کے لئے دُعاؤں میں مصروف ہے اور جو اپنی اُمّت کی ہدایت کے لئے دن رات مصروفِ عمل ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اس محفل کے خوبصورت دل پر جو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے دھیرے دھیرے محبّت کی نزاکتیں سیکھ رہے ہیں۔

Marfat.com

اے اُمّتِ محمدی! آپ کو چاہیئے کہ آپ اُس ہستی سے علم حاصل کریں اور اس سے پڑھیں جو سب سے بہترین اُستاد ہیں۔ وہ واحد ہستی جو نامعلوم زمانے سے سکھا رہے ہیں اور جو ابد تک سکھاتے رہیں گے اور جو عشق و محبّت کے اسباق سکھانے کے ماہر ہیں۔

اللہ کے ولی بہشتِ بریں کے باغوں کے مکین ہیں۔ وہ ان باغوں کے خوبصورت پھول ہیں۔ ان کے نام مختلف ہو سکتے ہیں، ان کی صورتیں الگ ہو سکتی ہیں۔ لیکن وہ سب ایک ہی ہیں۔ اور ان کا کام ایک ہی ہے۔ ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اللہ کی دلکش خوشبو کو اپنے اطراف پھیلائیں اور اس دنیا کو رہنے والی ایک آرام دِہ جگہ بنائیں۔

ہو سکتا ہے کہ یہ ولی مختلف زبانیں بولتے ہوں یا وہ الگ الگ زمانوں میں پیدا ہوئے ہوں۔ یا وہ مختلف سُر آلاپ رہے ہوں، لیکن اُن کا نغمہ ہمیشہ محبّت کا نغمہ ہے۔ ان کی شاعری میں ہمیشہ محبّت کے الفاظ ہوتے ہیں۔ اور ان کے رقصوں میں محبّت کی تال ہوتی ہے۔ رقص عاشق کے دل کا خوبصورت اظہار ہے۔ اگر آپ

Marfat.com

کے پاس ایک عاشق کی آنکھیں ہیں تو آپ آسانی سے دیکھ سکتے ہیں کہ پوری کائنات ایک مسلسل تال میں جھوم رہی ہے، یعنی ہمیشہ رقص میں۔

کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ ہوا کس طرح پتوں اور درختوں کو ہلاتی ہے؟ اس میں شائبہ نہیں کہ ان کے ہلکے جھومنے میں ایک تال ہے؟ کیا آپ نے کبھی کسی شہد کی مکھی کو ایک پھول پر منڈلاتے دیکھا ہے؟ رقص کرتے اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کسی مور کو فخر سے اپنے محبوب کے گرد ناچتے اور اپنی محبت کے حسن کی نمائش کرتے دیکھا ہے؟ یا کسی پتنگے کو شمع کے گرد دیوانہ وار چکر لگاتے دیکھا ہے؟ جو کہ اپنے محبوب کی محبت میں، جان نثار کرنے کو تیار ہوں۔ چکر لگانے کے اس عمل میں بھی ایک تال ہے۔ ایک رقص ہے۔

ہر چیز ایک مسلسل حرکت میں ہے۔ ایک متواتر رقص میں ہے۔ حتیٰ کہ زمین بھی سورج کے گرد دیوانہ وار چکر لگا رہی ہے۔ اور سورج عالمِ مستی میں کہکشاں کے گرد اور کہکشائیں کائنات کے گرد گھوم رہی ہیں۔ وہ سب لوگ جو محبت کے بارے میں جانتے ہیں اور جنہیں

Marfat.com

محبّت کا تجربہ ہوا ہے، وہ اس کو جانتے ہیں اور اس رقص کی لذت سے آشنا ہیں۔ اللہ کے عاشق رقص سے بخوبی آگاہ ہیں۔

رقص ایک حرکت ہے۔ اور حرکت صرف وہی کر سکتے ہیں جو زندہ ہیں۔ بھلا مُردہ کس طرح حرکت کر سکتے ہیں؟ تو اس لئے جو دل زندہ ہیں وہ رقص کو جانتے ہیں۔ اور جو دل مُردہ ہیں وہ اس سے محروم ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ دل زندہ ہے کیا؟ اور کیا چیز دل کو مار دیتی ہے؟ ایک زندہ دل وہ ہے جس میں اپنے محبوب کے لئے تڑپ موجود ہو۔ جو یادِ محبوب میں ہر وقت غلطاں ہو۔ جو ہجرِ یار میں سُکڑتا اور وصالِ یار میں کشادہ ہو۔ جو ہر وقت حرکت میں ہو۔ تیر رہا ہو اور رقص میں ہو۔ جو اپنی توانائی اور غذا تصویرِ جاناں سے حاصل کرتا ہو۔ جو زندہ صرف اس لئے ہے کہ اس کا ایک محبوب ہے۔ اور جو جانتا ہے کہ محبوب کی خدمت میں اپنا نذرانہ کس طرح پیش کرے۔

یہی چیز دل کو بھرپور زندگی عطا کرتی ہے۔ لیکن وہ دل جو اپنے آپ میں ہی مگن ہیں، جو اپنی ہی ذات

Marfat.com

میں مست ہیں۔ وہ حرکت نہیں کر سکتے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دل عموماً لبِ دریا پر بیٹھتے ہیں۔ اور پانی میں صرف اپنا عکس دیکھتے ہیں ان کے سر اس طرح جھکے ہیں کہ اُن کی آنکھیں سوائے اپنے چہرے کے کسی اور چیز کو دیکھ نہیں سکتیں۔ یہ ان کی اپنے آپ سے محبّت ہے۔ ان کی محبّت فقط ان کی واحد ذات ہے، ان کی انا ہے، ان کی "میں" ہے۔ ایسے دل کسی حرکت کا تجربہ نہیں کر سکتے۔ یہ حرکت کے لئے بہت ہی بے حس و بے جان ہیں اور رقص کے لئے بہت مُردہ۔

رقص زندگی ہے۔ اور ایک زندگی جو محبّت کے تجربے سے گزری ہو وہ رقص ہے۔ اور اگر وہ رقص دھمال ہے۔ اس محبّت کے رنگ زیادہ گہرے زیادہ سُندر اور زیادہ نشہ آور ہو جاتے ہیں۔ دھمال بےخودی ہے۔ اور یہ لذّتِ جاوداں ہے۔ اور یہ عشقِ شدید ہے، محبوب کے لئے شدید احساس ہے۔

یہ دل میں موجود تال سے شروع ہوتا ہے اور محبوب سے وصال ہونے پر ختم ہوتا ہے۔ دھمال وہ رقص ہے جو دنیا کے آگے شہزادۂ سہون حضرت لعل

Marfat.com

شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے پیش کیا۔ جو عشقِ حقیقی کے سمندر میں غرق تھے اور کبھی بھی اس سے باہر نہ آئے۔

راجہ، بہ رضا عشق خریدہ ام و مستم
رقصم و با نازنیں کہ براہِ حقا ہم!

راجہ ہم نے خود اپنی خوشی اور رضا سے عشق خریدا ہے، اور ہم اس میں مست ہیں۔ ہم ناز و ادا کے ساتھ رقصم ہیں۔ کہ ہم اس راہ پر استقامت کے ساتھ قائم ہیں۔

حضرت عثمان مروندی لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ سال ۵۳۷ھ ہجری کو افغانستان کے مقام مروند میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت سید کبیر بھی ایک ولی کامل تھے۔ جو یہ چاہتے تھے کہ شادی کئے بنا ہی اپنے ساری زندگی اللہ کے لئے وقف کر دیں۔

ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک ایسی جگہ میں ہیں جو جمالِ الٰہی سے بھرپور ہے۔ سرسبز درختوں اور مسحور کن پھولوں سے مالا مال۔ وہاں پھل دار درخت اور خوبصورت پرندے تھے۔ جو اللہ کی حمد و ثناء میں

Marfat.com

مشغول تھے۔ اور قریب ہی بہتا ہوا دریا تھا۔

حضرت کبیر رحمتہ اللہ علیہ مشغول نگاہوں سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے سُرخ چہرے والا بچّہ نمودار ہوا۔ اور آپ سے کہنے لگا کہ للہ مجھے یہاں سے باہر نکالئے۔ مگر حضرت کبیر رحمتہ اللہ علیہ مُسکرا دیئے۔ اور فرمایا: جنت میں رہنا باہر آنے سے افضل ہے۔ جس کا مطلب تھا کہ جنت میں رہیں یہ بہتر ہے۔ جیسے ہی حضرت کبیر رحمتہ اللہ نے یہ الفاظ کہے بچّہ غائب ہوا اور آپ جاگ اُٹھے۔

کچھ دنوں بعد آپ نے پھر ویسا ہی خواب دیکھا۔ وہی لال چہرے والا بچّہ کہہ رہا تھا، اے بزرگوار للہ مجھے اس جگہ سے باہر لے جائیے۔ حضرت کبیر رحمتہ اللہ علیہ نے اسی طریقے سے جواب دیا کہ: جنّت میں رہنا باہر آنے سے افضل ہے۔ لیکن اس بار بچّہ خاموش نہ رہا بلکہ جواب میں کہا" دُنیا میں ظاہر ہونا بھی اچھا ہے۔ یہ سُن کر حضرت سید کبیر رحمتہ اللہ علیہ پھر جاگ اُٹھے۔

اس بار آپ پریشان ہوئے اور اس خواب کی تعبیر جاننے کے لئے ایک بزرگ کے پاس تشریف لے گئے۔

Marfat.com

آپ کو بتایا گیا کہ آپ کو شادی کر لینی چاہیئے کیوں کہ یہ آپ کا ہی بچہ ہے جو اس دنیا میں آنا چاہتا ہے۔

حضرت سید کبیر رحمتہ اللہ علیہ نے شادی کے بارے میں اپنا خیال بدل دیا۔اور جب ہرات کے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ ولی شادی کرنا چاہتے ہیں، تو اس نے اپنی بیٹی ان کے عقد میں دینے کی پیشکش کی۔جسے حضرت کبیر رحمتہ اللہ علیہ نے قبول کیا۔اور اس طرح حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔

آپ کا نصب حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔آپ نے حضرت بابا ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہی کے زیرِ سایہ رہے۔انہوں نے لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کو قلندری سلسلے میں داخل کیا۔

وہ اللہ کے خوبصورت جواہر جیسے کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ، حضرت جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مخدوم ذکریہ ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے دوست تھے، جو ان کے کئی سفروں میں ان کے ساتھ رہے۔

Marfat.com

آپ کے لعل شہباز کہلانے کے بارے میں کئی روایتیں مشہور ہیں۔ آپ کو لعل اس لئے کہا جاتا ہے کہ لعل کے معنی سُرخ اور لعل ایک قیمتی پتھر کا بھی نام ہے۔ بے شک آپ اللہ کے جواہر میں سے ایک تھے۔ آپ کا پسندیدہ رنگ لعل تھا۔ اور آپ کی آنکھیں بھی سُرخ تھیں۔ ہمیشہ خمار اور مستی میں لعل، شہباز آپ کے مُرشد کا عطا کردہ ایک لقب تھا۔ کیوں کہ انہوں نے اس شہباز میں محبت کی چھُپی ہوئی بلندیاں دیکھی تھی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے تین دوستوں کے ہمراہ سفر میں تھے کہ آپ کو اپنے ایک مُرید کی پُکار سُنائی دی۔ اس وقت وہ مرید ایک عجیب مشکل میں پھنسا ہوا تھا۔ اسے ایک جھوٹے الزام کے باعث موت کی سزا دینے کے لئے گھسیٹ کر لے جایا جا رہا تھا۔ اس نے بے بسی کے عالم میں مدد کے لئے اپنے مرشد کو پُکارا۔

جب حضرت لعل شہباز قلندر نے یہ منظر اپنی رُوحانی آنکھوں سے دیکھا تو آپ نے اپنے دوستوں سے کہا، یعنی حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ، حضرت جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مخدوم بہاؤالدین

Marfat.com

ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ، کہ وہ سفر جاری رکھیں جبکہ وہ ان سے کچھ دیر بعد ملیں گے۔

اس کے بعد آپ نے ہوا میں شہباز کی طرح ایک چھلانگ لگائی اور غائب ہو گئے۔ پھر اس جگہ ایک عجیب واقع ہوا، جس جگہ وہ مرید موجود تھا۔ نامعلوم سمت سے کالی آندھی نے سارے علاقے کو اپنے گھیرے میں لپیٹ لیا اور زبردست تاریکی چھا گئی۔ کچھ دیر بعد جب آندھی رُکی تو وہ سپاہی جو مُرید کو سزائے موت دینے کے لئے لے جا رہے تھے۔ ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ قیدی کہیں نہیں تھا۔

دوسری جانب شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کے دوستوں نے دیکھا کہ آپ ان کی طرف ایک اجنبی کے ساتھ آ رہے ہیں۔ آپ دراصل اپنے مرید کو سپاہیوں سے چھڑا کر واپس لائے تھے۔

جب تینوں دوستوں کو پورے واقع کا علم ہوا تو انہوں نے بڑے پیار سے آپ کو شہباز پکارا۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ علیہ کافی عرصہ تک حضرت سید جمال شاہ مجید رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے جنہوں نے آپ

Marfat.com

کی روحانی تربیت کی۔

اس کے بعد سہون کے ولی نے کئی سفر کئے اور کئی سال تک سخت ریاضت اور مجاہدے میں رہے ساتویں صدی میں آپ سہون میں تشریف لائے جو حیدرآباد کے قریب ایک تاریخی جگہ تھی۔ یہ راجہ جرجی کا دور تھا جس میں ہر طرف ظلم و ناانصافی تھی۔ لوگ کئی قسم کی بدیوں میں مبتلا تھے اور کئی جھوٹے خداؤں کے پجاری تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ اس شہر میں دو وجوہات کی بنا پر داخل ہوئے تھے۔ ظاہری وجہ یہ تھی کہ آپ کے ایک مُرید کو بنا کسی خطا کے قید میں ڈالا گیا تھا۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ اللہ کی مرضی تھی کہ آپ اس ظلمت و تاریکی میں جا کر دعوتِ حق کا فریضہ انجام دیں۔

یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ حق دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے گا۔ حضرت لعل شہباز قلندر اور آپ کے درویش مرید شہر کے اس حصے میں ٹھہرے جہاں دراصل طوائفوں کا محلہ تھا۔ یہ اس عظیم ولی کی روحانی کرامت تھی کہ ایک دن میں ہی یہ جگہ بغیر ظاہری سبب کے خالی ہوگئی۔

Marfat.com

وہ لوگ جو اس سے پہلے اس علاقے میں بے فکری سے آتے جاتے تھے، خوف زدہ ہونے لگے حالانکہ وہ اس خوف کی وجہ نہیں جانتے تھے۔ جلد ہی راجہ کو اس عجیب واقعہ کا علم ہوگیا۔ اوراس نے اپنے سپاہیوں کو اس کی کھوج کے لئے وہاں بھیجا۔ عجیب تربات یہ ہوئی کہ سپاہی ان درویشوں کے آگے ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے اور مکمل بے بسی کے عالم میں واپس لوٹ آئے۔

راجہ نے پھر اپنے وزیروں اور نجومیوں کو بلایا تاکہ وہ اصل حقیقت کے بارے میں انہیں بتائیں، اس کی مایوسی کی کوئی انتہا نہ رہی، جب انہوں نے اس کو بتایا کہ یہ مسلمان درویش وہی ہیں جو اس کی حکومت کو واقعی تباہ کریں گے۔

راجہ نے اُن درویشوں کے دل جیتنے کی بہت کوشش کی۔ سونے اور چاندی کی رشوت دے کر لیکن اللہ کے ان عاشقوں کے آگے جن کے پاس دولت حقیقی ہے۔ دُنیا کی دولت سونے اور چاندی کی کیا حیثیت ہے۔

اللہ کے مست قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے فوراً حکم دیا کہ اس سونے اور چاندی کو آگ میں ڈالا جائے، تاکہ

Marfat.com

وہ جل کر خاکستر ہو جائے۔ جب باطل کے پاس حق کے آگے کھڑے ہونے کی کوئی امید نہیں ہوتی تو وہ ہمیشہ چالاکی اور مکاری پر اُتر آتا ہے۔

یہی بات نجومی نے راجہ کو کرنے کے لئے بتائی انہوں نے راجہ کو صلاح دی کہ اس اللہ کے عاشق پر فتح پانے کے لئے انہیں ایک ایسی چیز پیش کی جائے جس میں حرام ملا ہو۔ کیوں کہ رُوحانیت کے زور کو صرف حرام ہی توڑ سکتا ہے۔ تو اس لئے راجہ نے حرام جانور کا گوشت پکانے کا حکم دیا۔ یہ گوشت بڑے تھالوں میں سجا کر درویشوں کے آگے پیش کیا گیا۔ کیسا احمق تھا جو وہ سمجھتا تھا کہ جن کے پاس اللہ کی طاقت ہے انہیں ایسی بزدلانہ حرکتوں سے زیر کیا جا سکتا ہے۔

لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہِ بصیرت نے ایک لمحہ بھر میں ہی ان کی چال کو بھانپ لیا اور غصے میں آ کر اُن بڑے تھالوں کو گراتے ہوئے فرمایا۔ ہمارا خیال تھا کہ وہ کافی علمی نشانیاں دیکھ کر ایمان لائے گا مگر جس کی تقدیر میں ہلاکت اور بربادی لکھی ہے۔ اُسے اللہ کے سوا کوئی نہیں ٹال سکتا ہے۔

Marfat.com

جیسے ہی نڈھال فرش پر گرے زمین ہلنے اور لرزنے لگی، اور پورا سیہون ایک ہلاکت خیز زلزلے کی زد میں آ گیا۔ جس نے جھوٹے خداؤں کی سلطنت ملیا میٹ کر دی۔

حضرت لعل شہباز رحمتہ اللہ علیہ اللہ کے قلندر تھے۔ قلندر ایک رازِ دل ہے۔ ایک دل جو ہر وقت عشق کے شعلوں میں روشن ہے۔ شدید کرب اور شدید بے خودی میں مبتلا ایک رُوح۔ اور جیسے جیسے یہ شدت بڑھتی ہے۔ ویسے ویسے دھمال میں ایک قلندر کے پیروں کی رفتار بڑھتی ہے۔

ز عشقِ دوست ہر ساعت درونِ نار می رقصم
گہے بر خاک می غلطم، گہے بر خار می رقصم!

"دوست کے عشق میں میرے شب و روز کا ہر لمحہ اس طرح گزرتا ہے کہ میں آگ کے اندر رقص کرتا ہوں۔ میری یہ حالت ہوگئی ہے کہ میں کبھی راکھ میں لوٹتا ہوں اور کبھی کانٹوں پر رقص کرتا ہوں۔"

یہ ہے اللہ کا قلندر، ایک پیکرِ حسن، خزانۂ معرفت میں مالا مال، شبِ وحدت میں ڈوبا ہوا۔ اور جو ایک

Marfat.com

مسلسل رقص کی حالت میں ہے۔ جب دھمال شروع ہوتا ہے تو سب سے پہلے دل جامِ عشق پیتا ہے۔ جب یہ جامِ عشق رُوح میں داخل ہوتا ہے تو یہ نشہ کو مکمل کیف و مستی میں بدل دیتا ہے۔ اور جب روح مست ہو جاتی ہے، تو پاؤں ہلنا شروع کرتے ہیں۔ پوری دنیا کو اپنے تھاپوں کے نیچے کر کے۔

جب دنیا نیست و نابود ہو جاتی ہے تو پھر رُوح اُٹھنا شروع ہوتی ہے۔ ہاتھوں کو اُوپر آسمان کی طرف کھینچتی ہوئی۔ اس طرح جیسے کہ محبوب سے نیچے آنے کی درخواست کر رہی ہو۔

اور جب تصویرِ جاناں آنکھوں میں اُتر آتی ہے تو سَر مستی میں جھومنا شروع ہوتا ہے۔ دُنیا کو یہ بتلاتے ہوئے کہ محبوب کے سوا کوئی بھی نہیں۔ اور جب نفی اثبات بدن کو ملامت کرتی ہے، تو پورا بدن دائرے میں گھومنا شروع کرتا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو، جب آپ کا مطلوب آپ کے سامنے ہو، جب پانی پیاسے کے آگے ہو جب حسُن عاشق کے آگے ہو۔ جب قاتل مقتول کے سامنے ہو، جب خنجرِ جاں سرِ خم کے سامنے ہو تو پھر عاشق کیوں

Marfat.com

نہ رقص میں گھومے، تو پھر ساری دنیا کیوں نہ اُس کے ساتھ گھومے، تو پھر رقص کیوں نہ ہو۔ رقصِ بسمل جو عاشقوں کا رقصِ انتہا ہے۔

بیا جاناں تماشہ کُن کہ در انبوہ جاں بازاں
بصد سامانِ رُسوائی من سرِ بازار می رقصم!

اے پیارے دلبر آجا، جانثاروں کا ہجوم موجود ہے آ اور تماشہ کر (اپنا دیدار کرا) میں رُسوائی اور بدنامی کے سیکڑوں سامان کے ساتھ سرِ بازار ناچتا ہوں"۔

تپش چوں حالت می آرد بروئے شعلہ می غلطم
خلش چوں لذتی بخشد نہ نوک خار می رقصم

"تپش جو حالت مجھ پر وار کرتی ہے۔ میں اس سے اور بھی شعلوں کی طرح تڑپتا اور مچلتا ہوں۔ اور خلش اور چبھن جب مجھے لذت بخش دیتی ہے تو میں تو کانٹوں کی نوک کے نیچے بھی ناچتا ہوں"۔

جب تجلی آنکھوں کے سامنے ہو، جب شمشیرِ برہنہ دل کو چاک چاک کر رہی ہو۔ جب ابدی سنگیت اپنے خوبصورت مدھر سُر چھیڑ رہی ہو، تو پھر اللہ کا قلندر کس طرح بے حرکت رہ سکتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ

Marfat.com

وہ خوشی اور مستی میں نہ آئے۔

اے اُمتِ محمدی! یہ رقص سیکھ لو، رقصِ قلندری، رقصِ شہبازی، رقصِ الٰہی۔ میری دعا ہے کہ پوری دنیا یہ رقص سیکھ لے۔ اس لئے کہ اس سے بڑھ کر کیا چیز زیادہ خوبصورت ہوسکتی ہے۔

ے بیا اے مطرب و ساقی سماع و ذوق را درده
کہ من از شادئ وصلش قلندر وار می رقصم

"آمطرب و ساقی آسماع و ذوق سے
مجھے نہال کر دے، میں اب اس کے
وصال کی خوشی میں قلندر کی مانند قلندرانہ
رقص کرتا ہوں"۔

Marfat.com

۱۳ اگست ۲۰۱۰ء

باب (۱۲۹)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سلطان العٰلمین ہے، جو دیّان ہے۔ اور جب دیتا ہے تو اس کی کوئی حد نہیں جس نے یہ زمین و فلک اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اُن سب کو نُورِ محمدی سے پیدا کیا۔ بے شک جو وہ چاہے کر سکتا ہے۔

درود و سلام اللہ کے نُور پر، اُس کے محبوب رسول پر، خاتم الانبیاء پر، وہ جو اپنے اللہ کے نُور میں ملفوف ہیں، اپنے اللہ کی محبت میں۔ اس وقت سے جب انہیں پہلی بار پیدا کیا گیا تھا۔ اور یہ نُور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابد تک رہے گا۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اس محفل میں موجود ان تمام دلوں پر جو اپنے اللہ اور اس کے رسُول

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہیں۔

وعدے وفا کرنے چاہئیں، چاہے کتنا بھی وقت گزر جائے۔ اللہ اپنی محبت کے وعدے کو کبھی نہیں بھولے گا۔ کیا آپ کا اللہ اپنا کہا ہوا بھول سکتا ہے؟ جب وہ کہتا ہے "میں تم سب سے پیار کرتا ہوں"۔ تو کیا وہ سچ نہیں بول رہا ہوتا؟

قلم ٹوٹ سکتے ہیں، کاغذ ختم ہو سکتے ہیں، زبانوں کا وجود ختم ہو سکتا ہے۔ مگر آپ کے اللہ کا وعدہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا، جب وہ کہتا ہے کہ "میں تم سے محبت کرتا ہوں"۔ تو پھر یہ الفاظ ابد تک قائم رہیں گے۔

انسان اسی زمین پر اللہ کے نائب ہیں۔ انہیں ایسی کثیر نعمتیں عطا کی گئی ہیں جو اس زمین پر موجود کسی دوسری مخلوقات کے نصیب میں نہیں ہیں۔ انہیں سوچنے والا ایک ذہن، ابلاغ کے لئے ایک زبان، دوسروں کے دکھ درد کو محسوس کرنے کے لئے ایک دل اور سب سے بڑھ کر انہیں عرفان عطا کیا گیا ہے۔ عرفان یعنی اپنے اللہ کو جاننے اور سمجھنے کی صلاحیت۔

Marfat.com

لیکن انسانوں نے ان تمام نعمتوں کے ساتھ کیا کیا ہے؟ اصل میں ان کے ذہن میں تخریب وتباہی کے خیالات سمائے ہوئے ہیں۔ ان کی زبانیں جھوٹ اور بد نیتی پر مبنی فضول باتوں کا ملغوبہ ہیں۔ ان کے دل صرف انہی کو خوش کرنے کے لئے ہیں۔ اور وہ اللہ کے وجود کو فقط اس وقت تسلیم کرتے ہیں جب ان پر کوئی تباہی آتی ہے۔ یعنی اُسے صرف مصیبتوں سے نجات کے لئے ہی پُکارتے ہیں۔

انسانوں نے اللہ کی نعمتوں کا اس انداز میں غلط استعمال کیا ہے۔ ہر دوسری مخلوق اپنے اللہ کی رحمت سے پوری طرح آگاہ ہیں اور وہ اس کی تعظیم کرتی ہیں۔ اور اس کا شکر ادا کرتی ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جب وہ اس دنیا میں ہیں تو ان کی کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں۔

ننھّے سے پرندے جب انہیں اپنے حصے کی غذا ملتی ہے تو وہ اپنی چہچہاٹوں سے اپنے اللہ کا شُکر ادا کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب وہ اپنی غذا تلاش کرنے کے لئے زمین پر چونچ مارتے ہیں تو وہ زمین کو قابلِ کاشت بناتے ہیں۔ یہ ان کا کام

Marfat.com

ہے اور اس دنیا کے لئے ان کی ذمہ داری ہے۔

اسی طرح جو مال مویشی ہری گھاس چرتی ہیں وہ بھی بے شک اپنے اللہ کے سب سے زیادہ شکر گزار ہیں۔ وہ ان نعمتوں کے شکر میں دودھ دیتے اور بھاری وزن اٹھاتے ہوئے ادا کرتی ہیں۔

حتیٰ کہ پودے اور درخت جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے نوازا ہے، وہ بھی خود کو دنیا کے حوالے کرتے ہیں۔ یعنی پوری دنیا انہی سے پیدا ہونے والی غذا کو کھاتی ہے اور ان کے سائے میں بیٹھ کر اُن کی ٹھنڈک اور خوشبو کے مزے لیتی ہے۔

ذرا اپنے اطراف تو نظر ڈالئے، کیا آپ کو کوئی بھی مخلوق ناشکری یا اپنی ذمہ داریوں سے گریز کرتی دکھائی دیتی ہے؟ یہ تو فقط بدنصیب انسان ہے، جسے دن رات نعمتیں عطا ہوتی ہیں۔ لیکن کیا کبھی اس نے سچے دل سے کہا ہے کہ "یا اللہ تیرا شکر ہے" یا کیا اس نے اس زمین پر نائب ہونے کے ناطے اپنی ذمہ داریاں پوری کی ہیں؟"

باقی تمام مخلوقات کو صرف ایک بار کہا جاتا ہے

Marfat.com

اور وہ اپنا کام زندگی بھر یاد رکھتی ہیں۔ انسان کو بار بار کہا گیا ہے، لیکن انہیں مشکل سے یاد رہتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ انسانوں کے خیال میں انہوں نے یہ سب کچھ اپنی کوششوں سے حاصل کیا ہے۔ اسی لئے انہیں کسی کے شکر گزار ہونے کی ضرورت نہیں۔

وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی غذا خود حاصل کی ہے۔ اُن کی اپنی ذہانت نے انہیں ساری آسائشیں دی ہیں۔ ان کے مضبوط اعضاء نے انہیں روزگار کمانے میں مدد دی ہے۔ تو اس طرح جب وہ یہ سوچتے ہیں کہ اُن کی آرام دہ زندگی اُن کی سخت محنت کا نتیجہ ہے۔ ان کے محل نما مکانات ان کی کوششوں کا ثمر ہیں۔ اور ان کے سونے چاندی کے ذخیرے ان کے اعلیٰ ذہن کا نتیجہ ہیں تو پھر بھلا وہ کیوں اللہ کے شکر گزار ہوں۔

ہاں وہ اللہ کو اس وقت یاد کرتے ہیں، جب اُن کی کوئی آسائش واپس لی جاتی ہے۔ یا جب وہ کسی بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یا جب ان کا کوئی پیارا مر جاتا ہے۔ پھر وہ اس کا الزام اللہ پر ڈالتے ہیں اور اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ اے اللہ! تو نے یہ کیوں

Marfat.com

کیا؛ ہم نے تیرا کیا بگاڑا تھا؟

یہ ہے انسانوں کی حالت۔ تمام اچھی چیزیں جو انہیں میسر ہیں، وہ ان کی اپنی ذہانت کے باعث ہیں۔ اور وہ تمام بُرے حادثات جو انہیں پیش آتے ہیں وہ اللہ کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

اللہ سے ''شکر'' کہنا بھی ایک نعمت ہے اور یہ فقط انہیں عطا ہوتی ہے جو اپنے اللہ کو ہر وقت یاد کرتے ہیں۔ اچھے دنوں میں بھی اور بُرے دنوں میں بھی، جو اپنی ذمے داریاں خوش دلی سے نبھاتے ہیں۔

اصل ذمے داری جو اللہ نے انسان کو سونپی ہے وہ ہے اس کی محبّت کو پھیلانا۔ جنہیں اللہ کی محبّت کو سمجھنا ہے، تو پہلے انہیں اللہ سے محبّت کرنا چاہیئے۔ جب وہ اُس ہستی سے محبّت کرنا سیکھیں گے جس نے محبّت کو پیدا کیا ہے، تو پھر انہیں اُس کی تخلیقات سے محبّت کرنی چاہیئے۔ زمین سے، درختوں سے، پودوں سے، حیوانات سے اور تمام دوسرے انسانوں سے خلوصِ دل سے محبّت کریں۔

انسانوں کو ایک اور بھی بہت اہم ذمے داری

Marfat.com

دی گئی ہے کہ وہ ہر اس باطل شے کے آگے ڈٹ جائیں جو غلط ہو اور جس کی نسبت شیطان سے ہو۔ یہ سب کچھ کرنے میں آخر ایسی کیا مشکل ہے؟

اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ سب کے لئے نیت اچھی رکھیں۔ اگر کسی نے آپ کو تکلیف بھی پہنچائی ہے تو اُسے معاف کر دیں اور اس کی بھلائی کے لئے دُعا کریں۔ اور اپنی پوری زندگی بہادری سے بسر کریں۔ تاکہ شیطان کی مصنوعی دُنیا اور اس کے دھوکے آپ پر غالب نہ آجائیں۔ یا وہ آپ کو اپنے جال میں جکڑ نہ لے۔

یہ صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب آپ اپنے دلوں کو اس دُنیا کی آلودگیوں سے پاک رکھیں گے جب آپ اپنی سب سے قیمتی خزانے کی طرح اُن کی حفاظت کریں گے۔ جب آپ اللہ کے فرمان اور اس کی ہدایت پر کان دھریں گے۔

اللہ نے آپ کو پیدا کیا ہے۔ لہٰذا اس سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے کہ کیا شے آپ کے لئے اچھی ہے۔ اور کیا چیز آپ کو نقصان پہنچائے گی۔ اُس صورتِ حال کو یاد کیجئے، جس میں ایک بچّے کی دیکھ بھال اس کے

Marfat.com

والدین کر رہے ہوں۔ وہ اسے تمام نقصان دِہ چیزوں سے بچاتے ہیں۔ وہ اسے ہر بہترین چیز دیں گے۔

اب اگر پھر بھی بچہ اپنے والدین کا اس وقت کہا نہ مانے جب وہ اُسے کہیں کہ آگ کو مت چھونا اور وہ پھر بھی جا کر آگ کو چھو لے۔ یا اگر وہ اسے سڑک پر جانے سے منع کریں اور پھر بھی وہ تیز رفتار گاڑیوں کی طرف دوڑے۔ یا اگر وہ اسے کہیں کہ وہ یہ باسی کھانا نہ کھائے لیکن وہ نافرمانی کرتے ہوئے پھر بھی اُسے کھائے، تو مجھے بتائیے کہ اُس بچے کا کیا حشر ہو گا۔ کیا مکمل تباہی اس کا مقدر نہ ہو گی؟"

تو پھر ایسا کیوں ہے کہ جب آپ کا اللہ آپ کو واضح ہدایتیں دیتا ہے کہ اس دنیا میں کس طرح جیا جائے، مگر پھر بھی آپ میں سے اکثر اپنی نافرمانی کے باعث اس کا بالکل اُلٹ کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ غریبوں کی مدد کرو۔ لیکن آپ ہیں کہ اُن کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اُن کو کمتر سمجھتے ہیں اور اُن کی بے عزتی کرتے ہیں۔ یہ آپ ہی ہیں جو اُن کے پاس جو کچھ ہے اُسے چھیننے کی کوشش کرتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ نے فرمایا ہے کہ لالچ مت کرو، لیکن آپ ہیں کہ زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے میں دن رات جُتے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے پیاروں کے عوض یا اپنی صحت کو داؤ پر لگاتے ہوئے اللہ فرماتا ہے کہ تکبّر اور حسد مت کرو، لیکن یہ آپ ہی ہیں جو اپنے تکبّر کی وجہ سے دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جن کے پاس آپ سے زیادہ ہے۔

ذرا اُس پیکر کا تصور کیجئے جسے مٹی سے بنایا گیا ہو، جس کا ایک ایک سانس اللہ کی عطا ہے اور جو اپنی اُنگلی تک نہیں ہلا سکتا اگر اللہ نہ ہلانا چاہے۔ جو اس قدر کمزور اور بے بس ہے، لیکن پھر بھی وہ اس خوش فہمی میں ہے کہ وہ اس دنیا کو چلا رہا ہے، اس طرح گویا یہ اسی نے بنائی ہے۔ گویا اس نے اپنا رزق خود ہی پیدا کیا ہے۔ گویا یہی سب کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے والا ہے۔

ذرا اس کے تکبّر اور غرور کو تو دیکھیں۔ اس کا یہی تکبّر ہے جس نے انسان کو اس مقام کے قریب پہنچا دیا ہے۔ جو درد و غم کا ایک گہرا گڑھا ہے۔ جس میں دن رات آگ بھڑکتی رہتی ہے جو ان بدنصیبوں کے نام پکار رہا

Marfat.com

ہے۔ جو بہت جلد اس آگ کا ایندھن بننے والے ہیں۔
کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اس کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔ وہ سب جنہیں پہلے ہی دن بتایا گیا تھا۔ جنہیں بار بار اس کے متعلق تنبیہہ کی گئی تھی مگر اس کے باوجود وہ اسی گڑھے کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ بلا کسی خوف و خطر کے۔

مومن کے گناہ کے قریب نہ جانے کے دو اہم وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ اللہ کی ناراضگی کا خوف اور دوسری وجہ اللہ کی محبت ہے، جو اُسے ایسے کام کرنے سے روکتی ہیں جن سے اُس کا رب ناراض ہو۔

وہ مسلسل اپنے قلب پر کڑی نگاہ رکھتا ہے اور اُسے اس دنیا کی خرافات سے بچاتا ہے۔ وہ خود کو نہایت خوش بخت سمجھتا ہے کیوں کہ وہ بخوبی جانتا ہے کہ اللہ کی مکمل اطاعت میں کس طرح زندگی بسر کی جاتی ہے۔
یہ اس پر اس کے اللہ کا کرم ہے کہ اس کے پاس ہدایت کی کامل کتاب موجود ہے، جس سے وہ ہمہ وقت رجوع کر سکتا ہے۔

اگر وہ چاہتا ہے کہ اس کتاب کے قواعد کو کس

Marfat.com

طرح اپنی حقیقی زندگی میں رائج کرے، تو پھر اُسے بس اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت یعنی سُنّت کو پکڑنا چاہیئے۔ وہ جانتا ہے کہ اللہ کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار سے اپنی اُمّت کو زندگی کے سلیقے سکھلا دیئے ہیں۔ اس لئے وہ ان کی پیروی کرنے میں زیادہ پُرجوش ہے۔

وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اس کا دین اس کی تمام ضروریات کا خیال رکھتا ہے، چاہے وہ جسمانی تقاضے ہوں یا رُوحانی وہ اس سے بھی اچھی طرح واقف ہے کہ اس کے دین کی عبادتیں تقوے اور پرہیزگاری کی بنیاد پر ہیں۔ یہ عبادتیں اس کی زندگی کے لئے اتنی کامل ہیں کہ وہ اگر انہیں خوش اسلوبی سے ادا کرے تو کوئی بھی جسمانی یا روحانی بیماری اس کے قریب بھی نہیں آئے گی۔

وہ اپنی تمام عبادات میں سے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیتا ہے جس طرح کہ ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: زکوٰۃ اس کے دل میں سخاوت کا جذبہ پیدا کرتی ہے اور اُسے خوشی دیتی ہے کہ

Marfat.com

اس کی محنت سے کمائی ہوئی آمدنی سے کسی اور کو بھی خوشی مل رہی ہے۔

روزہ اس کے پورے جسمانی نظام کو تازگی بخشتا ہے، اس سے اُسے نہ صرف جسمانی فائدہ ہوگا بلکہ اُسے کئی رُوحانی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔ رمضان ایک بار پھر آیا ہے۔ اور آپ سب خوش قسمت ہیں کہ اللہ نے اس نعمت کے مزے لوٹنے کے لئے آپ کو زندگی عطا کی ہے۔

رمضان شریف تحفوں کا مہینہ ہے۔ وہ تحفے جو اُمّتِ محمدی کو دیئے جاتے ہیں۔ ویسے تو تمام مہینے اللہ کے ہیں لیکن اِسے تو اللہ کے رسول نے خاص طور سے اپنی اُمّت کے لئے طلب کیا تھا۔ اور جب محبوب طلب کرتا ہے تو آپ کا رب کیسے انکار کر سکتا ہے؟

تو اس طرح اُمّت کو یہ ماہِ مبارک عطا ہوا۔ ایک ایسے خاص وقت کے طور سے کہ جب وہ اللہ کی رحمتوں کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

روزہ ایک سخت ضابطہ کی رو سے رکھا جاتا ہے، آپ کو ایک مقررہ وقت پر نیند سے اُٹھ کر، اذان سے

Marfat.com

پہلے کھانا پینا پڑتا ہے۔ آپ کو اپنے کھانے کی خواہش کو قابو رکھنا پڑتا ہے۔ پیٹ، جسے اس سے پہلے کئی بار بھرا جاتا تھا، اسے اب آرام کرنے کو کہا جائے۔ دن بھر کھانا پینا بند کرنے سے کھانے کی اُن غلط عادتوں کا تدارک ہوتا ہے، جن کا متعلقہ شخص سال کے دوران عادی ہو چکا ہوتا ہے۔

یہ روزہ دار میں صبر اور شکر بھی پیدا کرتا ہے۔ اور اس سے وہ اللہ کی ان نعمتوں کا ادراک کرتا ہے، جو اُسے غذا کی صورت میں ملتی رہی ہیں، جس کے لئے اس نے مشکل سے اپنے رب سے "شکریہ" کہا ہوگا۔

روزہ دل کو بھی نرم بناتا ہے۔ اس سے یہ احساس پیدا ہونا شروع ہوتا ہے کہ وہ غریب کس طرح گزارہ کرتا ہے جس کے پاس ایک وقت کے کھانے کا پیسہ نہیں۔ اس سے اُسے کم از کم بھوک کے اس درد کا احساس تو ہوتا ہے جس کا سامنا اُن غریبوں کو سال بھر رہتا ہے۔

جب ایک شخص یہ مشقت کرتا ہے کہ اُٹھ کر سحری کھانے اور پھر دن بھر اپنے نفس کو قابو میں رکھے، تو پھر وہ اپنے اللہ کو خوش کرنے کے لئے مزید کچھ کرنا چاہے گا۔

Marfat.com

وہ جانتا ہے کہ بس اپنی زبان کو قابو میں رکھ کر، یا اپنے غصہ کو ضبط کر کے، یا اپنے ہم جنس انسانوں سے مہربانی کے ساتھ پیش آنے سے، اور اپنا بیشتر وقت عبادت میں گزارنے سے وہ یقیناً اپنے اللہ کو راضی کر سکتا ہے۔

ایک شخص اپنی محنت اور مزدوری کا انعام اپنے مالکِ دوجہاں سے محبّت سے بڑھ کر اور کیا طلب کر سکتا ہے؟ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو یہ سکھایا تھا کہ رمضان بے شک صبر کا مہینہ ہے اور اس کا صلہ جنت ہے۔

مسلمان کے ہر عمل میں نیکی ہے اور اِس ماہِ مُبارک میں یہ نیکی دوسرے مہینوں کے ستّر فرض کے برابر ہے۔ اس ماہِ مبارک میں مومن کی روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی ایک گھونٹ پانی یا دُودھ کسی دوسرے کو دیتا ہے، تو اُسے بھی نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔

اس ماہِ مبارک کا پہلا حصہ رحمت ہے درمیانہ حصہ مغفرت اور آخری حصہ دوزخ سے نجات کا ہے۔

ہر ایک کو چار کام کرنے چاہئیں۔ پہلا: اپنے اللہ کو راضی کرے، دوسرا، جس کے بغیر کوئی رہ نہیں سکتا۔ پہلے

Marfat.com

دو ہیں کہ کہو (۱) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (۲) اللہ سے معافی طلب کریں ۔

اور دو چیزیں جو آپ کے لئے بہت ضروری ہیں وہ یہ ہیں : (۱) اللہ سے جنت طلب کریں ، اور (۲) دوزخ کی آگ سے پناہ مانگیں ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں مزید فرمایا کہ : رمضان وہ مُبارک مہینہ ہے جس کی تین راتوں کے درمیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ سے صحیفے عطا ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت ملی ۔ (رمضان کی جمعہ کی راتوں میں) حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کا زبور ملا ۔ (رمضان کی انیسویں شب میں) ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا ہوئی ۔ (۱۵ رمضان میں) ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک رمضان کی چودہ کو نازل ہوا ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ رمضان کے استقبال کے لئے پورا سال جنت کو سجایا جاتا ہے ۔ اور جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے ، تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جسے مِسراح کہتے ہیں ۔ یہ ہوا جنت

Marfat.com

کے درختوں اور ان کے پتّوں کو چھُوتی ہے ۔ اور یہ اُن زنجیروں کو بھی چھُوتی ہے جو وہاں قبضوں پر لٹکی ہیں جس سے یہ کھُلتے ہیں ۔

جب یہ ہوا چھُولیتی ہے تو اُن سے ایسی خوبصورت آواز پیدا ہوتی ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں سُنی ہے ، حتیٰ کہ وہ بھی جنہوں نے بہت سی خوبصورت آوازیں پہلے سُنی ہیں ۔ پھر حُوریں تیار ہو جاتی ہیں ۔ اور جنت کے جھروکوں پر آکر کھڑی ہو کر صدا لگاتی ہیں کہ "ہے کوئی جو اپنے اللہ سے ہماری طلب کرے اور اللہ ہمیں اُس کے نکاح میں دے دے"۔

پھر وہ جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھیں گی " آج کی رات کون سی رات ہے ؟" وہ جواب دیں گے ۔ " اے بے مثال حسینو ! یہ ماہِ رمضان کی پہلی رات ہے ۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ : " محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اُمت میں سے روزے داروں کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں ۔ اے داروغۂ دوزخ ! اُمتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف دوزخ کے دروازے بند کر دو "۔ اے جبریل ! (علیہ السلام)

Marfat.com

زمین پر جاؤ اور شیاطین کو مقید کر دو۔ اُن کو زنجیروں سے جکڑ دو، اُن کو سمندروں کی گہرائیوں میں پھینک دو، تاکہ میرے حبیبِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اُمت کا روزہ خراب نہ کریں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ماہِ رمضان میں اللہ تعالیٰ تین مرتبہ فرماتا ہے کہ "ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کا سوال پورا کروں، کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کروں۔ کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کو بخش دوں، کوئی ہے جو اس غنی کو قرض دے جو نادار نہیں ہے اور پورا بدلہ دینے والا ہے اور وہ کسی کی حق تلفی کرنے والا نہیں ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ماہِ رمضان میں روزانہ افطار کے بعد ہزاروں دوزخی دوزخ سے آزاد کر دیئے جاتے ہیں۔ حالاں کہ ان میں سے ہر ایک عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔ اور جب جمعہ کا دن اور جمعہ کی شب آتی ہے تو لاکھوں دوزخی دوزخ سے آزاد ہو جاتے ہیں جن میں سے ہر ایک عذاب کا سزاوار ہے۔ رمضان کا آخری دن جب آتا ہے، تو اوّل تاریخ سے آخری

Marfat.com

تاریخ تک مجموعی طور پر جتنے افراد دوزخ سے آزادی پا چکے ہیں، اُن کی تعداد کے برابر اُس آخری روز آزاد کئے جاتے ہیں۔"

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے ارشاد فرمایا کہ: "روزے دار کی نیند ایک عبادت اور خاموش تسبیح ہے۔ اس کی دُعا مقبول اور اُس کا عمل دُگنا ہے، جب میری اُمّت کا کوئی شخص ایک واحد نیکی کرتا ہے، تو پھر بھی اس کا اجر ۱۰ فیصد سے ۷۰۰ فیصد تک ہو سکتا ہے۔ سوائے روزہ کے اجر سے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "روزہ میرے لئے رکھا جاتا ہے، اس لئے اس کا جزا دینے والا بھی میں ہی ہوں۔ روزے دار میرے لئے کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔"

روزہ جہنم اور گناہوں سے بچاؤ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ روزے دار کے لئے دو مزے ہیں۔ ایک خوشی افطار کی، اور دوسری خوشی اُسے اس وقت نصیب ہوتی ہے جب وہ اپنے رب کا دیدار کرتا ہے۔

ایسی کئی دوسری اُمتیں بھی ہیں جنہیں روزے کا انمول تحفہ دیا گیا تھا لیکن وہ اس تحفے کے لئے شُکر گزار

Marfat.com

نہیں ہوئیں ۔ اور اس کو چھوڑ دیا۔ جو کوئی بھی اللہ کی نعمتوں کو اس وجہ سے چھوڑتا ہے کہ وہ ان کے بغیر بھی رہ سکتا ہے، تو اللہ بھی ایسے شخص کو چھوڑ دیتا ہے۔

اے اُمّتِ محمدی! اس ماہِ مبارک کی آمد پر بہت ہی شکر گزار رہو۔ اس مہینے کو شکر کا مہینہ بناؤ۔ اور پھر آپ اللہ کی رحمتوں کو اپنے اوپر برستے دیکھنا شروع کریں گے۔ اس کی رحمت کی بارش اور اس کی مغفرت کی کثرت کو برستے دیکھنا شروع کریں گے۔ اپنے اللہ کا انتہائی تابعدار بندہ بنو اور اپنے اطراف والوں کو بھی ایسا ہی ہونے کو کہیں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ کی رضا آپ میں سے ہر ایک کے شاملِ حال رہے۔

آمین!

Marfat.com

۲۰ راگست ۲۰۱۰ء

باب (۱۳۰)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جس کی رحمتیں آسمان سے اس طرح برستی ہیں جیسے کہ بارش ــــ اور بے شک یہ رحمتیں ان سب کے لئے ہیں جو صاحبِ ایمان ہیں۔ جس کی مغفرت سے عاصیوں کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ اور جس کی بخشش سے بے شمار لوگوں کو دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے۔

درود و سلام اُن پر جو اپنی اُمّت کے لئے نذیر اور بشیر ہیں۔ جو اپنے اللہ کے بے حد برگزیدہ عبد ہیں۔ اور جو اپنے اللہ کی تجلی اور رحمت سے مکمل طور سے ملفوف ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اُن سب کے لئے جنہوں نے سچّائی کو چکھ لیا۔ اور جو اب تک تاریکی میں

Marfat.com

کبھی واپس نہیں جائیں گے۔

آپ نے یقیناً سوچا ہوگا کہ اِن دنوں یہ خونی سیلاب کیوں برپا ہے۔ اتنے سارے لوگ کیوں ڈوب گئے ہیں۔ اور کیوں اتنے خاندان اور گھر اُجڑ گئے ہیں؟ یہ انسانی اعمال ہیں جو سیلاب میں بہہ رہے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ کیا واقعی اتنے بڑے پیمانے پر ہونے والی تباہی کا ذمے دار اللہ ہے؟

اگر اللہ نہیں تو پھر قدرتی توازن کو بگاڑنے کا ذمہ دار کون ہے؟ وہ کون تھے جو اپنے سروں پر منڈلانے والے اتنے بڑے خطرے سے آنکھیں چُرا رہے تھے؟ وہ کون تھے جو دوسروں کا مال لوٹنے میں مصروف تھے، دوسروں کو بے عزت و بدنام کر رہے تھے، اور وہ کون تھے جو بڑی بے دردی سے اپنے ہی بھائیوں کا خون بہا رہے تھے؟

سالہا سال سے آپ سب زمین، پانی اور دولت کے لئے آپس میں لڑتے آرہے ہیں۔ دنیاوی خواہشات نے آپ کو کمزور کر دیا ہے۔ آپ کا ایمان کمزور ہے۔ آپ کی عبادات کمزور ہیں، اور آپ کی ہمت کمزور ہے۔

Marfat.com

ابھی چند ہی دن پہلے آپ نے اپنی آزادی کا چونسٹھواں جشن منایا تھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ گزشتہ چونسٹھ سال سے آپ کسی اور کے غلام نہیں تھے۔ آپ کو مکمل آزادی تھی کہ آپ جو کچھ چاہتے کر سکتے تھے۔ اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے لئے ۶۴ سال ایک لمبی مدت ہوتی ہے۔ اپنی غلطیوں سے سبق سیکھنے اور اپنی اصلاح کے لئے یہ ایک طویل عرصہ ہے۔

لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ ۶۴ سال آپ نے صرف اپنے ذاتی مفادات کے حصول میں ضائع کر دیئے۔ فقط لوٹ مار اور دھوکہ دھی میں۔ آپ تو "پاک" لوگوں کی ایک قوم تھے، پاک دل لوگوں کی۔ تو پھر آپ یہ سب کچھ بھول کیوں گئے۔ یا پھر کیا آپ کی "پاکی" کے معنے اب بد دیانتی، بدعنوانی اور حرص ہے؟

پاکیوں کا یہ وطن اللہ کے نام کے لئے حاصل کیا گیا تھا، کیوں کہ کئی خداؤں کے ماننے والوں کے ساتھ رہتے ہوئے آپ کے باپ دادا سخت حیرت میں مبتلا تھے۔ نُور آخر تاریکی کے ساتھ کیسے رہ سکتا تھا؟ حق آخر کیسے باطل کے ساتھ رہ سکتا تھا۔ اس وقت کے مُسلمان

Marfat.com

ظلم وستم اور نفرت کا شکار تھے۔ مسلمانوں کی غیرت بھلا اس طرح کا سلوک کس طرح برداشت کر سکتی تھی۔

یہ وہ وقت تھا کہ جب بہت سے لوگ تو یہ جانتے بھی نہ تھے کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ یہ تھی ان کی بے بسی کی سطح۔ لیکن انہی میں بہت سے اللہ کے ایسے حسین عاشق بھی تھے جو یہ جانتے تھے کہ اگر مسلمان اسی طرح ہندوؤں کے ساتھ رہتے رہے، تو بہت جلد ان کا مذہب متاثر ہوگا۔ ان کے بچے تاریکی کو جذب کرنا شروع کر دیں گے۔ اور برائی کو کوئی برائی نہیں سمجھیں گے۔

اس لئے انہوں نے اللہ سے دُعا کی، اپنے دل کی گہرائیوں سے دُعا کی۔ انہوں نے دن رات دُعا مانگی۔ اس وقت تک مانگی جب تک کہ اللہ نے اُن کی سُنی۔ اس نے مسلمانوں کو ایک لیڈر عطا فرمایا جس کا دل اللہ کے عاشقوں کے دلوں کی طرح پاک تھا۔

یہ ایک ایماندار شخص تھے۔ اعلیٰ اخلاق و کردار والے، جنہیں اپنے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیحد پیار تھا۔ اُن کے پیارے نبی نے ہر قدم پر اُن کی رہنمائی

Marfat.com

فرمائی۔ اس طرح انہیں پوری قوم کے لئے قوت کا باعث بنا دیا۔ آپ کے اس لیڈر نے بڑی قربانیاں دیں۔ انہوں نے اپنا گھر، اپنا گھرانہ اور اپنا آرام سب اس قوم کے لئے قربان کر دیا۔

مجھے یہ بتائیے کہ کیا یہ کسی کے لئے آسان ہے کہ وہ اپنے پیاروں کو چھوڑے، اپنی پیاری بیوی کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا دیکھے۔ اپنی واحد اولاد کو خود سے علیحدہ کرتے دیکھے، انہوں نے یہ سارا دُکھ اپنے دل پہ جھیلا اور اپنا ہر لمحہ ہر لحظہ فقط پاکستان کی تعمیر کی نذر کر دیا۔ یعنی پاک لوگوں کی سرزمین جو اللہ کے نام پر حاصل کی گئی تھی۔

ہو سکتا ہے کہ آپ میں سے کئی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ یا اس کے بارے میں سُنا ہو۔ وہ خون کا ایک سیلاب تھا جو انڈیا سے پاکستان کی جانب آیا تھا۔ یہ لہو ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کا پہلا نذرانہ تھا جو لاکھوں مسلمانوں نے پیش کیا۔

یہ لوگ جانتے تھے کہ پتا نہیں وہ اپنے نئے وطن تک پہنچیں گے یا نہیں۔ لیکن اس کے باوجود انہوں

Marfat.com

نے ہر طرح کے خطرات مول لئے۔ اپنی زندگی بھر کے اثاثے چھوڑے اور اپنے نئے وطن کی طرف ہجرت کرنے کی کوشش کی۔

کون یہ کہہ سکتا ہے کہ "مجھے اپنے گھر سے محبّت نہیں ہے"؟ حتیٰ کہ ایک چھوٹا سا پرندہ بھی اپنے آشیانہ کی ہر قیمت پر حفاظت کرتا ہے۔ تو اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُن مسلمانوں نے اپنا اتنا لہُو کیوں بہایا۔ اپنے بے شمار پیاروں کی قربانی کیوں پیش کی اپنا سب کچھ کیوں قربان کیا؟

انہوں نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تاکہ وہ اپنے بچّوں کو ایک ایسی جگہ دے سکیں جو اُن کا اپنا ہو۔ جس میں ہر ایک اللہ کا نام لیتا ہو۔ جہاں اذان کی سُریلی آواز سب تک پہنچتی ہو۔ جہاں کوئی آپ کو صرف اس وجہ سے نفرت و حقارت سے نہ دیکھے کہ آپ کہتے ہیں "لا الٰہ الّا اللہ" یا اس لئے کہ آپ کسی باطل دین کو قبول نہیں کرتے۔

یہ ہے مقصد پاکستان کے وجود میں آنے کا، یعنی خالص اسلام کی خاطر، اللہ کی محبّت کی خاطر۔ اُس کے

Marfat.com

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ملک سے محبت ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ ملک اُن کا ہے جو اُن سے سچی محبت کرتے ہیں۔ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں، اپنا جان مال نثار کر سکتے ہیں، اور ایسا کرتے وقت وہ اپنی آنکھیں کبھی نہیں جھپکاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں سچے دل پائے جا سکتے ہیں۔ وہ دل جو ہر وقت جامِ عشقِ رسول میں ڈوبے رہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حقیقت کو اس وقت بھی اچھی طرح جانتے تھے اور اُسے اب بھی بخوبی جانتے ہیں۔

جیسے کہ ہمیشہ ہوتا ہے، جب کبھی بھی کوئی کہے، کہ "اُے اللہ، میں تم سے محبت کرتا ہوں" تو پھر اس شخص کو ابلیس مردود کے حملوں کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شیطان دائیں بائیں، اوپر نیچے، ہر طرف سے اس پر یلغار کرے گا تاکہ وہ اپنے کہے ہوئے الفاظ پر قائم نہ رہ سکے۔

کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ آپ کے ملک کے

Marfat.com

ساتھ بھی یہی ہوا، آپ کے پیارے پاک وطن کے ساتھ۔ وقت بڑی تیزی سے بدلا اور اسی طرح قدریں بھی۔ پہلے لوگ معصوم تھے اور وہ اپنی سادہ زندگی سے خوش تھے۔ اُن کی دوستی کا معیار خلوص تھا۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ پُرخلوص تھے، اپنے گھرانوں سے مخلص اور اپنے ملک کے لئے سچے تھے۔

وہ سخت محنت کے قائل تھے اور نتیجہ اللہ پہ چھوڑتے تھے۔ جب اُن کے تھکے ہوئے جسم بستروں پر دراز ہوتے، تو اللہ انہیں انعام کے طور پر سکون و اطمینان والی نیند عطا کرتا تھا۔ اگرچہ اس زمانے میں بھی ملک میں ہنگامے ہوتے تھے۔ کبھی خراب سیاست اور کبھی بُرے حکمراں ہوتے۔ لیکن عام طور پر ایک اوسط آدمی کے گھر میں محبت اور ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔

پھر دھیرے دھیرے اور نہایت آہستگی سے پاک سرزمین کے لوگوں میں تبدیلی آنی شروع ہوئی۔ اُن کی زندگیاں بدل گئیں۔ کیوں کہ انہوں نے دیکھا کہ جو ابلیس کے راستے پر ہیں وہ تو سیر ہو کر سوتے ہیں۔ اور محل نما گھروں میں رہتے ہیں۔ دیانت داری کا معیار کم

Marfat.com

سے کم ہونا شروع ہوا۔

پہلے وہ پیسہ جو سخت محنت سے کمایا جاتا تھا اُسے آمدنی کہا جاتا تھا۔ پھر چھوٹے تحفے اس آمدنی میں شامل کئے جانے لگے، جو کسی کنٹریکٹ کے دستخط ہونے پر، یا کسی ٹینڈر میں رعایت کرنے پر پیش کئے جاتے تھے۔ آسانی سے آنے والے اس پیسے نے اُن کی زندگیوں کو آسان تر بنا دیا۔

وہ ایسے آسانی سے آنے والے پیسے کے لئے زیادہ مواقع تلاش کرنے لگے۔ جب آپ اپنی ایمانداری اور دیانت داری کے معیار کو نیچے گراتے ہیں، تو پھر یہ اللہ کی مرضی ہے کہ وہ اسے کس حد تک گرا دے۔

جلد ہی یہ چھوٹے چھوٹے تحفے رشوت کی بڑی رقوم اور کالے دھن میں تبدیل ہوگئے۔ مجھے بتلائیے کہ کیا ہوتا ہے جب ایک شیر پہلی بار انسانی خون کو چکھ لیتا ہے؛ پھر وہ اپنی بقیہ زندگی میں رات دن اسی ذائقہ کی تلاش میں رہتا ہے۔

بالکل یہی ہوتا ہے جب کوئی شخص پہلی بار حرام پیسے کا مزہ چکھ لیتا ہے۔ پہلے پہل ہو سکتا ہے کہ اُسے

Marfat.com

پسینہ آئے، اللہ سے معافی مانگے، یا خود سے وعدہ بھی کرلے کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔ لیکن حرام پیسہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی درندہ خون چکھ لے۔ اس کی خوشبو دن رات اس کا پیچھا کرتی رہتی ہے۔

آج یہ ایک چھوٹے سے کنٹریکٹ کے دستخط کے لئے ایک چھوٹی سی رقم ہے۔ کل یہ لاکھوں روپے کے کنٹریکٹ کے لئے لاکھوں روپے کی رشوت ہو گی۔ پہلے ان خفیہ کاموں میں ایک یا دو افراد ملوث تھے۔ پھر ایک دو سے بڑھ کر ان کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچی۔ پھر سینکڑوں سے ہزاروں تک، اور اب کون ان کی تعداد گن سکتا ہے؟

بڑے دُکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ کس طرح حرص نے ان آنکھوں کی چمک کو ماند کر دیا، ان آنکھوں کی جو اپنی محنت کی چمک پر فخر کیا کرتی تھیں، اب حرص و طمع سے چمکتی ہیں۔ وہ ہاتھ جو زیادہ محنت کے باعث سخت اور کھُردرے ہوا کرتے تھے، اب آرام دہ زندگی کے باعث نرم اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔

وہ دل جو کبھی نرم اور محبّت کرنے والے ہوا کرتے

Marfat.com

تھے، اب ان کے جسموں میں داخل ہونے والے حرام کے باعث سخت اور بے حس ہو چکے ہیں۔ بس چند ہی سالوں میں ہر چیز میں زبردست تبدیلی آگئی۔ تعلقات اور رشتے تبدیل ہوگئے۔ اب واحد رشتہ پیسے کا رہ گیا ہے۔

دوستیاں بھی تبدیل ہوگئی ہیں۔ اب واحد دوست پیسہ ہے۔ قدریں بدل گئیں۔ اب جو واحد قدر رہ گئی ہے' وہ قدر ہے جو بینک اکاؤنٹ میں رکھی جا سکتی ہے' باقی سب مرگئیں، دوسری قدریں بس ختم ہوگئیں۔

اے اُمتِ محمدی! کیا اسی لئے پاکستان بنایا گیا تھا۔ کیا اسی کے لئے لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں اور خون کی ندیاں بہائی گئیں؟ کیا اسی لئے، تاکہ پاک سرزمین مِل جانے کے بعد آپ دوسروں کو دُکھ پہنچا سکیں۔ قتل کر سکیں اور دھوکہ دے سکیں؟

وہ ملک جو اللہ کے نام کے لئے قائم کیا گیا تھا، اب اس نے بدعنوانی، بے ایمانی اور دھوکہ دہی کے میدان میں دوسرے تمام ملکوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے، کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہترین زمین اور بہترین دماغ عطا نہیں کئے تھے؟ تو پھر آپ کے دلوں کو کیا ہوگیا؟ آپ

Marfat.com

کی آنکھوں کو کیا ہو گیا؟ آپ نے اپنے ایمان کیوں گنوا دیئے؟ کیا اللہ کا پیغام آپ پر واضح نہیں تھا؟

کیا اللہ کے اسی دین کے لئے ہی آپ کے آباؤاجداد نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش نہیں کیا تھا؟ کیا آپ کی نظر میں آپ کے ملک کی کوئی اہمیت ہے؟ جب آپ نے دیکھا کہ دوسرے ملکوں میں ڈالر کمانا کتنا آسان ہے، تو آپ نے اپنا وطن چھوڑ دیا اور مغربی اقوام کی ڈالر بنانے والی مشین کا حصہ بن گئے۔

آپ نے ان کی نقل کرنا شروع کی۔ آپ نے ان کی پیروی شروع کی اور اس عمل میں خود کو بھول گئے۔ حالاں کہ اُن دوسری اقوام کو بھی اپنے ملکوں پر ناز ہے۔ وہ ان سے مخلص ہیں۔ وہ تمام خطرات کے خلاف لڑتے ہیں۔ یہ ممالک محض قومیں ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ان کے مذہب کے نام سے قائم نہیں ہوئے ہیں۔

مگر آپ کو ایک سرزمین اسلام کے نام سے عطا کی گئی تھی اس کے باوجود بھی یہ آپ کو متحد نہ رکھ سکا آپ نے خود کو مختلف ٹکڑوں اور قومیت میں تقسیم کر دیا اور پھر آپس میں لڑ پڑے، اور آپ پاگلوں کی طرح لڑے اور

Marfat.com

آپ کے اس بے شرم رویے سے دوسروں نے فائدہ اٹھایا، انہوں نے آپ کو کمزور کر دیا، انہوں نے آپ کو تقسیم کر دیا، اور اب وہ چاہتے ہیں کہ آپ دوبارہ غلام بن جائیں، اسی طرح کے غلام جو آپ ۶۴ سال سے پہلے تھے۔

بڑے افسوس کی بات ہے! جی ہاں یہاں سیلاب ہے، تباہی ہے۔ جیسا کہ چند سال پہلے ہوئی تھی، لیکن کیا اس سے کوئی تبدیلی آئی؟ کیا آپ کو احساس ہوا کہ یہ اللہ کی نشانی ہے، اور کیا اس سے آپ نے اپنے طور طریقے بدلے؟

جی نہیں! ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ چاہے پوری قوم اس سیلاب میں بہہ بھی جائے تو اس کے باوجود بھی وہ آنکھیں جن میں حرص کی چمک ہے وہ اس میں بھی ایسا طریقہ اختیار کریں گی کہ جن سے وہ اس تباہی میں بھی اپنی جیبیں بھر سکیں، اپنے پیٹ بھر سکیں۔ اور اپنے لئے محدود بینک اکاؤنٹس کے مُنہ بھر سکیں۔

اے اُمّتِ محمدیؐ! یہ بدنصیب لوگ کیوں نہیں

Marfat.com

سمجھتے ہیں کہ اُن کو کوئی دیکھ رہا ہے۔ یہ ایسا سوچتے ہیں کہ انہوں نے کبھی مرنا نہیں ہے۔ اور یہ کیوں سوچتے ہیں کہ کوئی قبر یا کوئی حشر نہیں ہے؟ بے شک انہیں اپنے رب کا وعدہ اس وقت دکھائی دے گا جب اُن کی آنکھیں بند ہو جائیں گی۔ اور پھر ان کے عزیز انہیں تنگ و تاریک قبروں میں ڈال جائیں گے، جو دنیا میں اس کے علاوہ ان کی کوئی جگہ نہ ہوگی۔

اس کے بجائے انہیں دراصل دوزخ کے دہکتے ہوئے شعلوں میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر وہیں نظر آئے گی اُن کی پیاری دولت، جو قبر میں ان کے لئے سانپ بن جائے گی۔ اور کس طرح انہیں یاد دلائے جائیں گے وہ لمحات جو انہوں نے ان سانپوں کو جمع کرنے میں گزارے ہوں گے۔

یہ دیکھ کر افسوس اور دُکھ ہوتا ہے کہ کس طرح اُن کی کوششیں اور زندگیاں ضائع ہوئیں۔

اے اُمّتِ محمدی! پاکستان ۲۷ رمضان المبارک کو وجود میں آیا۔ کیا یہی سب سے بڑی نشانی نہیں ہے کہ یہ ملک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے عاشقوں کے لئے بنایا گیا تھا:

اب بھی تھوڑا وقت باقی ہے توبہ کرنے کے لئے۔ یہ توبہ صرف ان لوگوں کے لئے ہوگی جو اپنے رب کے ساتھ سچے ہیں۔ انہوں نے اس کو کئی سالوں سے دیکھا ہے۔ اور اسے اب بھی دیکھ رہے ہیں کہ یہ ان کے اعمال ہیں جو اس سیلاب میں بہہ رہے ہیں۔

اپنے آپ کو بدل ڈالئے اور توبہ کیجئے! سچے دل سے توبہ کیجئے۔ اللہ سے معافی مانگئے اور ایک نئے زندگی کے آغاز کا وعدہ کیجئے، ایک پاک زندگی کا۔ جو ایک پاک سرزمین کے لائق ہو۔

کہا جا رہا ہے کہ اس سیلاب کو اور اس تباہی کو کوئی روک نہیں سکتا، لیکن اس کے روکنے کا ایک حیرت انگیز طریقہ ہے "صرف سچی آنکھوں سے بہتے ہوئے اشکوں کے چند قطرے اور دُکھی دل سے نکلا ہوا معافی کا ایک لفظ اور پھر اپنے وطن کی تعمیر نو کے لئے ایک سچا عزم اور اُسے مکمل پاک اور کامل صاف کرنے کا عزم"۔

پھر آپ دیکھیں کہ کس طرح اللہ اس ملک کو

Marfat.com

اپنے کرم سے نوازتا ہے، اس ملک کو جو اس کے نام کے لئے وجود میں لایا گیا تھا اور جس سے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت پیار کرتے ہیں۔

ہر ایک کو ۵۰۰ مرتبہ آیت کریمہ کا ورد کرنا چاہیے اور "صلوٰۃ التوبہ" پڑھنی چاہیئے۔ بے شک اللہ نہایت مہربان اور بخشنے والا ہے۔

میری دعا ہے کہ: "اے اللہ ہمیں اپنی ہدایت سے سرفراز فرما۔ تیری قدسی نصرت ہمارے ساتھ ہو۔ ہماری خطاؤں کو نہ دیکھ بلکہ ہمیں اپنے بے پناہ کرم سے نواز دے۔ ہمیں اپنا محبوب سونپ دے۔ ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا کر، ہماری قابلِ مذمت عادتوں کو اچھے اخلاق اور تعریف کے قابل خوبیوں سے بدل دے۔ ہمیں اپنا تابعدار بندہ بنا، لیکن اطاعت پر ہمیں غرور نہ کرنے دے۔ ہماری آخرت بخیر کر، ہمیں ایمان کی سلامتی کے ساتھ موت سے ہمکنار فرما۔ ہمارے ملک پاکستان کی آزادی و سلامتی کو اپنی پناہ میں رکھنا۔ ہم اس قابل نہیں۔ معافی کے طلبگار ہیں۔

آمین

Marfat.com

۲۷ر اگست ۲۰۱۰ء

باب (۱۳۱)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو الرحمٰن الرحیم ہے۔ جو جسموں میں جان ڈالتا ہے اور جب چاہے اُن سے جانوں کو نکال بھی لیتا ہے۔ یہی پوری کائنات کا مُختارِ کُل ہے۔

درود و سلام اُن پر جو نرم ترین دل کے مالک ہیں۔ اور پھر بھی اپنے ارادے اور ایمان میں مضبوط ترین ہیں۔ اور بے شک جو اپنے ربِ دو جہاں کا جمال ہیں۔

سلام، رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اُن سب صائم (روزہ دار) پر جو اِس ماہِ مبارک کی برکتوں کو جانتے ہیں اور جنہوں نے صبر و شکر کے سبق اچھی طرح سیکھ لئے ہیں۔

اس زمین نے اپنی حیات کے دوران بہت کچھ دیکھا ہے۔ اس نے اپنے سینے پر اچھی اور بُری چیزیں ہوتی

Marfat.com

دیکھی ہیں ۔ اس نے کبھی خوشیاں اور کبھی غم دیکھے ہیں ۔ کبھی انصاف اور کبھی ناانصافی دیکھی ہے ۔کبھی عاجزی اور کبھی غرور دیکھا ہے ۔ بے شمار کہانیاں ہیں ۔کچھ کہی اور کچھ ان کہی ۔جو اس زمین کے سینے میں پوشیدہ ہیں ۔

زمانے گزر گئے اور اب زمین بہت بوڑھی ہو چکی ہے ۔اس کے تمام بال سفید ہو گئے ہیں ۔ اور چہرہ جھریوں سے بھر گیا ہے ۔اس کی سانسیں دھیمی پڑ گئی ہیں ۔ اور آپ کے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ اب یہ کب مر جائے گی ۔

زندگی کا حال یہی ہے ۔ جو چیز پیدا کی گئی ہے ، وہ جلد اپنے انجام کو پہنچے گی ۔کچھ کی عمریں طویل اور کچھ کی مختصر ۔مگر جہاں بھی زندگی خاتمے کے قریب پہنچتی ہے ، وہاں تبدیلیاں آتی ہیں ۔ چاہے کسی کو بے وقت موت آئے تو تب بھی اسے پہلے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کچھ تبدیلی آنے والی ہے ۔

کیا آپ نے اپنے اطراف چیزوں کو تبدیل ہوتے نہیں دیکھا ہے ؟ شروع میں یہ تبدیلی دھیمی اور غیر محتاط تھی ۔کچھ نے اسے دیکھا اور کچھ نے نہیں

Marfat.com

دیکھا۔ لیکن اب ہر چیز بالکل ظاہر اور واضح ہو چکی ہے۔ اتنی واضح کہ نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

زمان (وقت) کے خاتمے کی تمام علامات تقریباً ظاہر ہیں۔ جب کوئی مرنے کے قریب ہو تو کیا ہوتا ہے۔ فرض کیجئے کہ آپ ٹرین پر کہیں جا رہے ہیں اور اچانک اعلان ہوتا ہے کہ چند لمحوں میں آپ اپنی منزل پر پہنچنے والے ہیں۔ بلاشبہ آپ فوراً اپنا سامان پیک کرنا شروع کرتے ہیں اور منزل کے قریب آنے کی تیاری شروع کرتے ہیں۔

جب کسی شخص کو دوسرے شہر کے تبادلے کا خط ملتا ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ آئندہ کے انتظامات کے لئے تیاری شروع کرتا ہے۔ لیکن جب اللہ دنیا والوں کو بتاتا ہے کہ آپ کی یہ دنیا ختم ہونے والی ہے، بس صورِ اسرافیل کے پھونکے جانے میں کم وقت رہ گیا ہے۔ تو اس پر ہر ایک کا ردِ عمل کیا ہے۔ اس پیغام پر ان کے کان بہرے ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں ان واضح نشانیوں کو دیکھنے کے قابل نہیں رہتیں، جو اب اتنی نمایاں ہیں، جی ہاں! فضاؤں میں تبدیلی کے

Marfat.com

آثار نمایاں ہیں۔

یہ تبدیلی نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری کے ساتھ ہی شروع ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قربِ قیامت کی سب سے پہلی نشانی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نشانیوں کے بارے میں اپنی اُمّت کو بار بار آگاہ کیا، باقی تمام انبیاء سے بہت زیادہ۔

زمان کے خاتمے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کا مطالعہ کریں، تو آپ دیکھیں گے کہ تقریباً وہ تمام نشانیاں موجود ہیں۔

یوم حشر کے بارے میں کسی کو علم نہیں۔ سُورۃ الاعراف (۷:۱۸۷) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ وہ آپ سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کو ٹھہری ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے۔ اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔ بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں، تم پر نہ آئے گی مگر اچانک"۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

پوچھا: ”وہ گھڑی کب آئے گی اے اللہ کے رسول“۔؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”تم نے اس کی کیا تیاری کی ہے؟“ ”نماز روزہ اور زکوٰۃ کے حوالے سے تو کچھ زیادہ نہیں۔ لیکن میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”تم ان ہی کے ساتھ ہو گے جن سے تمہیں محبت ہے۔“ ایسے ہوتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے لوگ۔ ہر وقت اس بات سے خوف زدہ کہ انجام قریب ہے۔ اور بلاشبہ اسی خوف کے باعث وہ پرہیزگاری کی زندگی گزارتے تھے۔

وہ اپنی زندگی کے ہر ایک عمل سے اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لئے مشتاق تھے۔ وہ اپنے اللہ سے راضی تھے، اور اللہ اُن سے راضی تھا۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا قربِ قیامت کی نشانیاں زیادہ واضح ہوتی گئیں لیکن بدقسمتی سے دنیا اس کی پرواہ کم سے کم کرنے لگی۔ لوگ اپنے طور طریقوں میں بے پرواہ ہو گئے۔ اس دنیا کی محبت نے ان کو اندھا کر دیا اور شیطان نے ان کے دلوں میں

Marfat.com

یہ خیال ڈال دیا کہ قیامت (انجام) ابھی دُور ہے۔

صُورِ اسرافیل کے پھُونکے جانے کو تو ابھی سینکڑوں سال باقی ہیں، ابھی سے پریشانی کس لئے؟ آج دن تک لوگ اس خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ وہ وقت کے خاتمے سے کئی سال دُور ہیں۔ اور یہ کہ اس وقت کا سامنا شاید آئندہ نسلیں کریں گی۔

اگر آپ سر پر منڈلاتے ہوئے خطرے سے آنکھیں بند کرتے ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خطرہ ٹل جائے گا۔ فرض کیجئے کہ آپ ایک راستہ پر چل رہے ہیں۔ اور اچانک کوئی آپ کو خبردار کرتا ہے کہ اس راہ کے آخر میں ایک ریت کا بھنور ہے۔ قدرتی بات ہے کہ اس کے بعد آپ ہر قدم احتیاط سے اٹھائیں گے۔ اور اس خطرے کے آثار پہ نگاہ رکھیں گے، تاکہ آپ اس میں نہ پھنسیں۔

زمان (وقت) کے خاتمے کے قریب آنے کا وقت دراصل ایسا ہی ہوگا جیسے آپ کسی دلدل پر چل رہے ہوں۔ اگر آپ محتاط ہیں اور اس کی علاماتوں سے واقف ہیں تو پھر اس کے امکانات ہیں کہ آپ کو اس

Marfat.com

پھندے سے بچایا جائے۔ لیکن اگر آپ بھی دنیا کی اکثریت کی طرح ہیں تو پھر اس کا امکان ہے کہ شیطان اپنے غلط خیالات سے آپ کی آنکھوں پر پردہ ڈال دے، اور آپ کو اپنے جال میں اس طرح پھنسائے جیسے مکڑی مکھی کو اپنے جال میں پھانستی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حشر سے پہلے کی چھ بڑی نشانیاں بتائی ہیں۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "حشر سے پہلے چھ نشانیاں گن لیں۔ پہلی میرا وصال، پھر بیت المقدس کا کھلنا، پھر بڑی تعداد میں اموات، جیسے بھیڑوں کا طاعون۔ پھر پیسے کی اتنی فراوانی ہوگی کہ اگر کوئی کسی ضرورت مند کو سو (۱۰۰) دینار دے گا تو وہ اس رقم کو حقارت کی نظر سے دیکھے گا۔ پھر ایک بوکھلاہٹ طاری ہوگی جو ہر ایک عرب کے گھر میں داخل ہوگی۔

پھر آپ کے اور غیر مسلموں کے درمیان ایک جنگ بندی ہوگی۔ کیوں کہ وہ آپ کے مقابلے میں بہت ہی طاقتور ہوں گے۔ وہ آپ کی طرف آئیں گے اسّی (۸۰)

Marfat.com

مختلف فوجی گروہوں کے ساتھ، یا ۸۰ مختلف مجبور کرنے والے بہانوں کے ساتھ۔ ہر گروہ کے ساتھ ۱۲۰۰۰ ہزار فوجی یا وضاحتیں ہوں گی۔"

اگر اس حدیث میں پیش کی گئی مختلف پیش گوئیوں کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ان میں زیادہ تر آج کے دور کے مطابق سچ ہیں۔

یوم آخر کے بارے میں پہلی نشانیوں میں سے ایک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا سے پردہ فرمانے سے پوری ہوئی۔ پھر اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد بیت المقدس کے کھلنے والی پیش گوئی پوری ہوئی۔ جو صحابی خلیفہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتنی اموات ہوں گی۔ جیسے طاعون سے متاثر جانوروں کی ہوتی ہے۔ اس کا مشاہدہ یورپ میں جانوروں کی فٹ اینڈ ماؤتھ وبا پھوٹنے کی شکل میں ہوا۔ جس میں اکتوبر ۲۰۰۱ء میں 3.9 ملین سے زائد جانور ذبح کیے گئے۔

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ آخری دنوں میں

Marfat.com

بے شمار لوگ اسی طرح ہلاک ہو جائیں گے۔ یعنی سانس لینے کی نالیوں میں زہریلے مادّے کے پھیلنے کی وجہ سے۔ انفلوئنزا کی وبا اسی طرح پھیلتی ہے۔ سارس کا طاعون اس وبا کے پھوٹ پڑنے کی وجہ ایک مثال ہے جس نے ہزاروں افراد کو ہلاک کیا۔

حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ آخری دنوں میں پیسے کی بڑی فراوانی ہوگی۔ آج کل پیسے کی زبردست بھرمار سے معیشت کو عالمگیریت حاصل ہے۔ اور تجارت ناقابلِ یقین حالت تک بڑھ گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "دُنیا میں ہر طرف تجارت اور افراطِ زر اتنی زیادہ ہوگی کہ ایک بھکاری کی نظر میں سو دینار کی کوئی اہمیت نہ ہوگی۔" کیوں کہ یہ اتنی بڑی رقم نہ ہوگی جس سے کچھ خریدا جاسکے۔ سرمایہ دارانہ سماج اور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم نے دُنیا کی معیشتوں کو غیر متوازن کر کے رکھ دیا ہے۔ اب پیسہ بہت مگر کھانے کو کم ہے۔ ضروریاتِ زندگی اتنی مہنگی ہو گئی ہیں کہ پیسے کی قوتِ خرید ختم ہو گئی ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مزید ارشاد فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ "تہذیبوں کے درمیان ایک کشمکش ہوگی۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں اور ایک غیر مسلم اتحاد کے درمیان جنگ بندی کا عارضی صلح نامہ ہوگا۔ اس وقت غیر مسلم اس قدر طاقتور ہوں گے کہ مسلمانوں کو صلح کرنی پڑے گی۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ "لوگ بہت جلد ایک دوسرے کو آپ پر حملہ کرنے کی دعوت اس طرح دیں گے جس طرح لوگ اپنے گھر کھانے پر دوسرے کو دعوت دیتے ہیں۔" کسی نے پوچھا کہ کیا یہ اس لئے ہوگا کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نہیں آپ اس وقت بہت زیادہ ہوں گے۔ لیکن آپ اس جھاگ کی طرح ہوں گے جسے ایک تیز لہر بہا کر لے جاتی ہے۔"

"آخری دنوں کی ایک اور بھی نشانی ہے" وہ آدمی جو اپنے دین پر دیانتداری سے قائم رہتا ہے، اسے غدار کہا جائے گا اور لوگ اس کو ایسی نظر سے دیکھیں گے، جیسے اس نے اسلام سے دغا کی ہو۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، "آخری گھڑی کی آمد سے پہلے کئی سال تک فریب ہوگا۔ جس میں دیانت دار کو غدار قرار دیا جائے گا۔ اور غداروں پر اعتبار کیا جائے گا اور بے حیثیت بات کی اہمیت ہوگی۔"

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "ایک بدّو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یوم حساب کب واقع ہوگا؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب اعتبار اُٹھ جائے تو یوم حساب کا انتظار کرو۔ بدّو نے کہا اعتبار کب ختم ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جب اقتدار نا اہل لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگا۔ تب یوم حساب کا انتظار کرو۔"

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا: "جو اس زمانے میں آگ کی طرح پھیل رہا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وقت کے خاتمہ کے وقت لوگوں کا ایک گروہ پیدا ہوگا، جو نوجوان ہوں گے۔ جن کے احمقانہ خواب ہوں گے۔ وہ بہترین تخلیق کے انداز میں بات کریں گے (یعنی

Marfat.com

قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے۔)
ایمان ان کے حلقوں سے بھی نیچے نہیں اُترے گا۔ اور وہ
دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے شکار
کے پار نکلتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن نوجوانوں کا ذکر
کیا ہے، یہ وہ ہیں جن کا ناپختہ عمر میں، میڈیا خطابوں
اور مذہبی نظریات کے ذریعے برین واش کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ان کے
دیوانے خواب ہوں گے"، جس کا مطلب ہے کہ ان کے
ذہن مضطرب ہوں گے، اور ان میں سمجھ کی کمی ہوگی۔ آخری
دور میں ایک ایسا وقت آئے گا جب دُنیا گمراہی میں
ڈوبی ہوگی۔ تو یہ نادان اور بے خبر نوجوان آئیں گے اور
اسلام کے بارے میں بات کریں گے۔ یہ نوجوان قرآن کی
تلاوت کریں گے، اور ثبوت میں حدیث کا حوالہ دیں
گے۔

لیکن یہ سب کچھ ایک غلط طریقے سے کریں گے،
وہ چیزوں کو اپنی ضرورت کے مطابق گڈمڈ کریں گے۔
وہ قرآن کی ان آیتوں کو پیش کریں گے جو کافروں کے لئے

Marfat.com

نازل ہوئی تھیں۔ اور انہیں سیاق و سباق سے الگ کر کے مومنوں پر چسپاں کریں گے۔

یہ ہے خوارج کا ازل سے اب تک کا طریقہ کار۔"

آج کا خارجی وہابی فرقے کا پیروکار ہے۔ جو درحقیقت اپنے عقیدے کے جھوٹ کو ایک بہت بڑی پروپیگنڈے مہم کے ذریعے مسجدوں میں انٹرنیٹ' وڈیوز اخبارات اور کتابوں کے ساتھ آگے بڑھا رہے ہیں۔

وقت کے خاتمے کے حوالے سے ایک اور اہم حدیث یروشلم میں بیت المقدس کی تعمیر اور یثرب (مدینہ) کی تباہی کے بارے میں ہے۔

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "آخری دنوں کی نشانیوں میں بیت المقدس کی بحالی، یثرب کی تباہی قتل و غارت گری "قسطنطنیہ" کی فتح اور دجال کا ظہور۔" پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا: "بے شک یہ اسی طرح سچ ہے جس طرح تم یہاں بیٹھے ہو۔"

اگر آپ اس حدیث کی گہرائی میں جائیں تو...

Marfat.com

بیت المقدس کی بحالی کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بیت (گھر) کے ڈھانچے کو صدیوں تک محفوظ رکھیں گے، جو ابھی تک اپنی پرانی صورت میں محفوظ ہے۔ جہاں تک مدینے کی تباہی کا تعلق ہے تو مدینے کی پہلی تباہی اس وقت ہوئی جب محمد ابن عبدالوہاب نے اسلام کے علم کو تباہ کیا۔ دین کی سمجھ کے حوالے سے مسلمانوں کے ذہنوں کو زہر آلود کر کے دوسری تباہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی مقدس عمارات اور یادگاروں کو مسمار کرنا تھا۔

مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو سالہا سال سے محفوظ کر رکھا تھا۔ یہ سب کچھ وہابی فرقے نے تباہ کر دیا اس غلط دلیل پر کہ یہ اسلام نہیں ہے۔ اب تو ان مقدس آثار کے نشان تک نہیں ہیں۔

اسی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شدید خون ریز لڑائی اور "قسطنطنیہ" کی فتح کی بھی پیش گوئی کی تھی۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا۔

ماضی میں "قسطنطنیہ" پر مسلمان اور روم کے

Marfat.com

درمیان جنگ ہوئی تھی۔ اور یہ جنگ، عظیم صحابی ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی تھی۔ جس میں مسلمان اس شہر کو فتح کرنے میں ناکام رہے تھے۔ پھر کئی سال بعد عثمانی سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ اور یہ واقعہ ۱۴۵۳ء میں پیش آیا۔ جیسے حدیث میں پیش گوئی کی گئی تھی۔

تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ دوبار فتح ہوگا۔ بڑی جنگ اور زبردست جانی نقصانات کے بعد۔" جیسا کہ یہ ایک اور حدیث میں بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "کہ وہ گھڑی اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک دو بہت بڑے گروہ ایک بڑی جنگ میں ایک دوسرے کے مقابل نہ ہوں گے اور ان کا مسئلہ ایک ہے۔"

ان حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بہت بڑی خون ریز جنگ دو عظیم الشان گروہوں کے درمیان لڑی جائے گی۔ جن کا ایک ہی مقصد ہوگا، جس کا انجام ایک بہت بڑی خون ریزی اور جانی نقصان کی صورت میں

Marfat.com

سامنے آئے گا۔ اور جس کا اثر قسطنطنیہ پر پڑے گا۔ آخری دنوں کی بہت ہی اہم ترین نشانیوں میں سے یہ ایک نشانی ہے۔ جو ساری مقدس کتابوں میں آرمیگڈن کے نام سے مذکور ہے۔ یہ نشانی دجال کی آمد کے بہت ہی قریب کے زمانے کی ہے۔

پہلی حدیث میں بھی لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا کہ: "یہ ایسا ہی سچ ہے جیسے تم یہاں بیٹھے ہو۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ ہو کر رہے گا۔ اسے زیادہ حیران کن نہ سمجھنا۔"

اب دیکھ سکتے ہیں کہ وہ وقت کتنا قریب ہے۔ اور یہ کتنی تیزی سے حرکت میں ہے۔ سال اب مہینے بن گئے ہیں، مہینے اب ہفتے بن گئے ہیں اور ہفتے اب دن کے برابر ہیں۔ دن ایک گھنٹے کے برابر اور گھنٹہ ایک بھڑکتے ہوئے شعلے کی طرح ہے۔ وقت کے خاتمے کا ہار ٹوٹ چکا ہے، اور یہ اس وقت ٹوٹا تھا جب اس دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نظامیہ نوریہ وجود میں آیا۔

Marfat.com

کیا آپ نے مشاہدہ نہیں کیا کہ قدرتی آفات زیادہ رونما ہو رہی ہیں۔ اور کتنا خون خرابہ ہو رہا ہے۔ قاتل یہ نہیں جانتا کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے۔ اور مرنے والا یہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں قتل کیا جا رہا تھا۔ ہر طرف شدید افراتفری، پریشانی اور لاقانونیت ہے۔

ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے دنیا کو ایک بلند تر کھیل کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ وہ وقت تیزی سے آرہا ہے۔ جب دنیا دیکھ لے گی کہ کس طرح ساری پیش گوئیاں ایک ایک کر کے سچی ثابت ہوں گی۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک ٹوٹے ہوئے ہار سے دانے ایک ایک کر کے گرتے ہیں۔

جنگِ بدر سال ۲ ہجری کو رمضان کے مہینے میں ہوئی تھی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُمِ مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ نماز کی امامت کے لئے چھوڑا اور خود اپنے ۳۱۳ ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جو پیدل تھے۔

جب یہ لشکر بدر کے مقام پر پہنچا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجور کی

Marfat.com

شاخوں سے ایک سائبان تیار کیا۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے تیار کردہ اس سائبان میں داخل ہوئے اور خاک پر سجدے میں گر گئے۔ اور دُعا مانگی کہ :

"اے ربِ کریم! ہمیں اپنی وہ مسرت عطا کر جس کا تُو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے"۔

کفّار کے لشکر سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور اس کے بیٹے ولید نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کو لڑائی کے لئے للکارا۔ اس پر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ عوف بن حارث رضی اللہ عنہ اور انصار سے معاذ رضی اللہ عنہ ان کے مقابلے میں نکل پڑے۔ ان کو دیکھتے ہوئے عتبہ نے کہا کہ ہمیں آپ سے کوئی کام نہیں، ہماری برابری کرنے والوں کو بھیجیں۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ، عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ان کے مقابلے کے لئے بھیجا۔

انہوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو قتل کر دیا، جب کہ حضرت

Marfat.com

علی کرم اللہ وجہہ نے ولید کو مار ڈالا، صرف عتبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ پر ایسا وار کیا کہ ان کی ٹانگ الگ ہو گئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ان کی مدد کو پہنچے اور عتبہ کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ تمہاری قسمت اچھی ہے عبیدہ، کیوں کہ تم ابھی جنت میں داخل ہونے والے ہو۔ اس کے بعد باقاعدہ جنگ شروع ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے بنائے گئے سائبان میں داخل ہوئے اور اپنے سر کو زمین پر رکھ کے اپنے اللہ سے دُعا مانگی کہ:

اے میرے رب! ہم نے تمہارے وعدے پر بھروسہ کیا، ازراہِ کرم اپنی مدد بھیج دیجئے"۔

پھر حضرت جبریل علیہ السلام ہزار (۱۰۰۰) ملائکہ کے ساتھ آسمان سے اُترے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اعلان کیا "اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام اور فتح عطا

Marfat.com

کی ہے۔ پھر یہ آیتیں نازل ہوئیں:

ترجمہ: "جب آپ اپنے رب سے مدد مانگ رہے تھے تو مدد کی اس نے اور آپ کو جواب دیا کہ! آپکی مدد ہزار (۱۰۰۰) ملائک سے کروں گا۔ جو آپ کے پیچھے سواریوں پر ہوں گے"۔

(سورۂ الانفال)

ملائکہ صف بستہ کھڑے ہو گئے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک تلوار تھی۔ جن سے وہ کفار کے سروں اور گردنوں کو اڑا رہے تھے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "جس وقت آپ کا رب ملائکہ سے فرما رہا تھا، میں تمہارے ساتھ ہوں، مومنوں کی مدد کرو، میں کفار کے دلوں میں دہشت ڈال دوں گا، تو پھر ان کی گردنیں اڑا دو اور ان کی اُنگلیاں قلم کر دو"۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مُٹھی بھر خاک اُٹھائی اور اسے کفّار کے چہروں کی طرف پھینکا۔ اللہ نے اسی وقت تیز ہوا کا ایک جھونکا پیدا

Marfat.com

کیا۔ جس نے اس خاک کو کفار کی آنکھوں میں دے مارا۔ جس سے وہ اسی وقت اندھے ہو گئے اور دیکھ نہیں سکتے تھے۔ ملائکہ کی تلوار پڑتے ہی وہ گر کر ڈھیر ہو جاتے۔

جب مسلمانوں نے ان کو نظر نہ آنے والی مار سے گرتے دیکھا تو انہیں احساس ہوا کہ ان کی اپنی جنگی کوشش کے ساتھ ایک اور بھی طاقت برسرِ پیکار ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے ": آپ نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں مارا۔ جس وقت آپ نے خاک پھینکی، وہ آپ نہیں تھے۔ جب کہ اللہ پھینک رہا تھا۔ اور وہ مومنوں کو ایک مناسب فائدہ عطا کرے گا۔ بے شک اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

جنگِ بدر اس کی واضح مثال ہے۔ کہ جب اللہ کی قوت کام شروع کرتی ہے تو کیا ہوتا ہے۔ پھر تعداد بے معنی ہو جاتی ہے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے پیدل لشکر کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ جب کہ قریش کے لشکر میں ۱۰۰۰ آدمی تھے۔ مسلمانوں کے سوار دستے میں دو گھوڑے تھے، جب کہ کفار کے لشکر میں ۲۰۰ گھوڑے تھے۔ مسلمانوں

Marfat.com

کے پاس ۷۰۔ اُونٹ تھے۔ بغیر سامان کے۔ جبکہ قریش کے پاس ۷۰۰۔ اُونٹ تھے، کافی سازوسامان کے ساتھ۔

اے اُمّتِ محمدی! آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مسلمان کفّار کے ایک چھوٹے سے حصے کے برابر تھے۔ لیکن اس قلیل تعداد کے باوجود اللہ نے فتح دی۔

یہی تناسب ہوگا مسلم فوج اور کفّار اور غیر مسلم فوجوں کی آرمیگڈن کی جنگ میں۔ یعنی ۳۱۳ بمقابلہ ۱۰۰۰۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ جنگ میں صرف یہی تناسب رہے گا۔

جب اللہ مدد فراہم کرتا ہے تو توازن تبدیل ہونے ہیں۔ مستقبل کے بدر میں توازن پھر تبدیل ہوگا۔ یعنی وقت کے خاتمے کا۔ جب اللہ کے سپاہی نہ فقط میدان میں لڑ رہے ہوں گے لیکن ہزاروں کے ہزار سپاہی آسمان سے نیچے آئیں گے۔ جی ہاں! یہ ہوگا طریقہ کار آرمگیڈن والی جنگ کا۔ یعنی وقت کے خاتمے کی جنگ۔ وہ جنگ جو حق اور باطل کے درمیان لڑی جائے گی۔ وہ جنگ جسے جنگِ بدرِ ثانی کہا جائے گا، وہ جنگ جو دنیا کو بتائے گی کہ فتح کے بارے میں اللہ کا وعدہ

Marfat.com

ہمیشہ ان لوگوں کے پیر[illegible]

سچے ہیں۔

اللہ بدر کے شہداء کو ابدی آرام نصیب فرمائے۔ یقیناً اللہ کی رحمتیں ان پر سایہ فگن ہیں۔ سلامتی اُن سب پر بھی جو جنگِ بدر ثانی میں شریک ہوں گے۔ یقیناً اللہ کی رحمتیں ان کے ساتھ بھی ہوں گی۔

آمین!

Marfat.com

صدائے جاہ و جلال

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسُول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمّدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

خواجہ شاہ محمد افضل

چشتی (صابری نظامی) قلندری

وف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com